فاضل قانون مفرد اعضاء کے نصاب کی پہلی کتاب

ترمیم و اضافہ شدہ ایڈیشن

تعارف قانون مفرد اعضاء



مع فلاسفی آف قانون مفرد اعضاء

الحاج حکیم محمد یٰسین زبدۃ الحکماء

شاگرد رشید حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانیؒ

ناظم اشاعت

حکیم محمد عارف و حکیم محمد الیاس دنیاپوری

ایڈیٹر ماہنامہ قانون مفرد اعضاء دنیاپور۔ فون: 06518-304773

یٰسین دواخانہ و طبی کتب خانہ

دنیاپور، لاہور فون: 042-7913704

موبائل: 0333-4229479

یؤتی الحکمۃ من یشاء ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا

حلقہ تحریک تجدید طب دنیاپور کی خدمت علم و فن طب کیلئے مفید پیشکش

تعارف

قانون مفرد اعضاء

فلاسفی آف قانون مفرد اعضاء

مجدد طب حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی داعی تحریک تجدید طب (پاکستان) لاہور کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ملک بھر کا ہر ماہر علم و فن ان کی شخصیت سے آگاہ ہے انہوں نے تجدید علم و فن طب کیلئے اس وقت تک تقریباً ڈیڑھ درجن کتب لکھی ہیں جن میں علم و فن طب کو اپنے نظریہ مفرد اعضاء کے تحت نہ صرف ذہن نشین کرایا ہے بلکہ یہ ثابت کیا ہے کہ سوائے علم و فن طب اور ایورویدک کے باقی جس قدر بھی طریق علاج ہیں وہ قوانین فطرت کے مطابق نہیں ہیں۔ اس کتابچہ میں مجدد موصوف کے نظریہ مفرد اعضاء کو ان کی کتب اور رسائل سے اخذ کرکے ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے اس کے ساتھ ہی ان کی پوری تحقیقات اور کام پر روشنی پڑتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے احیائے فن اور تجدید طب کیلئے کس قدر جدوجہد کی ہے

مصنف و مؤلف

حکیم محمد یٰسین شاگرد رشید حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی رح

حکیم محمد شریف سابق صدر تحریک تجدید طب رجسٹرڈ پاکستان

ملنے کا پتہ

یٰسین دواخانہ و طبی کتب خانہ دنیاپور ضلع لودھراں

فون نمبر دنیاپور 0608-304773

معنون

ہم اپنی اس علمی کوشش کو جو خالص وحدانیت کے تحت کی گئی ہے تاکہ احیائے فن اور تجدید طب میں جلد از جلد کامیابی حاصل ہو سکے اور مجدد طب حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانی کی تحقیقات ملک کے اندر اور بیرون ملک پھیل سکیں اپنے دوستوں ساتھیوں اور بزرگوں کے نام نامی اور اسم گرامی سے موسوم کرتا ہوں جنہوں نے دنیا پور میں حلقہ تحریک تجدید قائم کرنے اور نظریہ مفرد اعضاء کی نشر و اشاعت میں میری وقت اور بے وقت ہر ممکن مدد کی۔ اور آئندہ بھی مجھے ان سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔

حکیم محمد یٰسین و محمد شریف ۔ جولائی ۱۹۷۴ء

نام کتاب — تعارف قانون مفرد اعضاء

نام مصنف — حکیم محمد یسین و محمد شریف دنیاپور

ایڈیشن اوّل — جولائی 1974ء

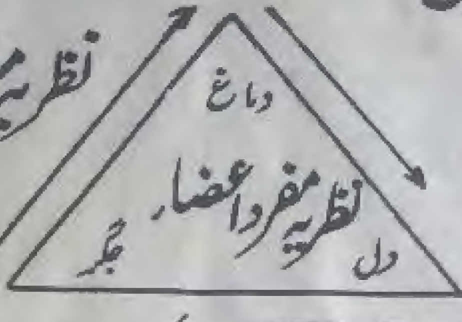
بارہواں ایڈیشن — 2005ء

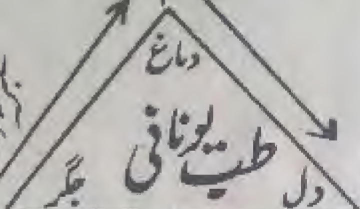
ناشر — یسین طبی کتب خانہ دنیاپور ضلع لودھراں

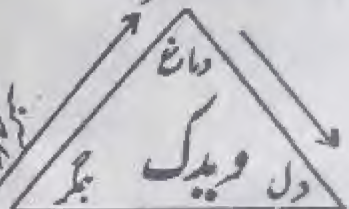
قیمت — [illegible] روپے علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ: یٰسین دواخانہ و طبی کتب خانہ دنیا پور ضلع لودھراں

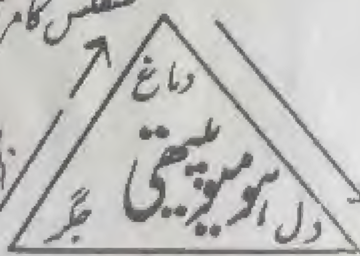
دوسری طبوں سے تطابق

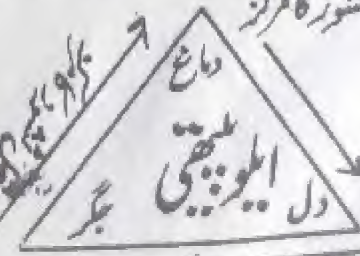






اشارہ کا نشان ظاہر کرتا ہے کہ علاج کی صورت میں فوراً شفا حاصل کرنے کے لئے اشارہ کے مطابق اعصاب یعنی دماغ سے عضلات (دل) کو تحریک دی جائے عضلات (دل) سے غدد (جگر) کو تحریک دی جائے۔ اسی طرح غدد (جگر) سے اعصاب (دماغ) کو تحریک دی جائے یہ فطری اشارہ ہے کیونکہ فطرت بلغم کو سودا سے، سودا سے صفرا اور صفرا کو بلغم سے ختم کرتی ہے۔





فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	دیباچہ	۷
۲	مقدمہ	۱۷
۳	نظریہ مفرد اعضاء کی خوبیاں	۲۱
۴	نظم نظریہ مفرد اعضاء	۲۳
۵	نظریہ مفرد اعضاء سے طب قدیم میں زبردست انقلاب	۲۴
۶	احیائے فن اور تجدید طب	۲۵
۷	نظریہ مفرد اعضاء کی ضرورت	۲۶
۸	نظریہ مفرد اعضاء کا اہم مقصد	۲۷
۹	تعریف نظریہ مفرد اعضاء	۲۸
۱۰	نظریہ مفرد اعضاء کی تخلیق کا مقصد	۲۹
۱۱	نظریہ مفرد اعضاء کی تشریح	۳۰
۱۲	نظریہ مفرد اعضاء کی عملی تشریح	۳۲
۱۳	نزلہ کی مثال بر نظریہ مفرد اعضاء	۳۶
۱۴	مواد بار طوبت کا طریق اخراج	۳۶
۱۵	نزلہ کے تین انداز	۳۷
۱۶	نزلہ کی تشخیص	۳۷

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱۷	نزلہ کے معنوں میں وسعت	۳۹
۱۸	دیگر اہم علامات (سوزش، ورم، بخار، ضعف)	۴۰
۱۹	مفرد اعضاء کا باہمی تعلق	۴۲
۲۰	مفرد اعضاء کے تعلق کی چھ صورتیں	۴۲
۲۱	تغیر افعال اعضاء تحریک، تحلیل، تسکین	۴۳
۲۲	تحریکات بلحاظ مزاج	۴۶
۲۳	تحریکات بلحاظ ذائقہ	۴۷
۲۴	تحریکات بلحاظ اخلاط	۴۸
۲۵	اخلاط بلحاظ پیدائش و مقام اعضاء	۴۹
۲۶	اعضائے رئیسہ بلحاظ غذا، فضلہ اور فاسد مادہ	۵۰
۲۷	اخلاط بلحاظ ذائقہ	۵۱
۲۸	اخلاط بلحاظ رنگ	۵۲
۲۹	قارورہ کی پیدائش اور اخراج	۵۲
۳۰	براز و قارورہ بلحاظ رنگ و تحریکات	۵۳
۳۱	براز کا اخراج بلحاظ تحریکات	۵۴
۳۲	نظام انہضام کی اقسام	۵۴
۳۳	بناوٹ جسم انسان	۵۵
۳۴	ایلوپیتھی میں ٹشوز بلحاظ تحریکات	۵۶
۳۵	طب یونانی میں اخلاط بلحاظ تحریکات	۵۷

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۳۶	ایور ویدک میں اخلاط بلحاظ تحریکات	۵۸
۳۷	ہومیو پیتھی میں اخلاط بلحاظ تحریکات	۵۸
۳۸	نفس کی اقسام بلحاظ تحریکات	۵۹
۳۹	ارواح بلحاظ تحریکات	۶۰
۴۰	انسان کی زبردست تزئین	۶۱
۴۱	علمی دنیا میں ایک نیا راز	۶۲
۴۲	گیسز بلحاظ تحریکات	۶۲
۴۳	حرارت بلحاظ تحریکات	۶۳
۴۴	موالید ثلاثہ بلحاظ تحریکات	۶۴
۴۵	نظریہ مفرد اعضاء میں دوران خون کا چکر	۶۵
۴۶	تحریک کی صورت میں دوران خون	۶۵
۴۷	مرض کا طریق پھیلاؤ نظریہ مفرد اعضاء کے مطابق	۶۶
۴۸	نظریہ مفرد اعضاء میں تحریکات کا طریق پھیلاؤ	۶۹
۴۹	تحریک، تسکین اور تحلیل میں فرق	۷۷
۵۰	نظام اعصابی (دماغ)	۷۹
۵۱	نظام عضلاتی (دل)	۷۹
۵۲	نظام غدد (جگر)	۸۰
۵۳	جسم انسان میں تحریک کے مقامات	۸۱
۵۴	انسجہ کی تفصیل	۸۸

دیباچہ

خداوند کریم اور رب العالمین نے اس حیات و کائنات کی ہر شے کو کسی نہ کسی قانون کے تحت بنایا ہے اور یہ قانون فطرت کے کسی پہلو کا اظہار ہے۔ ان قوانین کا جاننا فطرت کی تسخیر اور اس پر قبضہ پالینا ہے۔ اس لئے انسانی جوہر میں یہ جذبہ ودیعت کر دیا گیا ہے کہ قوانین فطرت جانے اور سمجھے تاکہ اسرار و رموز فطرت سے آگاہ ہو کر اس کی تسخیر اور اس پر قبضہ کر لے۔ سو ازل ہی سے انسان فطرت کے ان قوانین کی تلاش جدوجہد اور سعی و عمل کر رہا ہے جس کے نتیجہ میں وہ بے شمار قوانین فطرت کو جان کر ان پر فتح حاصل کر چکا ہے جبکہ ان کو زیر عمل لا کر سمندر کی گہرائیوں سے خزانہ نکال رہا ہے اور آسمانوں پر پرواز کر رہا ہے۔ اس کامیابی اور فتح سے اس کے جذبات میں اور بھی شدت پیدا ہو گئی ہے۔ اس لئے شب و روز نئی تحقیق اور راہوں پر بڑھتا چلا جاتا ہے اور روز بروز فتح مند اور کامیاب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی یہی ہے کہ متلاشی کو ملتا ہے۔ انہی لوگوں کو حق پرست کہتے ہیں۔ یہی لوگ پیغمبروں اور رسولوں کی تعلیم کو ذریعہ تحقیق بناتے ہیں

ایک دوسری قسم کے لوگ بھی ہوتے ہیں، جو خود تو جدوجہد اور سعی و عمل کے ایسے شدید جذبات تو نہیں رکھتے مگر وہ لوگ قانون فطرت کے ان حقائق کو جو معلوم ہو چکے ہیں جان کر ذہن نشین کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی یہ کوشش بھی ہوتی ہے کہ وہ ان قوانین فطرت اور حقائق کو لوگوں تک پہنچائیں تاکہ تمام دنیا کے انسان ان سے فوائد حاصل کریں۔ ایسے لوگ حق پسند ہوتے ہیں اور پیغمبروں اور رسولوں کی تعلیم کو حق اور مفید خیال کرتے ہیں اور اس کو دوسروں تک پہنچانے کی تکالیف برداشت کرتے ہیں۔ ایسے لوگ دین اور دنیا میں کامیاب ہوتے ہیں۔

ایک تیسری قسم کے لوگ بھی ہوتے ہیں جو نہ محقق و مجدد ہوتے ہیں اور نہ ہی مبلغ و مجدد ہوتے ہیں البتہ علم و فن اور حقیقت شناسی کے زیورات سے آراستہ ضرور ہوتے ہیں

نگران کے نفس میں بھی ہوتی ہے۔ ایسے لوگ خود تو محققوں اور مجددوں کی تحقیقات اور تجدیدات سے مستفید تو ضرور ہوتے ہیں مگر ظاہر میں نہ تسلیم کرتے ہیں اور نہ ہی ظاہر کرتے ہیں اور تحقیقات و تجدیدات کو چھپا چھپا کر رکھتے ہیں اور عام طور پر ان کی مخالفت کرتے رہتے ہیں ایسے لوگ حق شناس ہوتے ہیں مگر اپنے نفس کی کجی سے ضمیر فروش ہوتے ہیں۔ ان کے ضمیر ان کو لعنت ملامت ضرور کرتے ہیں۔ لیکن ان پر نفس امارہ کا غلبہ ہوتا ہے اور وہ اس میں گرفتار رہتے ہیں اور حق شناسی کا اظہار نہیں کر سکتے اور اکثر ذلیل و خوار ہو کر مرتے ہیں۔ اس لئے دوسروں کی تحقیق اور تجدید کو ظاہر کر کے ان کو عزت دینا نہیں چاہتے اور ان کے تحت الشعور میں یہ جذبہ ہوتا ہے کہ یہ مقام ان کو کیوں نہ ملا۔ بہرحال یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اور وہ جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے اور جو لوگ جرأت کر کے حقیقت کا اظہار کر دیتے ہیں وہ بھی ذلت و خواری سے نکل کر کامیاب و کامران اور شادمان ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کجی نفس و ضمیر فروشی اور تنگ دلی سے محفوظ رکھے۔ یہی خوش بختی ہے۔

ہم دس بارہ سال سے اپنی تحقیقات پیش کر رہے ہیں۔ یہ تحقیقات علم و فن طب کی تصدیق اور تجدید کے لئے پیش کی گئی ہیں۔ ان میں ہم نے دعویٰ کیا ہے کہ علم و فن طب نہ صرف بالکل صحیح ہے بلکہ قوانین فطرت کے مطابق ہے اور ساتھ ہی یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ سوائے ایورویدک کے دنیا کے تمام طریق علاج غیر علمی اور غلط ہیں۔ ان میں خاص طور پر فرنگی طب اور فرنگی میڈیکل سائنس نہ صرف ان سائنٹیفک (غیر علمی) اور ان سسٹومیٹک (بے اصول) ہے اور فرنگی طب کی غلطیوں پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے"۔ جس کے ساتھ ایک چیلنج ہے کہ اگر کوئی فرنگی طب کو سائنٹیفک اور با اصول ثابت کرے۔ ہم اس کی خدمت میں مبلغ دس ہزار روپے پیش کر دیں گے۔ کئی سال گزر گئے۔ مگر تا حال اس چیلنج کو قبول کرنے کی کسی کو ہمت نہیں ہوئی۔ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی یہ ہمت نہ ہو گی۔ یہی ہماری تحقیقات کا کمال اور صداقت کا ثبوت ہے۔

ہماری تحقیقات میں دوسری حقیقت علم و فن طب میں تجدید کی صورت ہے۔ کیونکہ یہ مسلہ امر ہے کہ ہر علم و فن بلکہ مذہب میں بھی اصلاح و تجدید کی ضرورت ہمیشہ محسوس کی جاتی رہی ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو وہ علم و فن اور مذہب بھی زمانے کا ساتھ نہیں دے سکتے اگر کوئی علم و فن اور مذہب سو فی صدی صحیح بھی ہو تو بھی اس میں اصلاح اور تجدید ناگزیر ہے کیونکہ اول صورت یہ ہے کہ ہر زمانے میں فطرت کے نئے نئے قوانین کا انکشاف ہوتا رہتا ہے اور انسانی عقلیات نئے مسائل کا استخراج کرتی رہتی ہے یا قدیم مسائل کو نئے زاویہ نگاہ سے دیکھتی رہتی ہے۔ اس لئے اس امر کی ضرورت رہتی ہے کہ علم و فن اور مذہب کو ان مسائل سے تطبیق دی جائے یا جدید مسائل زندگی کی روشنی میں اصل علم و فن اور مذہب کو رکھا جائے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ زمانے کے نشیب و فراز اور انقلاب زمانہ سے اکثر علم و فن اور مذہب میں انحطاط بھی آجاتا ہے۔ جس میں صحیح مسائل اور حقیقت الامری کی جگہ غلط مسائل اور توہمات پیدا ہو جاتے ہیں جیسا کہ تاریخ سے ظاہر ہے۔ اس لئے ضرورت پیدا ہوتی ہے کہ اصلاح اور تجدید کے ساتھ علم و فن اور مذہب کو صحیح راہ اور فطری ترقی کی منزل کی طرف گامزن کر دیا جائے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ غلامی کے دور میں بعض ایسے علم و فن اور مذاہب پیدا ہو جاتے ہیں جن کی سرپرستی غیر ملکی حکومتیں کرتی ہیں اور ان کی غیر معمولی نشر و اشاعت اور عزت و شہرت کو دیکھ کر نئے ذہن و دماغ اور ترقی پسند طبائع ان کو قبول کر لیتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد اس کو قبول و اختیار کرنے سے حقیقی علم و فن اور مذہب دب کر رہ جاتے ہیں۔ اگر ان خس و خاشاک کو پاک نہ کیا جائے تو وہ علم و فن اور مذہب لایعنی و بے معنی اور نکما و غیر مفید بن کر رہ جاتا ہے اور اس سے قوم و ملک اور انسانیت و آدمیت کی خدمت کی بجائے اکثر نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے اصلاح اور تجدید ضروری امر ہے۔

اصلاح و تجدید اور احیائے علم و فن اور مذہب کی اہمیت کے بعد ان کے طریق کار بھی ایک اہم مسئلہ ہے اور اس میں بے حد غلطیاں اور بے شمار غیر اصولیاں کی جا رہی ہیں۔ گذشتہ

ایک صدی کی تاریخ سے صاف ظاہر ہے۔ ایسی غیر ذمہ داریوں سے کام لیا گیا ہے کہ اصل علم و فن اور مذہب کی شکل و صورت اور اہمیت بدل کر رکھ دی ہے۔ عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ غلط یا صحیح، ضروری یا غیر ضروری مروجہ روزگار اور مشہور زمانہ علوم و فنون اور مذاہب محقق یا غیر محقق سائنسی علوم و فنون اور مذاہب کو بغیر اصول و مبادیات اور قوانین کے آپس میں شامل کر لیا گیا جن سے کلیات و جزئیات اور استخراج و استنباط کی اہمیت ختم ہو کر رہ گئی ہے۔ اس طرح ان کی اہمیت بھی ختم ہو گئی ہے اور وہ علوم و فنون اور مذاہب نہ صرف ختم ہو گئے بلکہ ان کی بنیادیں بھی برباد ہو گئیں۔

اصلاح و تجدید اور احیائے علم و فن اور مذہب کا طریق کار یہ ہے کہ اول یہ دیکھا جائے کہ ان کے مبادیات کیا ہیں۔ دوسرے وہ کن قوانین فطرت کے تحت کام کرتے ہیں بس انہی مبادیات اور قوانین فطرت کے تحت اصلاح و تجدید اور احیاء ہونا چاہئے۔ اگر جدید علم و فن اور مذہب نے ان مبادیات اور قوانین فطرت کے علاوہ کسی نئی چیز کو بیان کیا ہے تو پھر یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس نے فطرت کے کس قانون پر روشنی ڈالی ہے۔ اگر وہ واقعی جدید ہے تو قبول کر لینا چاہئے اور اگر اس کے ساتھ اپنے کسی قانون کی تطبیق ہو سکتی ہے تو اس کو تطبیق دے کر قبول کر لینا چاہئے۔ اس طرح علوم و فنون اور مذاہب میں سلسلہ ترتیب قائم رہتا ہے۔

انہی اصولوں اور قوانین پر ہم نے فرنگی طب اور جدید سائنس کو پرکھا ہے۔ مسلسل بیس سال کی جدوجہد اور تحقیق سے ان کو سمجھنے کے لئے ایک نظریہ وضع کیا ہے جس کا نام ہے نظریہ مفرد اعضاء (سمپل آرگن تھیوری) اس نظریہ کے تحت ہم نے تمام دنیا کے طبی علوم و فنون کو پرکھا اور سمجھا ہے۔ آخر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ سوائے طب اور ایورویدک کے باقی تمام طبی علوم و فنون خاص طور فرنگی طب اور ماڈرن میڈیکل سائنس غلط ہیں۔ رہا موجودہ دور اور سائنسی تحقیقات کے مطابق ان کو ذہن نشین کرانا تو ہمارے اس نظریہ مفرد اعضاء کی مدد سے بہت احسن طریق پر پرکھا اور سمجھا و ذہن نشین کیا جا سکتا ہے۔ طب و ایورویدک اور

فرنگی طب اور علاج بالمثل کا کوئی بھی ایسا مسئلہ اور اصول باقی نہیں رہ جاتا جس کی پوری تشریح اور تفصیل بیان نہ کر دی گئی ہو بلکہ سائنس کی حقیقت کو بھی ذہن نشین کرا دیا گیا ہے

نظریہ مفرد اعضاء کا تعارف ہم نے اپنی تقریباً ڈیڑھ درجن کتب میں جگہ جگہ مختلف انداز میں پیش کیا ہے اور یہ بھی اس کے تعارف کی کوشش ہے۔ اس نظریہ کو ہم نے جوہر اور مادے کے قانون تخلیق سے حاصل کیا ہے۔ یہ بھی فطرت کا قانون ہے جس میں تخلیق جوہر سے مادے کی پیدائش کو بیان کیا گیا ہے جس کو ہم نے اپنی کتاب "فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے" میں تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ باوجود دیکہ نظریہ ایک قانون فطرت سے اخذ کیا گیا ہے اور خود ایک قانون کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر ہم اس کو اس وقت تک نظریہ ہی کہیں گے جب تک یہ سائنس و فلسفہ اور حکمت کی دنیا میں زبردست اور غیر معمولی انقلاب پیدا نہ کر دے ہمیں یقین ہے کہ بہت جلد یہ نظریہ ایک قانون کی صورت میں تسلیم ہو جائے گا۔

مفرد اعضاء کا نظریہ کوئی نیا نہیں ہے بلکہ پہلے سے تحقیق شدہ ہے اور وہ بھی فطرت کا ایک قانون ہے۔ ہم نے اس سے اصلاح و تجدید اور احیاء و تحقیق کا ایک اصول قائم کر دیا ہے۔ دنیا بھر کے تمام علوم و فنون اور مذاہب خاص طور پر طب و حکمت اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اس کائنات و حیات اور مادہ کی تخلیق اور ترتیب ذرات سے ہوئی ہے۔ ان ذرات میں زندگی ہے۔ اس زندگی میں نشوو ارتقاء ہے اس لئے اس کو حیوانی ذرہ کہتے ہیں۔ انگریزی میں اس کو "سیل" کہتے ہیں یہ جب آپس میں مل جاتے ہیں تو ان کو ساخت اور بافت کہتے ہیں جن کو نسیج بھی کہتے ہیں۔ انگریزی میں ان کو ٹشوز کہتے ہیں جب یہ انسجہ (ٹشوز) باہم مل جاتے ہیں تو ایک جسم اور اس کے اعضاء بن جاتے ہیں۔ طب و ایورویدک اور فرنگی طب و سائنس تسلیم کرتے ہیں کہ انسان کی ابتداء اس کے مفرد اعضاء سے ہوتی ہے۔ البتہ طب اور ایورویدک مفرد اعضاء کی پیدائش اخلاط اور دوشوں سے ابتدا کرتے ہیں جو انہوں نے چار تسلیم کئے ہیں اور فرنگی طب و سائنس مفرد اعضاء کی بناوٹ ٹشوز (انسجہ) سے ثابت

کرتی ہے۔ لیکن ہم نے تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ طب اور ایورویدک کے اخلاط و دوشش جب صورت مادہ اور جسم اختیار کرتے ہیں تو پہلے انسجہ (ٹشوز) ہی بنتے ہیں اور پھر مفرد اعضاء کی شکل اختیار کرتے ہیں جس پر ہم نے یہ دلیل دی ہے کہ فرنگی طب اور سائنس کل چار قسم کے ٹشوز (انسجہ) تسلیم کرتی ہے جو (۱) نرویز ٹشوز۔ انسجہ اعصابی (۲) مسکولر ٹشوز۔ انسجہ عضلاتی (۳) اپیتھل ٹشوز۔ انسجہ غدی (۴) کنکٹو ٹشوز۔ انسجہ الحاقی ہیں۔ اور یہی اخلاط اور دوشش جب مجسم ہوتے ہیں تو انسجہ بن جاتے ہیں۔ گویا ٹشوز مجسم اخلاط ہیں۔

یہاں پر فرنگی طب اور ماڈرن سائنس کی یہ غلطی بھی سامنے آجاتی ہے کہ وہ چار اخلاط اور دوشوں کی بجائے ایک خلط اور دوشش یعنی خون کو تسلیم کرتی ہے۔ اگر جسم میں صرف ایک ہی خلط اور دوشش ہوتا تو بجائے چار اقسام کے ٹشوز کے صرف ایک ہی قسم کے ٹشوز ہوتے۔ یہ ان کی اپنی تحقیق نے ہی غلط ثابت کر دیا ہے اور ہم نے دلائل اور شواہد سے اس کی تصدیق بھی کر دی ہے۔ اسی طرح ہم نے ساری فرنگی طب کو غلط اور غیر علمی ثابت کیا ہے

یہاں پر ایک دلیل اور ثبوت اور بھی ذہن نشین کر لیں کہ جب کسی ٹشو (نسیج) کے فعل کو تیز کر دیا جائے تو جسم میں وہی خلط بڑھ جاتی ہے اسی طرح اگر ہم جسم میں کسی خلط کو بڑھا دیں تو اسی نسیج (ٹشو) کے فعل میں تیزی آجاتی ہے۔ گویا اخلاط اور انسجہ بالکل لازم و ملزوم ہیں اور ان کے افعال خودکار ہیں۔ مثلاً اگر جگر کے فعل کو تیز کر دیا جائے تو جسم میں صفرا کی پیدائش بڑھ جاتی ہے اور اگر جسم میں صفرا بڑھانے کی کوشش کی جائے تو جگر کے فعل میں تیزی آجاتی ہے۔ اس حقیقت کا مقصد یہ ہوا کہ جو اغذیہ اور ادویہ جسم میں صفرا پیدا کرتی ہیں وہی اشیاء جگر کے فعل کو بھی تیز کر دیتی ہیں۔ بالکل اسی طرح دماغ کے فعل میں تیزی اور بلغم اور رطوبت پیدا کرتی ہے اور بلغم اور رطوبت کی زیادتی دماغ میں تیزی پیدا کر دیتی ہے وغیرہ باقی انسجہ اور اخلاط کو بھی اسی طرح سمجھ لیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیں کہ ایک روپے کے ایک سو اٹھائیس پیسے بنتے ہیں۔ اس کو اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ ایک سو چھبیوں

کا ایک روپیہ بنتا ہے۔ یعنی حقیقت میں ایک روپیہ اور ایک سو پیسوں میں کوئی فرق نہیں ہے بلکہ ظاہرہ اور شکلاً دونوں مختلف ہیں۔ بس یہی صورت انسجہ اور اخلاط کی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ان میں قرب ہے کیونکہ ایک سو پیسے مجسم ہو کر ایک روپے کی شکل اختیار نہیں کر سکتے۔ یہ صرف ذہنی انہام و تفہیم ہے لیکن اخلاط مجسم ہو کر یقیناً انسجہ بن جاتے ہیں۔ اخلاط کا مجسم ہو کر انسجہ بن جانا ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی سائنس انکار نہیں کر سکتی۔ یہی ہماری تجدید طب اور احیائے فن کی بنیاد ہے۔

تمام طریق ہائے علاج خصوصاً طب و ایورویدک اور فرنگی طب اس حقیقت پر متفق ہیں کہ مرض اس حالت کا نام ہے کہ جب جسم کے کسی عضو یا اجزائے کے فعل میں کمی بیشی اور ضعف پیدا ہو جائے اور جب ان میں سے کوئی صورت پیدا نہ ہو اور تمام اعضاء اپنا اپنا فعل صحیح طور پر انجام دے رہے ہوں تو اس حالت جسم کا نام صحت ہے۔ ان کا باہم اختلاف صرف اسباب اور وجہ پیدائش مرض میں ہے۔ بہرحال صورت اور مرض میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے۔ ہر طریق علاج کی کتب میں اسی طرح درج ہے۔ مثلاً معدہ و امعاء اور سینہ و مثانہ کے امراض وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہم نے اپنی تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ ان اعضاء کی خرابی سے امراض پیدا نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ اعضاء انسجہ سے مرکب ہیں اور انسجہ مفرد اعضاء ہیں۔ گویا مرض کی ابتدا انسجہ الشوزہا سے ہوتی ہے جو مفرد اعضاء ہیں اور انہی سے جسم کے مرکب اعضاء بنتے ہیں، مثلاً معدہ و امعاء اور سینہ و مثانہ وغیرہ۔ سر سے لے کر پاؤں تک تمام اعضاء و عضلات اور غدد و غشاء سے مرکب ہیں۔ مرض کی ابتدا ان میں سے کسی ایک میں ہوتی ہے اور اس کا اثر کسی مرکب عضو اور باقی جسم میں ان کی علامات کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے علاج کی بھی یہی صورت ہے کہ اسی مفرد عضو (نسیج) کو معلوم کر کے اس کے افعال درست کئے جائیں جس سے جسم میں ضروری خلط کی کمی پوری ہو جائے گی یا جس خلط میں کمی ہو اس کو پورا کر دیں۔ اس سے وہ مفرد عضو خود بخود درست ہو

جائے گا۔ یہی حقیقی وسہل تشخیص اور یقینی وآسان علاج ہے۔ اس سے نہ طب وایورویدک اختلاف کر سکتے ہیں اور نہ ہی فرنگی طب اور ماڈرن میڈیکل سائنس انکار کر سکتی ہے۔ یہی ہماری تحقیق وتدقیق اور تجدید طب واحیائے فن ہے۔ یہی وہ تحقیق ہے جس سے طب اور ایورویدک کو پورے طور پر سمجھا جا سکتا ہے اور سائنس کے صحیح مسائل سے تطبیق دی جا سکتی ہے اور فرنگی طب کی غلطیوں کو ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ ہم سے پہلے کسی نے اس حقیقت کو بیان نہیں کیا۔ اب یہ صاحب علم و اہل فن کا فرض ہے کہ اس پر غور و فکر کریں اور خود بھی مستفید ہوں اور انسانیت کی خدمت بھی کریں۔

مفرد اعضاء کو ذہن نشین کر لینے کے بعد تشریح الابدان اور منافع الاعضاء کو سمجھنے میں بے حد آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ گویا سمندر کو ڈبیہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ ڈبیہ کھول لینے کے بعد یہ علوم ایک نظر میں ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ پھر پھیلاتے جائیں اور سمجھتے جائیں۔ یہاں تک کہ ان کو پھیلا کر سمندر کر دیں۔ مگر وہ انسانی دسترس سے کسی صورت میں باہر نہیں جا سکے گا۔

جاننا چاہیے کہ اخلاط کل چار ہیں۔ ایورویدک میں بھی چار ہیں۔ وہ تین دوشوں وات، پت، کف (سوداء، صفرا اور بلغم) کے علاوہ رکت (خون) کو الگ تسلیم کرتے ہیں۔ فرنگی طب اور سائنس بھی چار ٹشوز (انسجہ) تسلیم کرتی ہے۔ جن کو ہم نے مجسم اخلاط اور دوشش ثابت کیا ہے۔ یہی مفرد اعضاء ہیں۔

جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں یہ مفرد اعضاء دو اقسام کے ہیں۔ (اول) بنیادی اعضاء (دوسرے) حیاتی اعضاء۔ بنیادی اعضاء میں فرنگی طب اور سائنس صرف کنکٹو ٹشو (نسیج الحاقی) کو تسلیم کرتی ہے اور طب وایورویدک میں ان کی پیدائش الحاقی مادہ سے تسلیم کی جاتی ہے۔ اسی سے ہمارے تمام جسم کی بنیادیں بنتی ہیں جس کی تین صورتیں ہیں (۱) ہڈیاں (۲) رباط (۳) اوتار۔ اس میں ہڈیاں و کریاں اور بندھن شامل ہیں

حیاتی اعضاء میں نروز ٹشو (نسیج اعصابی) مسکولر ٹشو (نسیج عضلاتی) ایپی تھیلیل ٹشو (نسیج قشری) اور بلغم سودا اور صفراء (کف، وات اور پت) سے بنتے ہیں۔ ان سے اعضائے رئیسہ دل، دماغ اور جگر جو عضلات، اعصاب اور غدد کے مرکز ہیں۔ بنیادی اعضاء کے سوا باقی جسم انہی تین اخلاط و دوشش اور انسجہ کا بنا ہوا ہے۔ ان کے سوا جسم میں خون و روح اور نفس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ پس اب اندازہ لگا لیں کہ تشریح الابدان کس قدر آسان ہو گیا ہے۔

جہاں تک ان کے افعال و اثرات اور منافع کا تعلق ہے ان کو اس طرح سمجھیں کہ یہی انسجہ تمام جسم میں اس طرح ترتیب دیئے گئے ہیں کہ باہر کی طرف اعصاب ہیں اس کے بعد غدد یا غشاء اور آخر میں عضلات ہوتے ہیں۔ دل کی بھی یہی ترتیب ہے۔ البتہ دماغ میں عضلاتی انسجہ باہر اور قشری انسجہ درمیان میں ہوتے ہیں اور جگر میں اعصابی انسجہ باہر اور عضلاتی انسجہ درمیان میں ہوتے ہیں۔ یہی صورتیں تمام جسم کے اعصاب و غدد کی قائم رہتی ہیں۔ اس طرح تمام جسم کا علم چند منٹوں میں ہو جاتا ہے۔ جہاں تک ان کے افعال و اثرات اور منافع کا تعلق ہے وہ اخلاط و دوشش اور انسجہ کے اعمال سے ظاہر ہیں۔

یاد رکھیں کہ خون میں بھی کیمیاوی طور پر ان کے یہی افعال و اثرات اور منافع پائے جاتے ہیں۔ چاہے سائنس ان کو بارہ چودہ اپنے بنیادی عناصر میں تقسیم کر دے جو کیلشیم و فیرم اور سلفر و پوٹاشیم وغیرہ ہیں جن کو طب میں چار ارکان آگ، ہوا، پانی اور مٹی اور آیورویدک میں پانچ تت اکاش، اگنی، وایو، جل اور پرتھوی کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں۔ جس طرح بھی خون کا کیمیاوی تجزیہ کریں، ان کے سوا کچھ نہیں پایا جاتا۔ گویا یہ سب کچھ ڈبیہ میں بند کر دیا گیا ہے۔

جہاں تک دوران خون کا تعلق ہے وہ غذا سے تیار ہوتا ہے جو معدہ و امعاء میں رقیق و ہضم ہو کر جگر میں جا کر خون بنتا ہے۔ پھر دل میں جا کر پھیپھڑوں میں صاف ہوتا ہے۔ پھر

شریانوں کے راستے جگر و غدد سے ہوتا ہوا دماغ و اعصاب پر اثر انداز ہوتا ہے جس کے نتیجہ میں جسم پر ترشح ہوتا ہے۔ پھر طحال و غدد جاذبہ کے ذریعے دوبارہ دل و عضلات کی طرف جاتا ہے اور اپنا نیا دور شروع کرتا ہے۔ دوران کی صورت میں جس مفرد عضو کی طرف خون جا رہا ہوتا ہے وہاں پر تحریک ہوتی ہے اور جہاں سے گزر رہا ہے وہاں پر تحلیل ہے اور جہاں پر نہیں پہنچا، وہاں پر سکون ہے۔ بس یہی سلسلہ ان مفرد اعضاء میں قائم رہتا ہے اور یہی تینوں صورتیں ان میں قائم رہتی ہیں۔ دوران خون کی اس صورت کو سمجھنے کے لیے مفرد اعضاء کی ترتیب کو جو اوپر بیان کی گئی ہے سامنے رکھیں اور ذہن نشین کریں کہ جب خون دماغ و اعصاب کی طرف ہوگا تو وہاں خون میں تیزی ہوگی جس کا نام ہم نے تحریک رکھا ہے۔ اعصابی انسجہ کے اندر جو غدی (جگری)، قشری انسجہ ہیں، ان میں خون کی کمی ہوگی جس کا نام ہم نے تحلیل رکھا ہے اور آخر میں عضلاتی انسجہ میں تسکین ہوتی اور جب دل و عضلات میں تحریک ہوگی تو دماغ و اعصاب میں تحلیل اور جگر و غدد میں تسکین ہوگی۔ اسی طرح جب جگر و غدد میں تحریک ہوتی ہے تو دل و عضلات میں تحلیل اور دماغ و اعصاب میں تسکین ہوگی۔ گویا دوران خون کے ساتھ ساتھ جسم کی یہ حالت بدلتی رہتی ہے اور جس جگہ تحریک رک جاتی ہے وہاں مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر اس تحریک کو جاری کر دیا جائے تو مرض رفع ہو جاتا ہے جس کا علاج یہ ہے کہ جس مفرد عضو میں تسکین ہے وہاں تحریک پیدا کر دی جائے بس مرض رفع ہو جائے گا۔ یا جسم میں جو خلط کم ہو گئی ہو اس کو پورا کر دیا جائے لیکن یہ ہرگز نہ کریں کہ جو خلط یا ردّش زیادہ ہو اس کو کم کرنے کی کوشش کریں جیسا کہ اکثر کیا جاتا ہے۔ اس طرح جسم میں طاقت بحال رہتی ہے اور مرض اور اس کی تمام علامات فوراً رفع ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ گویا معجزہ عمل میں آ گیا ہے۔

یہ نظریہ مفرد اعضاء جو تحقیق و تجدید علم و فن طب کے لیے مختصر طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مفصل اپنی کتب میں بیان کر دیا ہے جو ڈیڑھ درجن کے قریب ہیں۔ اس نظریہ

باقی صفحہ ۲۲ پر ملاحظہ فرمائیے

مقدمہ

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں راہ مستقیم اختیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اسی میں ہماری بھلائی اور فلاح کا راز مضمر ہے تحقیق و تجدید اور ہماری نشو و ارتقار اسی سے قائم ہے۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہدایت بھی صرف انہی لوگوں کو دیتا ہے جو متقی و پرہیزگار ہوتے ہیں۔ لہذا ہمیں چاہیئے کہ ہم بھی راہ مستقیم اختیار کریں اور اپنے علم و فن طب کو قانون فطرت کے مطابق سمجھیں اور قدرت کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق چلائیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہمارے علم و فن طب میں نشو و ارتقار اور تحقیق و تجدید کا سلسلہ قائم نہ ہو۔

اسی مقصد کے لئے میں نے یہ کتاب مرتب کرنے کی حقیر کوشش کی ہے۔ اس میں نظریہ مفرد اعضار کو چارٹوں کی آسان صورت میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ نظریہ مفرد اعضار قدرت کا ایک بہت بڑا راز ہے جو الحاج حکیم انقلاب المعالج دوست محمد صابر ملتانی نے تحقیق کیا ہے۔ چونکہ نظریہ مفرد اعضار نیا نظریہ ہے پہلے علم و فن طب اور میڈیکل سائنس میں اس کا اشارہ تک نہیں ہے۔ اس لئے ہر نئے معالج و ڈاکٹر کو سمجھنے میں بے حد دقت ہوتی ہے جب اس نظریہ کی کسی کو سمجھ نہیں آتی تو وہ اسے بے معنی اور بے مقصد سمجھ کر چھوڑ دیتا ہے بلکہ ایک بہت بڑی گمراہی سمجھتا ہے بلکہ وہ اس نوجوان ڈاکٹر کی طرح جو درس گاہ کی حدود سے فارغ ہو کر ابھی باہر نکلا ہو دیسی طبوں کی حمد و ثنا اس لئے نہیں سنتا کہ اس نے کسی لیکچر میں اس قسم کی آواز نہیں سنی ہے۔ اس کے استاد کی زبان سے اس قسم کا کبھی کوئی لفظ نہیں نکلا اسی طرح ایک طبیب اور ایک وید کے چہرے کو سرخ بنا دینے، دوران خون کو تیز کر دینے دماغ کو برافروختہ کرنے، قلب کو اختلاجی اور ذہن کو تخیل بنا دینے کے لئے صرف جراثیم کا ایک لفظ زبان سے نکال دینا اس لئے کافی ہے کہ ان کے آبائے فن نے ان کے سیر ہائے گوش کو اس قسم کے تموجات الحانیہ سے کبھی آشنا نہیں کیا۔

یہ ہے فلسفہ جذبات کا فولادی حجاب جو دلوں پر محیط ہوتا ہے اور یہی ہے وہ نا مقدس زنجیر جو قوموں کو بام عروج اور عروج ارتقا پر چڑھنے نہیں دیتی اور قدم قدم پر انہیں روکتی ہے اسی طرح ایک بے جان مٹی اور بے حس پتھر کے پتلے کا پوجنے والا انسان خدائے واحد کی ربوبیت والوہیت اور اس کی وحدانیت کی حرمت کو اس لئے اپنے دل و دماغ میں جگہ نہیں دے سکتا کہ ان انوار ربانیہ اور برکات صمدانیہ کے ورود سے پہلے اس کے والدین نے اس کے دل و دماغ کو بتوں کے محامد و محاسن سے لبریز کر دیا ہے اور اس سبقت جہل کی ظلمت اب کسی ضیاء معرفت کو اندر گھسنے کی اجازت نہیں دیتی۔

پس اے اہل فن طب رہروان تلاش حقیقت اگر تمہیں علم کی سچی تلاش ہے۔ اگر تمہیں معرفت کی جستجو ہے۔ اگر تمہیں حکمت کا حقیقی تجسس ہے تو اپنے قلوب سے تعصب کے حجابات ہٹاؤ۔ اپنے اذہان کو عصبیت کی چادروں میں نہ لپیٹو۔ اپنے کانوں کے پردوں پر تقلید کے میل نہ جمنے دو۔ اپنے ادراک و احساسات کی کھڑکیوں میں جدید معلومات کو گھسنے سے نہ روکو۔ اپنے دماغوں میں انکار کے زنگ آلود قفل نہ ڈالو۔ اپنی طبیعتوں میں آہستہ آہستہ تسلیم کی خو پیدا کرو۔ ہر جدید مسئلہ کا انکار اس لئے نہ کرو کہ شیخ اور علامہ نفیس نے تمہیں اس سے آگاہ نہیں کیا۔ ہر بات کی بغیر سمجھے تردید اس لئے نہ کرو کہ قانون وکامل الصناعہ میں اس کا ذکر نہیں ملتا۔ بلکہ اگر تمہیں سچائی کی تلاش ہے تو تمہارا فرض یہ ہونا چاہئے کہ پہلے تم اپنے دل و دماغ سے تعصب و تقلید کی ناپاک آڑوں کو دور کرو کہ صداقت و حقیقت کی روشنی کو یہی روکتی ہے۔ اس کے بعد ان جدید مسائل کو بغور لگر سوچو اور انہیں سمجھنے کی کوشش کرو۔ بس اسی قدر تمہارا فرض ہے۔ جس کے لئے میں اس قدر زور دے رہا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ خواہ مخواہ تم ان مسائل کے صحیح ہونے کا یقین ہی کر لو۔ یہ بھی اس لئے کہہ رہا ہوں کہ تھوڑی دیر کے لئے اگر ہم بجبر و اکراہ تسلیم کر لیں کہ یہ جدید مسائل مفید اور صحیح تھے لیکن ہم نے ان کی طرف محض اس لئے توجہ نہیں کی یہ نئے مسائل ہیں۔ پس

لئے ہم ان کے سمجھنے سے قاصر رہے تو اب بتلاؤ کہ ہمیں کیا ملا ہم ایک مفید شے سے محروم نہیں رہے۔ کیا ہم نے علم کے ایک مفید حصے کو اپنے جہل سے نہیں چھوڑ دیا کہ ہماری معلومات کے خزانہ میں اس علم کے بعد تھوڑا سا اضافہ نہیں آتا۔ کیا ہم اس حالت میں سچائی سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں علم و حقیقت کی تلاش ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر ہماری یہی حالت ہے تو ہمیں یقین کر لینا چاہئے کہ ہم اس دعوے میں سراسر جھوٹے ہیں ہمیں صحیح علم کی ہرگز جستجو نہیں ہے۔ ہمیں ہرگز حقیقت کی تلاش نہیں ہے اور بالفرض اگر ہے تو ہم بالکل غلط راہ پر پڑے ہوئے ہیں۔ کیونکہ قانون فطرت یہ ہے کہ راہ مستقیم صرف ایک ہی ہو سکتی ہے۔

لیکن برعکس اس کے اگر فرض کیجئے کہ ہم نے اس جدید مسئلہ پر غور کیا اور اسے ہم نے سمجھ کر اپنے وسیع خزانہ خیال کے ایک گوشہ میں جمع کر دیا تو اب بتلایئے کہ ہمارا کیا بگڑا۔ اور ہم سے کیا چھن گیا۔ کیا ہم اس کی وجہ سے جاہل ناکندہ تراش ہو گئے۔ کیا ہم سے اس جدید علم کے بعد دماغ کا کوئی ٹکڑا نکال لیا گیا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کیوں نہ امن و سکون کے ساتھ ہم اس جدید نظریہ مفرد اعضاء کی داستان سنیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ مجھے ایک باغبان تصور فرمائیں جو آپ کو ایک باغ کی سیر کرا رہا ہے جس میں کھٹے میٹھے، کڑوے اور کسیلے، لذیذ اور بے لذت پختہ اور خام ہر قسم کے ثمرات درختوں کی مختلف شاخوں پر جھوم رہے ہیں۔ میں ایک مالی ہوں جو پھول کی کیاری میں آپ کو گشت کرا رہا ہوں۔ جس کی بیلوں اور پودوں میں رنگ برنگ خوشبودار اور بے بو غرض ہر رنگ و بو کی کلیاں اور پھول نکلے ہوئے ہیں۔ آپ کو پورا پورا اختیار ہے کہ جس پھل کو آپ پسند کریں توڑ لیں۔ جسے ناپسند کریں اسے چھوڑ دیں۔

اگر آپ کے ہاتھ حقیقت و سچائی کو حاصل کرنے کے لئے پھیلے ہوئے ہیں آپ کو حکمت و عرفان کی جستجو میں جدت و قدامت کی کوئی تفریق مدنظر نہیں ہے تو آپ یقین جانیئے میں آپ کی اس مبارک جستجو میں ہمدم و ہمراز بنوں گا اور اس مقدس سفر میں آپ کا

رفیق ثابت ہوں گا. آپ کو ہر قدم پر ٹھوکروں سے بچانے اور راستہ صاف کرنے کے لئے آپ کا بشیر و خادم رہوں گا یہی میرا اولین فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو کامیاب فرمائے۔ آمین

استاذی المکرم و محترم حکیم انقلاب صابر ملتانی صاحب کی ہر کتاب جو انہوں نے اٹھارہ کے قریب لکھی ہیں، کسی میں تفصیلاً، کسی میں اختصار کے ساتھ نظریہ مفرد اعضاء پر روشنی ڈالی ہے لیکن نئے طالب علم کے لئے جو ابتدائی دور میں ہو نظریہ مفرد اعضاء سمجھے بغیر ان کا مطالعہ کرنا اور یاد رکھنا بیحد مشکل ہے۔ میں مدت سے یہ محسوس کر رہا تھا کہ استاد محترم صرف نظریہ مفرد اعضا پر ایک کتاب لکھیں جس میں اس کی تعریف، اس کی اہمیت، اس کے فوائد، امراض و علامات کے ساتھ تطبیق، موسم و کیفیات اور کائنات کے ساتھ تعلق لکھنا ضروری تھا۔ جب میں نے استاد صاحب کی توجہ اس اہم کام کی طرف مبذول کرائی تو انہوں نے کہا کہ میں مدت سے اس ضرورت کو محسوس کر رہا ہوں لیکن چونکہ ابھی بہت سی طبی کتب لکھنی ہیں جن کے بغیر علم و فن طب نامکمل رہ جاتا ہے۔ اس لئے ان کے لکھنے کے بعد لکھوں گا۔ اس پر میں نے ان سے اجازت چاہی کہ میں مرتب کروں تو انہوں نے بخوشی مجھے کہا کہ اگر تم اس کو مرتب کرو تو میں تمہیں ہر ممکن امداد دوں گا۔ اس پر میں نے یہ کتاب مرتب کرنی شروع کی اور کوشش کی کہ نظریہ مفرد اعضا اس صورت میں لکھوں کہ عام آدمی بھی آسانی سے سمجھ سکے۔ نظریہ مفرد اعضا میں چونکہ ہم نے صرف تین امراض تسلیم کئے ہیں، اس لئے ان کے نام اعصابی۔ غدی۔ عضلاتی رکھے ہیں۔ باقی سب علامات ہیں جو ان تین امراض میں تقسیم ہو جاتی ہیں یعنی ہم جتنے دکھ درد بخار وغیرہ کو امراض کا نام دیتے ہیں۔ یہ سب اعصابی۔ غدی۔ عضلاتی امراض کی علامات ہیں۔ انہی علامات کو سادہ نقشوں میں ان تین امراض کے تحت لکھا ہے اور ساتھ ساتھ تھوڑی تھوڑی تشریح بھی لکھی ہے۔ یہ علامات اور خاص خاص نکات تمام کتب سے لے کر لکھے ہیں۔ اس میں استاد صاحب نے میری جو امداد فرمائی ہے اس کے لئے میں ان کا بے حد ممنون و مشکور رہوں۔

حکیم محمد یٰسین و محمد شریف دنیا پور

نظریہ مفرد اعضاء کی خوبیاں

نظریہ مفرد اعضاء کے تحت تقسیم امراض اور علامات میں بہت سی خوبیاں ہیں۔ ذیل کی خوبیاں قابل تعریف ہیں:-

۱۔ یقینی تشخیص (۲) بے خطا علاج (۳) امراض کی ماہیت پر یقین (۴) تجویز و علاج میں سہولت (۵) مرض کا صرف ایک بار ہی بیان ہونا (۶) مختلف امراض میں شک و شبہ کا پیدا نہ ہونا (۷) دنیا بھر کے تمام طریق ہائے علاج کی صحیح تشخیص اور درست تجویز کا اس کے مطابق ہونا۔ گویا نظریہ مفرد اعضاء صحیح تشخیص اور درست تجویز کے لئے ایک کسوٹی ہے (۸) اس نظریہ کے تحت تقسیم امراض سمجھے غلط طریق علاج کو معالج چھوڑ دیتا ہے اور مشکل تشخیص اور دشوار تجویز کے علاج سے دور ہو جاتا ہے (۹) امراض کی تعداد مقرر کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد نئے امراض کی تحقیقات ختم ہو گئی ہے۔ جیسا کہ فرنگی طب اہل فن و صاحب علم اور عوام کو نئے امراض کے نام سے دھوکہ دیتی رہتی ہے (۱۰) مرض کے مختلف بے معنی اسباب ختم کر دیئے گئے ہیں اور صحیح اسباب مقرر کر دیئے گئے ہیں (۱۱) طویل علامات کو مقررہ علامات میں محدود کر دیا گیا ہے تاکہ تشخیص میں کوئی تکلیف نہ ہو (۱۲) سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ دنیا بھر کے طریق ہائے علاج میں جو ماہیت امراض بیان کی گئی ہیں چاہے وہ اخلاط و دوشوں کے تحت ہیں، چاہے جراثیم اور روح کی بیماریوں کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ یا عناصر انسانی اور جذبات انسانی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ سب کے حسن و قبح کی حقیقت کھل جاتی ہے اور یہ تمام باتیں بیک وقت معالج کے ذہن میں آ جاتی ہیں۔

نظریہ مفرد اعضاء کے تحت تقسیم امراض کا کمال یہ ہے کہ اس سے تقسیم امراض کی ابتدا واحد خلیہ حیوانی ذرہ سے شروع ہوتی ہے۔ جس سے نسیج (ٹشو) بنتا ہے اور پھر یہی مختلف النسجہ (ٹشوز) اعضاء کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ اس تقسیم امراض کی انتہا یہ ہے کہ اس میں حیوانی ذرہ کا بھی دل و دماغ چیرتے ہوئے اس کے ایٹمی اثرات تک پہنچ کر اس کی انرجی ویاور اور فورس کا پتہ چلاتے ہیں۔ گویا نظریہ مفرد اعضا ایٹمی دور کی مکمل تصویر ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس سے دقیق تشخیص اور تقسیم ناممکن ہے۔ اور اگر کوئی اور طریق علاج کسی ایسے نظریہ کا دعویٰ کرے تو ہم اسے چیلنج کرتے ہیں۔

بقیہ :- دیباچہ

سے ایک طرف طب اور ایورویدک میں احیاء و تجدید اور تحقیق و اصلاح کی صورتیں پیش کی گئی ہیں اور دوسری طرف فرنگی طب اور سائنس کی غلطیوں کو ظاہر کیا گیا ہے۔ دنیا بھر میں اگر کسی نے یہ نظریہ یا ایسا کوئی نظریہ علم و فن طب کی بہتری کے لئے پیش کیا ہو تو ہم اس کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ اگر آج تک دنیا کے کسی ملک میں کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا تو پھر صاحب علم و فن اور ماہر معالجین کا فرض ہے کہ وہ سنجیدگی سے غور کریں اور حق کو اختیار کر کے اس کو بلند کریں۔ اس سے ان کے مرتبے بھی بلند ہو جائیں گے یہی حق کا کمال ہے۔

طبِ یونانی میں عظیم انقلاب

مفرد اعضاء کا ہے نظریہ نیا — کوئی اس سے تھا نہ اب تک آشنا

ہو گئی معلوم آسانی سے اب — ہر مرض کی کیفیت تشخیص سب

اس تھیوری کے مطابق الغرض — ہے غدد، اعصاب، عضلہ میں مرض

ہو اگر تحریک کچھ اعصاب میں — اور سفیدی کی جھلک پیشاب میں

بے شبہ عضلات کو تحریک دو — رنج و غم، درد و الم سب دور ہو

پاؤ کچھ تحریک عضلے میں اگر — آئے قارورے میں سرخی پھر نظر

تو غدد کو بے شبہ تحریک دو — چند دن میں روگ یہ کافور ہو

ہو غدد میں پھر جو کچھ تحریک اگر — زرد ہو پیشاب بھی مانند زر

بے شبہ تحریک دو اعصاب کو — اور یوں محفوظ اس دکھ سے رہو

کس قدر یہ نظریہ ہے دل ربا — سچ اگر پوچھو یہی ہے کیمیا

دل نواز دل کشا دلبر ہے یہ — جانفزا ہے اور روح پرور ہے یہ

موجد اس تھیوری کے عالیجناب — فاضل دوراں حکیم انقلاب

طب یونانی کے وہ واحد امام — جن پہ قرباں اور نازاں خاص و عام

قوتِ ایجاد پہ ان کی گواہ — قرشی و نیر، سعید احسان و شاہ

کس قدر یہ نظریہ مقبول ہے — دوست و دشمن میں کیا مقبول ہے

پھیلتا جائے گا اب یہ چار سو — بستی بستی قریہ قریہ کو بہ کو

حضرتِ موجد پہ صدہا برکتیں — رحمتوں کی ہوں ہزاروں بارشیں

صابرؔ ملتانی ما زندہ باد — پیچ گونش نظریہ پائندہ باد

نظریہ مفرد اعضاء

نظریہ مفرد اعضاء سے طب قدیم میں زبردست انقلاب

ایلوپیتھی اور طب یونانی کے متعلق بنیادی طور پر یہ فیصلہ کر لینا چاہیے کہ (۱) کیا وہ غلط طریقہ علاج ہے (۲) کیا اس کی بنیاد قانون پر قائم ہے یا وہ عطایانہ طریق علاج ہے (۳) کیا میڈیکل سائنس اور ماڈرن سائنس نے فن علاج کی جو خدمت کی ہے وہ اس قدر علمی اور سائنسی ہے کہ ان کے مقابلے میں طب قدیم ایک وحشیانہ طریقہ علاج ہے۔

ان سوالات کا فیصلہ کن جواب یہ ہے کہ آجکل دنیا بھر کی کوئی سائنس طب قدیم کو غلط طریقہ علاج ثابت نہیں کر سکی۔ بلکہ یورپ و امریکہ میں تاحال قدیم طریقہ علاج کسی نہ کسی رنگ میں قائم ہے۔ ملک چین میں موجودہ سائنسی کمالات کے باوجود طب قدیم کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے جس طرح فرنگی طب کو حکومت چلا رہی ہے۔

طب قدیم کو مفید اور کامیاب طریقہ علاج تسلیم کرنا اس کی قوت شفا پر نہیں بلکہ اس کے قانون (لا) پر قائم ہے اور قوت شفا دوسرے نمبر پر ہے۔ وہ بھی طب قدیم میں دوسرے طریق علاج سے بہت زیادہ ہے۔ گویا طب قدیم علمی سائنسی طریقہ علاج بھی ہے اور اس میں انتہائی قوت شفا بھی پائی جاتی ہے۔

ان حقائق سے ثابت ہے کہ طب قدیم اس وقت تک فرنگی طب سے بہت زیادہ خدمات نہ صرف انجام دے رہی ہے بلکہ اکثر امراض کا علاج جو فرنگی طب، ماڈرن میڈیکل سائنس پیش نہیں کر سکی۔ ان کا کامیاب علاج طب قدیم میں موجود ہے جس کو اکثر یورپ و امریکہ اور چین و روس کے چوٹی کے ڈاکٹروں نے تسلیم کیا ہے۔

ان حقائق کو تسلیم کر لینے کے بعد ایک اہل نظر اور صاحب علم کے ذہن میں فوراً یہ حقیقت آجاتی ہے کہ اگر طب قدیم بالکل علمی سائنسی اور قانونی طریقہ علاج ہے۔ اور فرنگی طب بھی اپنے آپ کو سائنسی اور تحقیقی علاج کہتی ہے۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف بھی ہوں اور صحیح طریقہ ہائے علاج بھی ہوں۔ کیونکہ زندگی اور کائنات کے انتظام کے لئے ایک قانون مقرر ہے جس کو قانون فطرت کہتے ہیں۔ دونوں ایک قانون پر کیسے صحیح کہے جا سکتے ہیں۔ یہ حقیقت بالکل مسلمہ ہے۔

اس کے لئے ہم نے ثابت کیا ہے کہ طب قدیم بالکل صحیح عین فطرت کے مطابق علمی و سائنسی طریقہ علاج ہے اور اس کے مقابلے میں فرنگی طب غیر فطری اور غیر سائنسی بلکہ عطائیانہ طریقہ علاج ہے اس کے لئے دیکھیں ہماری کتاب فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے۔ جس کے لئے مبلغ دس ہزار روپے کا چیلنج اس شخص کے لئے ہے جو فرنگی طب کو صحیح ثابت کرے انشاء اللہ تعالیٰ کوئی بھی چیلنج قبول نہیں کرے گا اور نہ کسی کو اس کے قبول کرنے کی جرأت ہے اللہ تعالیٰ نے طب کے معاملہ میں تمام دنیا پر ہمیں فوقیت عطا فرمائی ہے۔

احیائے فن اور تجدید طب

قانون فطرت ہے کہ جب دنیا میں سچائی اور صدق و حقیقت پر خواہش و کذب اور نفس پرستی کے غبار و پردے اور خس و خاشاک پڑ جاتے ہیں اور دنیا کی اکثریت گمراہی اور اندھیرے میں سرگرداں و پریشان اور صحیح راہ سے دور چلی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے اس سچائی و صدق اور حقیقت کو دنیا میں روشن کر دیتے ہیں تاکہ اہل نظر، صاحب علم اور ماہر فن ہدایت اور روشنی سے منور ہو کر اصل راہ اختیار کر لیں۔

بالکل اسی قانون کے تحت اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہی کام لیا ہے اور یہ کام ہم سے ایک معالج کی حیثیت سے لیا ہے جس کا مقام ایک حکیم سے زیادہ نہیں ہے اور نعوذ باللہ اس میں کسی مسیح اور مہدی کا تصور تک نہیں ہے اور نبوت تو بالکل ختم ہو چکی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قانون فطرت کو بالکل واضح کر دیا ہے جس پر زندگی اور کائنات رواں دواں ہے۔ کیونکہ اس کے بعد کوئی بھی قانون فطرت نہیں ہے۔ اس لئے ختم نبوت لازم آتا ہے۔ ہماری خدمات صرف احیائے فن اور تجدید طب تک محدود رہیں۔ ہم نے ثابت کیا ہے کہ طب قدیم نہ صرف بالکل صحیح اور قانون فطرت کے عین مطابق ہے بلکہ دنیا کا کوئی بھی طریقہ علاج جو قانون فطرت کے مطابق نہیں ہے وہ غلط ہے اس مقصد کے لئے ہم عرصہ بارہ سال سے دنیائے طب کے سامنے اپنی تحقیقات پیش کر رہے ہیں۔ جو مسلسل بیس سال کی جد و جہد اور تحقیق و تدقیق سے حاصل ہوئی ہیں۔

نظریہ مفرد اعضاء کی ضرورت

کسی فن کو اس وقت تک زندہ نہیں کیا جا سکتا جب تک اس میں تجدید نہ کی جائے تجدید کے معنی ہیں قدیم علم و فن کو نیا مقام (ری نیو) دینا۔ پھر یاد رکھیں کہ تجدید کے معنی کسی نئے علم و فن کا پیدا کرنا نہیں ہے بلکہ قدیم علم و فن کی سچائی و صداقت اور حقیقت کو روشن اور نیا کرنا ہے۔ سو ہم نے بھی طب کو زندہ کرنے کے لئے طب میں تجدید کی ہے کوئی نئی طب پیش نہیں کی جس کو طب جدید کہا جائے۔ تجدید طب اور طب جدید دو مختلف صورتیں ہیں۔ ہم احیائے فن اور تجدید طب کے حامی ہیں۔ طب جدید کو غلط سمجھتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ کسی فن کے احیاء اور تجدید کے لئے اس وقت تک کوئی صورت پیدا

نہیں ہوسکتی جب تک فطرت کا کوئی ایسا قانون وکلیہ اور اصول وقاعدہ پیش نہ کر دیا جائے جن کی بنیادوں پر اس میں احیاء اور تجدید کی جا سکے اور اس قانون وکلیہ اور اصول و قاعدہ کو فطرت کے مطابق ثابت کرنے کے لئے نئے تجربہ و مشاہدہ پیش کیا جائے یا کسی علمی اور سائنسی قانون وکلیہ اور اصول وقاعدہ کو سامنے رکھ کر فطرت کے مطابق کر دیا جائے بس یہی اس کی نظری وعملی صورت ہوگی۔ ہم نے بھی اس طرح کا نظریہ پیش کیا ہے جس کا نام ہم نے نظریہ مفرد اعضاء رکھا ہے۔

نظریہ مفرد اعضاء کا اہم مقصد

ماڈرن میڈیکل سائنس اور فرنگی طب جو آجکل تمام دنیا پر رائج ہیں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ طب نہ صرف قدیم ہے بلکہ موجودہ دور میں زمانے کا ساتھ نہیں دے سکتی اور اس قابل نہیں ہے کہ اس کو قائم رکھا جائے۔ انہی اثرات کے تحت نظریہ مفرد اعضاء کو پیش کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ طب قدیم اور ایورویدک نہ صرف صحیح طریقہ ہائے علاج ہیں بلکہ قانون فطرت کے عین مطابق ہیں۔ اس طرح اس سے نہ صرف احیائے فن اور تجدید طب کی صورت پیدا کی گئی ہے بلکہ ثابت کیا گیا ہے کہ ماڈرن میڈیکل سائنس بالکل غیر علمی اور غلط ہے جس کے ساتھ تمام دنیا کو چیلنج کیا گیا ہے کہ وہ ثابت کرے کہ ماڈرن میڈیکل سائنس علمی اور صحیح ہے۔ اس چیلنج کے لئے ہم نے ایک کتاب "فرنگی طب غیر علمی اور غلط ہے" پیش کی ہے جس کے چیلنج ساتھ دس ہزار روپے کی پیش کش کی ہے۔ جو بھی اس کو صحیح اور سائنٹفک ثابت کرے ہم اس کی خدمت میں یہ رقم پیش کر دیں گے۔ روپیہ بنک میں جمع کرا دیا گیا ہے۔ کتاب کو شائع ہوئے کئی سال ہو چکے ہیں کسی کو سامنے آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ نظریہ مفرد اعضاء بالکل

قانون فطرت کے عین مطابق ہے۔ ہم اس نظریہ پر تقریباً اٹھارہ کتابیں لکھ چکے ہیں جن سے تمام طب کی تدوین کی گئی ہے۔

تعریف نظریہ مفرد اعضاء

نظریہ مفرد اعضاء ایک ایسی تحقیق ہے جس نے ثابت کیا گیا ہے کہ امراض کی پیدائش مفرد اعضاء گوشت پٹھے اور غدد میں ہوتی ہے اور اس کے بعد مرکب اعضاء کے افعال میں افراط و تفریط اور ضعف پیدا ہوتا ہے اور علاج میں بھی مرکب اعضاء کی بجائے مفرد اعضاء کو مدنظر رکھنا چاہیئے کیونکہ انسان کے تمام مرکب اعضاء مفرد اعضاء کی بافتوں اور انسجہ (بنیادوں) سے مل کر بنتے ہیں۔

یہی عملی نظریہ ایک ایسا فلسفہ ہے جس سے جسم انسان کو مفرد اعضاء کے تحت تقسیم کر دیا گیا ہے کہ اعضائے رئیسہ دل و دماغ اور جگر مفرد اعضاء ہیں جو عضلات اعصاب اور غدد کے مراکز ہیں جن کی بناوٹ جدا جدا اقسام کے انسجہ (ٹشوز) سے بنی ہوئی ہوتی ہے اور ہر نسیج بے شمار زندہ حیوانی ذرات (سیلز) سے مرکب ہے۔ حیوانی ذرہ انسانی جسم کی اول بنیاد (فرسٹ یونٹ) ہے۔ ہر حیوانی ذرہ اپنے اندر حرارت و قوت اور رطوبت (ہیٹ، فورس اور انرجی) رکھتا ہے۔ جس کے اعتدال کا نام صحت ہے جب اس حیوانی ذرہ خلیہ کے افعال میں افراط و تفریط یا ضعف واقع ہوتا ہے تو اس کے اندر کی حرارت و قوت اور رطوبت میں اعتدال قائم نہیں رہتا پس اس کا نام مرض ہے۔

اس حیوانی ذرہ کا اثر نسیج پر پڑتا ہے۔ اس کے بعد مقررہ اعضاء کے تعلق سے اعصاب و غدد اور عضلات وغیرہ کے مطابق گزرتا ہوا اپنے متعلقہ عضو رئیس میں ظاہر ہوتا ہے اور ان میں افراط و تفریط اور ضعف کی شکل میں امراض و علامات پیدا ہوتی ہیں۔ علاج

کی صورت میں انہی مفرد اعضاء کے افعال درست کر دینے سے ایک حیوانی ذرات سے لے کر عضو رئیس تک کے افعال درست ہو جاتے ہیں۔ بس یہی نظریہ مفرد اعضاء ہے۔

نظریہ مفرد اعضاء کی تحقیق کا مقصد

نظریہ مفرد اعضاء کی مزید اور تحقیق کا مقصد یہ تھا کہ طب قدیم کی کیفیات، مزاج اور اخلاط کو مفرد اعضاء سے تطبیق دے دی جائے تاکہ ایک طرف ان کی اہمیت واضح ہو جائے اور دوسری طرف یہ حقیقت سامنے آ جائے کہ کوئی طریق علاج جس میں کیفیات و مزاج اور اخلاط کو مدنظر نہیں رکھا جاتا وہ نہ صرف غلط ہے بلکہ غیر علمی ان سائنٹیفک اور عطائیانہ ہے۔ اس میں یقینی شفا نہیں ہے اور وہ عطائیانہ طریق علاج ہے۔ جیسے فرنگی طب ہے جس میں کیفیات و مزاج اور اخلاط کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے۔ اس لئے اس کی تشخیص و تجویز میں مطابقت اور موافقت پیدا نہیں ہو سکتی۔ انہی مقاصد کے تحت ہم نے نظریہ مفرد اعضاء کی بنیاد احیائے فن اور تجدید طب پر رکھی ہے۔ کیونکہ موجودہ فرنگی دور میں فرنگی طب کی تقلید میں کیفیات و مزاج اور اخلاط کو چھوڑ کر صرف امراض و علامات کے نام پر ان کے علاج کرنے شروع کر دیئے ہیں جو نہ صرف طب قدیم کے قانون علاج کے خلاف ہے بلکہ بالکل غلط اور عطائیانہ صورت اختیار کر گیا ہے۔

ہم نے نظریہ مفرد اعضاء کے ساتھ کیفیات و مزاج اور اخلاط کو تطبیق دے کر ثابت کر دیا ہے کہ اعضاء کے افعال کیفیات و مزاج اور اخلاط کے اثرات کے بغیر عمل میں نہیں آ سکتے۔ اس لئے ان کے اثرات کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تاکہ اعضاء کے افعال کو درست رکھا جا سکے۔ اگر اثرات کو مدنظر رکھا جائے تو پھر لازم ہے کہ مفرد اعضاء کے مطابق ادویہ اور اغذیہ اور تدابیر کو عمل میں لانا نہایت ضروری ہے۔ گویا مفرد اعضاء کے

افعال بالکل کیفیات و مزاج اور اخلاط کے اثرات کے مطابق ہیں۔

اس تحقیق و تطبیق سے افعال مفرد اعضاء اور کیفیات و مزاج اور اخلاط سے ایک طرف ان کی اہمیت سامنے آگئی ہے اور طب قدیم میں زندگی پیدا ہوگئی ہے اور دوسری طرف اعضاء کے افعال کی علاج میں ضرورت سامنے آگئی ہے۔ اس طرح تجدید طب کا سلسلہ قائم کر دیا گیا ہے اور نظریہ مفرد اعضاء کو قدیم طبوں کی تجدید و احیاء کے لئے معیار اور کسوٹی مقرر کیا گیا ہے اور ساتھ ہی علم الادویہ میں بھی اسی صورت کو ثابت کیا گیا ہے وہ بھی صرف انہی مفرد اعضاء پر اثر کرتی ہیں جن سے امراض و علامات رفع ہو جاتی ہیں پوری طرح صحت ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ ہماری تحقیق ہے کہ کوئی دوا کبھی بھی مفرد اعضاء کی بجائے سیدھی امراض و علامات پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔

نظریہ مفرد اعضاء کی تشریح

نظریہ مفرد اعضاء بالکل نیا نظریہ ہے۔ تاریخ طب میں اس کا کہیں اشارہ تک نہیں پایا جاتا۔ اس نظریے پر پیدائش امراض اور صحت کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اس نظریہ سے قبل بالواسطہ یا بلاواسطہ پیدائش امراض مرکب اعضاء کی خرابی کو تسلیم کیا جاتا رہا ہے مثلاً معدہ و امعاء شش و مثانہ۔ آنکھ و منہ۔ کان و ناک بلکہ اعضائے مخصوصہ تک کے امراض کو ان کے افعال کی خرابی سمجھا جاتا ہے۔ یعنی معدہ کی خرابی کو اس کی مکمل خرابی مانا گیا ہے۔ جیسے درد معدہ سوزش معدہ۔ ورم معدہ۔ ضعف معدہ اور بدہضمی وغیرہ پورے معدہ کی خرابی بیان کی جاتی ہے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ معدہ ایک مرکب عضو ہے اور اس میں عضلات و اعصاب اور غدد وغیرہ ہر قسم کے اعضاء پائے جاتے ہیں اور جب یہ مریض ہوتا ہے تو وہ تمام اعضاء جو مفرد ہیں بیک وقت مرض میں گرفتار نہیں ہوتے بلکہ کوئی مفرد عضو مریض

ہوتا ہے. یہی وجہ ہے کہ معدہ میں مختلف قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں.

جب معدہ کے مفرد اعضاء میں سے کوئی گرفتار ہوتا ہے مثلاً معدے کے اعصاب مرض میں مبتلا ہوتے ہیں تو اس کی دیگر علامات بھی اعصاب میں ہوں گی اور ان کا اثر دماغ تک جائے گا. اسی طرح اگر اس کے عضلات مرض میں مبتلا ہوں گے تو جسم کے باقی عضلات میں بھی یہی علامات پائی جائیں اور اس کا اثر قلب تک چلا جاتا ہے یہی صورت اس کے غدد کے مرض کی حالت میں پائی جاتی ہے. یعنی دیگر غدد کے ساتھ جگر و گردوں کو بھی متاثر کرتے ہیں یا بالکل معدے کے مفرد اعضاء اعصاب غدد و عضلات کے برعکس اگر دل دماغ اور جگر و گردہ میں امراض پیدا ہو جائیں تو معدہ و امعاء اور شش و شانہ بلکہ آنکھ و منہ اور ناک و کان میں بھی علامات ایسی ہی پائی جائیں گی.

اس لئے پیدائش امراض اور شفائے امراض کے لئے مرکب عضو کی بجائے مفرد عضو کو مدنظر رکھنا یقینی تشخیص اور بے خطا علاج کی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں.

اس طرح ایک طرف کسی عضو کی خرابی کا علم ہوتا ہے تو دوسری طرف اس کے صحیح مزاج کا علم ہو جاتا ہے کیونکہ ہر مفرد عضو کسی نہ کسی کیفیت و مزاج بلکہ اخلاط کے اجزاء سے متعلق ہے یعنی دماغ اور اعصاب کا مزاج تر سرد ہے. ان میں تحریک سے جسم میں تری سردی اور بلغم بڑھ جاتی ہے.

اسی طرح جگر و غدد کا مزاج گرم خشک ہے. اس کی تحریک سے جسم میں گرمی خشکی اور صفرا بڑھ جاتا ہے.

اسی طرح یہی صورت قلبی عضلات کی ہے اور مفرد اعضاء کے برعکس اگر جسم میں کسی کیفیت یا مزاج اور اخلاط کی زیادتی ہو جائے تو ان کے متعلق مفرد اعضاء پر اثر ہو کر ان میں تیزی کی علامات پیدا ہو جائیں گی.

اسی طرح دونوں صورتیں نہ صرف سامنے آ جاتی ہیں بلکہ علاج میں بھی آسانیاں

پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک خاص بات یہ ذہن نشین کر لیں کہ مفرد اعضاء کی جو ترتیب اوپر بیان کی گئی ہے ان میں جو تحریکات پیدا ہوتی رہتی ہیں وہ ایک سے دوسرے مفرد عضو میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں اور کی جا سکتی ہیں۔

اسی طرح سے امراض پیدا ہوتے ہیں اور اسی طرح ہی ان تحریکات کو بدل کر ان کو شفا اور صحت کی طرف لایا جا سکتا ہے۔

نظریہ مفرد اعضاء کی عملی تشریح

اس اجمال کی تفصیل تو ہم پھر بیان کریں گے۔ یہاں صرف مختصر سی تشریح بیان کر دیتے ہیں۔ جس سے ایک ہلکا سا خاکہ قارئین کے ذہن نشین ہو جائے گا اور اہل فن اس نظریہ سے مستفید ہو سکیں۔ انشاءاللہ ہم اس کی تفصیل بیان کرتے رہیں گے۔

جاننا چاہئے کہ انسان تین چیزوں سے مرکب ہے (۱) جسم۔ باڈی (۲) نفس وائٹل فورس (۳) روح۔ سول۔ نفس اور روح کا ذکر تو ہم پھر کریں گے۔ یہاں پر اول جسم کو بیان کرنا ضروری ہے۔

جسم انسان تین چیزوں سے مرکب ہے (۱) بنیادی اعضاء۔ بیسک آرگن (۲) حیاتی اعضاء۔ لائف آرگن (۳) خون۔ بلڈ۔ ان کی مختصر تشریح درج ذیل ہے۔

۱۔ بنیادی اعضاء ایسے اعضاء ہیں جن سے جسم انسان کا ڈھانچہ تیار ہوتا ہے جن میں مندرجہ ذیل تین اعضاء شریک ہیں (۱) ہڈیاں بونز (۲) رباط۔ لگے منٹس اور (۳) اوتار۔ ٹنڈنز۔

۲۔ حیاتی اعضاء ایسے اعضاء ہیں جن سے انسانی زندگی اور بقاء قائم ہے۔ یہ تین قسم کے ہیں (۱) اعصاب۔ نروز جن کا مرکز دماغ برین ہے

(۲) غدد۔ گلینڈز جن کا مرکز جگر (لیور) ہے (۳) عضلات۔ مسلز جن کا مرکز قلب (ہارٹ) ہے۔ گویا دل، دماغ۔ جگر جو اعضائے رئیسہ ہیں وہی انسان کے حیاتی اعضاء ہیں۔

۳۔ خون سرخ رنگ کا ایک ایسا مرکب ہے جس میں لطیف بخارات (گیسز) حرارت (ہیٹ) رطوبت (لیکوئڈ) پائے جاتے ہیں، یا یوں حرارت اور پانی سے تیار ہوتا ہے۔ دوسرے معنوں میں سودا، صفرا، اور بلغم کا حامل ہے جن کی تفصیل آئندہ آگے بیان کی جائے گی۔

اس مختصر تشریح کے بعد جان لینا چاہئے کہ قدرت نے ضرورت کے مطابق جسم میں اس کی ترتیب ایسی رکھی ہے کہ اعصاب باہر کی طرف ہیں اور ہر قسم کے احساسات ان کے ذمہ ہیں۔ اعصاب کے اندر کی طرف غدد ہیں اور ہر قسم کی غذا جسم کو مہیا کرتے ہیں۔ غدد کے اندر کی طرف عضلات ہیں۔ ہر قسم کی حرکات ان سے متعلق ہیں۔ یہی تینوں ہر قسم کے احساسات اغذیہ اور حرکات کے طبعی افعال انجام دیتے ہیں۔

غیر طبعی افعال

حیاتی اعضاء کے غیر طبعی افعال صرف ہیں (۱) ان میں سے کسی عضو میں تیزی آجائے یہ خون کی زیادتی سے پیدا ہوگی (۲) ان میں سے کسی عضو میں سستی پیدا ہو جائے۔ یہ خون کی انتہائی کمی سے پیدا ہوگی (۳) ان میں سے کسی عضو میں ضعف پیدا ہو جائے خون کی کمی سے پیدا ہوگا۔

یاد رکھیں کہ جو تھا کوئی غیر طبعی فعل واقع نہیں ہوتا۔ اعضائے مفرد کا باہمی تعلق جاننا ضروری ہے۔ کیونکہ علاج میں ہم ان ہی کی معاونت سے تشخیص، تجویز اور علامات کرد فع کرتے ہیں۔ ان کی ترتیب میں اوپر یہ بیان کیا گیا ہے کہ اعصاب جسم کے بیرونی طرف یاد رکھیں

طرف ہیں اور ان کے نیچے یا بعد میں غدد کو رکھا گیا ہے اور جہاں پر غدد نہیں ہیں وہاں ان کے قائم مقام غشائے مخاطی بنا دی گئی ہیں اور ان کے نیچے یا بعد میں عضلات رکھے گئے ہیں اور جسم میں ہمیشہ یہی ترتیب قائم رہتی ہے۔ افعال کے لحاظ سے بھی ہر عضو میں صرف تین ہی افعال پائے جاتے ہیں۔

۱۔ عضو کے فعل میں تیزی پیدا ہو جائے تو ہم اس کو تحریک کہتے ہیں۔

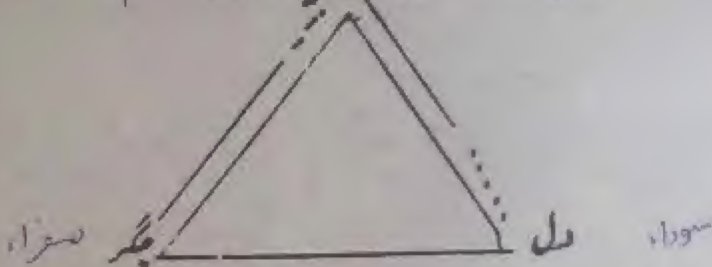
۲۔ عضو کے فعل میں سستی نمودار ہو جائے تو ہم اس کو تسکین کہتے ہیں۔

۳۔ عضو کے فعل میں ضعف واقع ہو جائے تو ہم اس کو تحلیل کی صورت قرار دیتے ہیں

حقیقت بھی یہی ہے کہ ہر عضو میں ظاہرہ دو ہی صورتیں ہوتی ہیں اول تیزی دوسرے سستی دو قسم کی ہوتی ہے اول سستی تسکین ہے دوم سستی تحلیل ہے یاد رکھیں تسکین سے ہونیوالی سستی کسی عضو میں خون کی ابتدائی کمی سے ہوتی ہے جب کہ تحلیل سے ہونے والی سستی کسی عضو میں تحریک والے جمع شدہ خون میں کمی شروع ہونے سے ہوتی ہے جوں جوں خون اس عضو میں کم ہوتا جاتا ہے تو وہ عضو جو پہلے شدید تحریک میں تھا اب کم خون ہونے کی وجہ کمزور اور سست ہو جاتا ہے اور یہ صورت مرض کی حالت میں آخر تک قائم رہتی ہے بلکہ صحت کی حالت میں بھی ایک ہلکے قسم کی تسکین و تحلیل جاری رہتی ہے اس لئے انسان بچپن سے جوانی، جوانی سے بڑھاپہ اور بڑھاپے سے موت کی آغوش میں چلا جاتا ہے تسکین، تحریک تسکین تحلیل کی حالتیں موت تک کم و بیش حالت میں قائم رہتی ہے۔

ساتھ ہی اس امر کو بھی ذہن نشین کر لیں کہ یہ تینوں صورتیں یا علامات تینوں اعضا اعصاب، غدد اور عضلات میں کسی ایک میں کوئی حالت ضرور پائی جائے گی۔ البتہ ایک دوسرے میں بدلتی رہتی ہیں اور اس غیر طبعی بدلنے ہی سے مختلف امراض پیدا ہوتے ہیں اور انہی کی طبعی تبدیلی سے صحت حاصل ہو جاتی ہے۔ اعضاء کی اندرونی تبدیلیوں کو ذیل کے نقشہ سے آسانی کے ساتھ سمجھا جا سکتا ہے :-

نام اعضاء	اعصاب	غدد	عضلات	نتیجہ
۱۔ دماغ	تحریک	تحلیل	تسکین	جسم میں رطوبات یعنی بلغم کی زیادتی
۲۔ جگر	تسکین	تحریک	تحلیل	جسم میں حرارت یعنی سوداکی زیادتی صفراء
۳۔ دل	تحلیل	تسکین	تحریک	جسم میں ریاح یعنی سوداویت کی زیادتی



عضلاتی تحریک کا مرکز ← غدی تحریک کا مرکز

اشارہ کا نشان یہ ظاہر کرتا ہے کہ علاج کی صورت میں فوراً حاصل کرنے کے لئے اشارہ کے مطابق دماغ سے دل یعنی عضلات کو تحریک دی جائے عضلات یعنی دل سے جگر یعنی غدد کو تحریک دی جائے۔ اس طرح جگر یعنی غدد سے دماغ کو تحریک دی جائے۔ یہ اشارہ فطری اشارہ ہے کیوں کہ فطرت بلغم کو سودا سے ختم کرتی ہے اور سودا کو صفرا سے پھر صفرا کو بلغم سے ختم کرتی ہے گویا ہر عضو میں یہ تینوں حالتیں یا علامات فرداً فرداً ضرور پائی جائیں گی۔

۱۔ اگر اعصاب میں تحریک ہے تو غدد میں تحلیل اور عضلات میں تسکین ہوگی۔ نتیجۃً جسم میں رطوبات بلغم یا کف کی زیادتی ہوگی۔

۲۔ اگر غدد میں تحریک ہوگی تو عضلات میں تحلیل اور اعصاب میں تسکین ہوگی۔ نتیجۃً جسم میں حرارت صفراویت کی زیادتی ہوگی۔

۳۔ اگر عضلات میں تحریک ہوگی تو اعصاب میں تحلیل اور غدد میں تسکین ہوگی۔ نتیجۃً جسم میں ریاح سوداویت کی زیادتی ہوگی۔

یہ تمام جسم اور اس کے افعال کی اصولی (سسٹمیٹک) تقسیم ہے۔ اس سے تشخیص اور علاج واقعی آسان ہو جاتا ہے۔ گویا اس طریقے کو سمجھنے کے بعد علم طب ظنی نہیں رہتا بلکہ یقینی طریق علاج بن جاتا ہے۔

نزلہ کی مثال بانظریہ مفرد اعضاء

نزلہ ایک علامت ہے جو کسی مرض پر دلالت کرتا ہے۔ اس کو کسی صورت میں بھی مرض کہنا صحیح نہیں ہے اور اس کو ام الامراض کہنا تو انتہائی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ نزلہ مواد یا رطوبت کی صورت میں گرتا ہے۔ اس علامت سے کسی عضو کے فعل کی طرف دلالت کرتا ہے۔ اس عضو کے افعال کی خرابی ہی کو مرض کہا جا سکتا ہے۔ البتہ عضو کے افعال کی خرابی کی جس قدر صورتیں ہو سکتی ہیں وہ تمام امراض میں شریک ہوں گی۔

مواد یا رطوبت کا طریق اخراج

رطوبت الم‍ت، یا مواد (میٹر) یا سکریشن کا اخراج بمیشہ خون میں سے ہوتا ہے۔ اس

کو پوری طرح سمجھنے کے لئے پورے طور پر دوران خون کو ذہن نشین کر لینا چاہئے یعنی دل سے صاف شدہ خون بڑی شریان اور طنی سے چھوٹی شریانوں میں سے عروق شعریہ کے ذریعے غدد اور غشائے مخاطی میں جسم کی خلاؤں پر ترشح پاتا ہے۔ یہ ترشح کبھی زیادہ ہوتا ہے کبھی کم۔ کبھی گرم ہوتا ہے کبھی سرد۔ کبھی رقیق ہوتا ہے۔ کبھی غلیظ اور کبھی سفید ہوتا ہے اور کبھی زرد اس سے ثابت ہوا کہ نزلہ یا ترشح (سکریشن) اخراج ہمیشہ ایک ہی صورت میں نہیں ہوتا۔ بلکہ مختلف صورتیں وکیفیتیں اور رنگ پائے جاتے ہیں۔ گویا نزلہ جو ایک علامت ہے وہ بھی اپنے اندر کئی انداز رکھتا ہے۔ اس لئے اس کو ابوالامراض کہتے ہیں۔

نزلہ کے تین انداز

۱۔ نزلہ پانی کی طرح بے تکلف رقیق بہتا ہے۔ عام طور پر اس کا رنگ سفید اور کیفیت سرد ہوتی ہے۔ اس کو عام طور پر زکام کا نام دیتے ہیں۔

۲۔ نزلہ لیسدار جو ذرا کوشش اور تکلیف سے خارج ہوتا ہے۔ عام طور پر اس کا رنگ زرد اور کیفیت گرم ہوتی ہے۔ اس کو نزلہ حار کہتے ہیں۔

۳۔ نزلہ سفید ہوتا ہے۔ انتہائی کوشش اور تکلیف سے بھی اخراج کا نام نہیں لیتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے بالکل جم گیا ہو اور گاڑھا ہو گیا ہو۔ عام طور پر رنگ میلا یا سرخی سیاہی مائل اور کبھی کبھی زور لگانے سے خون آنے لگ جاتا ہے۔ اس کو بند نزلہ کہا جاتا ہے

نزلہ کی تشخیص

۱۔ اگر نزلہ پانی کی طرح بے تکلف رقیق بہہ رہا ہے تو یہ اعصابی (دماغی) نزلہ ہے

یعنی اعصاب کے فعل میں تیزی ہے۔ اس کا رنگ سفید اور کیفیت سرد ہوگی۔ اس میں قارورہ کا رنگ بھی سفید ہوگا۔

۲۔ اگر نزلہ لیسدار ہو جو ذرا کوشش ذ تکلیف اور جلن سے خارج ہو رہا ہے تو یہ غدی کبدی نزلہ ہے۔ یعنی جگر کے فعل میں تیزی ہوگی۔ اس کا رنگ عام طور پر زردی مائل اور کیفیت گرم و تیز ہوگی۔ اس میں قارورہ کا رنگ زرد و سرخی مائل ہوگا۔ گویا یہ نزلہ حار ہے۔

۳۔ اگر نزلہ بند ہو اور انتہائی کوشش اور تکلیف سے بھی اخراج کا نام نہ لے۔ ایسا معلوم ہو کہ جیسے بالکل جم گیا ہے اور گاڑھا ہو گیا ہے تو یہ نزلہ عضلاتی قلبی ہوگا یعنی اس میں عضلات کے فعل میں تیزی ہوگی۔ اس کا رنگ عام طور پر پیلا یا سرخی و سیاہی مائل اور کبھی کبھی زیادہ زور لگانے سے خون بھی آجاتا ہے۔

اول صورت میں جسم میں رطوبات سرد بلغم کی زیادتی ہوگی۔

دوسری صورت میں جسم میں صفرا گرمی خشکی کی زیادتی ہوگی۔

تیسری صورت میں سوداویت سردی خشکی اور ریاح کی زیادتی ہوگی۔ اور انہی اخلاط و کیفیات کی تمام علامات پائی جائیں گی۔

گویا نزلہ کی یہی تینوں صورتیں ہیں۔ ان کو اس مقام پر ذہن نشین کر لینا چاہئے چوتھی صورت کوئی نہ ہوگی۔ البتہ ان تینوں صورتوں میں کمی بیشی اور انتہائی شدت ہو سکتی ہے انتہائی شدت کی صورت میں انہی اعضاء کے اندر درد یا سوزش یا ورم پیدا ہو جائے گا۔

انہی شدید علامات کے ساتھ بخار، ہضم کی خرابی۔ کبھی قے۔ کبھی اسہال۔ کبھی پیچش اور کبھی قبض ہمراہ ہوں گے۔ لیکن یہ تمام علامات انہی اعضاء کی مناسبت سے ہوں گی۔ اس طرح کبھی معدہ و امعاء اور سینہ کے انہی اعضاء میں کمی بیشی اور شدت کی وجہ سے بھی ان کی خاص علامات کے ساتھ ساتھ نزلہ کی بھی علامات پائی جائیں گی جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

نزلہ کے معنی میں وسعت

نزلہ کے معنی گرنا ہے۔ اگر اس کے معنی کو ذرا وسعت دے کر اس کے مفہوم کو پھیلا
دیا جائے تو جسم انسان کی تمام رطوبات اور مواد کو نزلہ کہہ دیا جائے تو ان سب کی بھی
اس نزلہ کی طرح تین ہی صورتیں ہو سکتی ہیں اور ان کے علاوہ چوتھی صورت نظر نہیں
آئے گی۔ مثلاً اگر پیشاب پر غور کریں تو اس کی تین صورتیں یہ ہوں گی :-

۱۔ اعصاب میں تیزی ہو گی تو پیشاب زیادہ اور بغیر تکلیف کے آئے گا۔
۲۔ اگر غدد میں تیزی ہو گی تو پیشاب جلن کے ساتھ قطرہ قطرہ آئے گا۔
۳۔ اگر عضلات میں تیزی ہو گی تو پیشاب بند ہو گا یا بہت کم آئے گا۔

یہی صورتیں پاخانہ پر بھی وارد ہوں گی :-

۱۔ اعصاب میں تیزی ہو گی تو اسہال۔
۲۔ غدد میں تیزی ہو گی تو پیچش۔
۳۔ عضلات میں تیزی ہو گی تو قبض پائی جائے گی۔

اس طرح لعاب دہن۔ آنکھ۔ کان اور پسینہ وغیرہ ہر قسم کی رطوبات پر غور کر لیں
البتہ خون کی صورت رطوبات سے مختلف ہے۔ یعنی اعصاب کی تیزی میں جب رطوبات
کی زیادتی ہوتی ہے تو خون کبھی نہیں آتا۔

جب غدد میں تیزی ہوتی ہے تو خون تکلیف سے تھوڑا تھوڑا آتا ہے۔

جب عضلات کے فعل میں تیزی ہوتی ہے تو شریانیں پھٹ جاتی ہیں اور
کثرت سے خون آتا ہے۔

اس سے ثابت ہو گیا کہ جب خون آتا ہے تو رطوبات کا اخراج بند ہو جاتا ہے

اور اگر رطوبات کا اخراج زیادہ کر دیا جائے تو خون کی آمد بند ہو جائے گی۔

نظریہ مفرد اعضاء کے جاننے کے بعد اگر ایک طرف تشخیص آسان ہو گئی ہے تو دوسری طرف امراض اور علامات کا تعین ہو گیا ہے۔ اب ایسا نہیں ہو گا کہ آئے دن نئے نئے امراض اور علامات فرنگی طب تحقیق کرتی رہے اور اپنی تحقیقات کا دوسروں پر رعب ڈالتی رہے۔ بلکہ ایسے امراض اور علامات جو بے معنی صورت رکھتے ہوں وہ ختم کر دیئے جائیں گے۔ جیسے وٹامینی امراض، غذائی امراض اور موسمی امراض وغیرہ

پس ایسے امراض اور علامات کا تعلق کسی نہ کسی اعضاء سے جوڑنا پڑے گا۔ اور انہی کے افعال کو امراض کہنا پڑے گا۔ گویا کیمیاوی اور دموی تغیرات کو بھی اعضاء کے تحت لانا پڑے گا۔

دموی اور کیمیاوی تغیرات بھی اپنے اندر حقیقت رکھتے ہیں لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جسم انسان میں خون کی پیدائش اور اس کی کمی بیشی انسان کے کسی نہ کسی عضو کے ساتھ متعلق ہے اس لئے جسم انسان میں دموی اور کیمیاوی تبدیلیاں بھی اعضائے جسم کے تحت آجاتی ہیں۔

اس امر میں کوئی شک نہیں ہے کہ جسم میں ایک بڑی مقدار میں زہریلی ادویات اور اغذیہ سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن ایسے کیمیاوی تغیرات بھی اس وقت تک پیدا نہیں ہوتے جب تک جسم کا کوئی عضو بالکل باطل نہ ہو جائے۔

دیگر اہم علامات

نزلہ کی طرح دیگر علامات بھی چند اہم علامات میں تقسیم ہو جاتی ہیں۔ اگر ان اہم علامات کو ذہن نشین کر لیا جائے تو نزلہ کی طرح جن مفرد اعضاء سے ان کا تعلق ہو گا۔ ان کے ساتھ

ہی وہ ایک مرض کی شکل اختیار کر لیں گے ورنہ تنہا ان علامات کو امراض کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ وہ اہم علامات درج ذیل ہیں (۱) سوزش (۲) ورم (۳) بخار (۴) ضعف۔ مختصر تشریح یہ ہے!

سوزش

سوزش ایک ایسی جلن ہے جو کیفیاتی و نفسیاتی اور مادی تحریکات سے جسم کے کسی عضو مفرد میں پیدا ہو جائے۔ سوزش میں سرخی، درد اور حرارت لازم ہوتی ہیں۔ تحریک سے سوزش تک بھی چند منزلیں ہیں۔ لذت، بے چینی، خارش کبھی طبیعت انہی علامات میں سے کسی ایک پر رک جاتی ہے اور کبھی ان سے گزر کر سوزش بن جاتی ہے سوزش پر مکمل مضمون ماہنامہ رجسٹریشن فرنٹ میں شائع ہو چکا ہے۔ سوزش کے بیان کے بعد ورم کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور اس کو کتابی صورت میں تحقیقات سوزش و اورام اور ان کا علاج کے نام سے شائع بھی کر دیا ہے۔

ورم

ورم کی علامت سوزش کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ اس میں سوزش کی علامات کے ساتھ سوجن بھی ہوتی ہے اور جب سوجن زیادہ ہو جائے یا شدت اختیار کرلے تو حرارت بخار میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جسم کے پھوڑے پھنسیاں اور دانے بھی اورام میں شریک ہیں۔

بخار

بخار ایک ایسی عارضی اور غیر معمولی حرارت ہے جس کو حرارت غریبہ (بیرونی) بھی کہتے ہیں جو خون کے ذریعے قلب سے تمام بدن میں پھیل جاتی ہے۔ جس سے بدن کے اعضاء میں تحلیل اور ان کے افعال میں نقص واقع ہو جاتا ہے۔ غصہ اور تکان کی معمولی گرمی بخار کی حد سے باہر ہے۔ کیونکہ اس سے کوئی غیر معمولی تبدیلی انسانی جسم میں لاحق نہیں ہوتی۔ اس کو عربی میں حمیٰ جمع حمیات فارسی میں تپ کہتے ہیں۔ بخار پر ہماری کتاب تحقیقات حمیات شائع ہو چکی ہے۔

ضعف

ضعف جسم کی ایسی حالت کا نام ہے جس میں گرمی کی زیادتی سے کسی مفرد عضو میں تحلیل پیدا ہو جائے ضعف کے مقابلہ میں طاقت کا تصور کیا جا

سکتا ہے۔ ضعف کو سمجھنے کے لئے ہماری کتاب تحقیقات اعادہ شباب کا مطالعہ کریں۔ ان اہم علامات کو جسم کے ساتھ سر سے لے کر پاؤں تک جس کسی عضو کے ساتھ پائیں گے وہ مرض کہلائے گا۔

مُفرد اعضاء کا باہمی تعلق

مفرد اعضاء کا باہمی تعلق بھی ہے۔ اس تعلق سے تحریکات ایک عضو سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتی ہیں۔ مثلاً سبب غدد میں تحریک ہے تو اس امر کو ضرور جاننا پڑے گا کہ اس تحریک کا تعلق عضلات کے ساتھ ہے یا اعصاب کے ساتھ ہے کیونکہ اس تحریک کا تعلق کسی نہ کسی دوسرے عضو کے ساتھ ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ مزاجاً بھی کبھی کوئی کیفیت مفرد نہیں ہوتی جیسے گرمی یا سردی کبھی تنہا نہیں پائی جائیں گی۔ وہ ہمیشہ گرمی تری، گرمی خشکی ہوگی، اسی طرح سردی تری یا سردی خشکی ہوگی۔ یہی صورت اعضاء میں بھی قائم ہے۔ یعنی غدی عضلاتی (گرم خشک)، یا غدی اعصابی (گرم تر) وغیرہ

البتہ اس میں اس امر کو ذہن نشین کر لیں کہ اصل تحریک عضوی (مشینی) ہوگی اور دوسری تحریک کیمیاوی (خلطی) ہوگی۔ جب کسی مفرد عضو میں تحریک ہوگی تو اس کا تعلق جس دوسرے مفرد عضو سے ہوگا۔ اس کی کیمیاوی صورت خون میں ہوگی۔ مثلاً غدی عضلاتی تحریک ہے تو اخلاط میں خشکی پائی جائے گی جب غدی اعصابی تحریک ہوگی تو خون میں تری پائی جائے گی۔

مُفرد اعضائے کے تعلق کی چھ صُورتیں

مفرد اعضاء صرف تین ہیں لیکن ان کا آپس میں تعلق ظاہر کیا جائے تو کل چھ صورتیں

بن جاتی ہیں (۱) اعصابی غدی (۲) اعصابی عضلاتی (۳) عضلاتی اعصابی (۴) عضلاتی غدی (۵) غدی عضلاتی (۶) غدی اعصابی۔

یاد رکھیں کہ جو لفظ اول ہوگا وہ عضو کی تحریک ہے اور جو لفظ بعد میں ہوگا وہ کیمیاوی تحریک کہلاتا ہے۔ چونکہ کیمیاوی تحریک ہی صحت کی طرف جاتی ہے اس لئے ہر عضو کی تحریک کے بعد اس سے جو کیمیاوی اثرات پیدا ہوں گے انہی کو بڑھانا چاہئے بس اسی میں شفا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہومیوپیتھی میں بھی ری ایکشن کی علامات کو بڑھایا جاتا ہے اس مقصد کے لئے تحلیل بلکہ اقل مقدار میں بھی دوا نہ صرف مفید ہو جاتی ہے بلکہ اکثر اکسیر اور تریاق کا کام دے دیتی ہے۔

تغیر افعال اعضاء

جہاں پر ہم نظریہ مفرد اعضاء کے تحت اعضائے رئیسہ میں جو تغیرات ہوتے ہیں جن سے مرض کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ مختصر طور پر بیان کرتے ہیں تاکہ ناظرین کو سمجھنے میں سہولت ہو یہ صرف اس لئے بیان کیا ہے کہ بعض طالب علم تحریک، تحلیل اور تسکین کی حقیقت نہیں جانتے حالانکہ ان ہی کو ایک دوسرے میں بدلنے سے امراض فوراً دور ہو جاتے ہیں۔

۱۔ تحریک جب کسی مقام پر سوزش پیدا ہوتی ہے تو وہاں پر اول انقباض پیدا ہوتا ہے جو اس امر کا اظہار ہے کہ وہاں پر حرارت یا آکسیجن کی کمی اور برودت یعنی سردی خشکی اور کاربن کی زیادتی ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں وہاں پر رطوبات کی کمی واقع ہوتی ہے بلکہ بالکل بندش ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب تک رطوبات کی بندش نہ ہو تو دوران خون کا اس طرف اجتماع نہیں ہو سکتا۔ یہ اجتماع طبیعت مدبرہ بدن اس لئے کرتی ہے کہ خون کی حرارت سے سوزش کو رفع کر سکے۔ جس کے نتیجہ میں وہاں پر تناؤ بڑھ جاتا ہے اور حرکت کرنے میں دقت ہوتی ہے خاص طور پر جب سوزش عضلات یعنی دل میں ہوتی ہے

تو طبعاً انسان آرام کا خواہش مند ہوتا ہے۔ جب آنکھ اور کان میں سوزش ہوتی ہے تو دیکھنے اور سننے میں تکلیف ہوتی ہے۔ گویا حرکات اعضاء اور جسم میں تیزی اور تناؤ بلکہ انقباض شدید ہو جاتا ہے۔

۲۔ تسکین چونکہ سوزش کا ابتدائی ردعمل رطوبات کا گرنا ہے۔ اس لئے طبیعت مدبرہ بدن اکثر رطوبات کو گراتی ہے۔ یہ رطوبات خون ہی سے جدا ہو کر گرتی ہیں۔ اس طرح وہاں پر رفتہ رفتہ کافی مقدار میں رطوبت ہی اکٹھی ہو جاتی ہے یہی رطوبت ہے جو جسم کی جلن اور دردوں کو روکتی ہے۔

یاد رکھیں کہ جس قدر مخدر، مسکن اور دافع درد ادویات ہیں جو نباتات خود جسم پر کیمیاوی طور پر اور نہ ہی عضوی طور پر کچھ اثر کرتی ہیں۔ بلکہ ان سے جسم میں رطوبات کا اخراج بڑھا دیتی ہیں اور یہی رطوبت تسکین تخدیر اور دردوں کو دور کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے جل جانے کے بعد کسی مقام پر چھالا پڑ جاتا ہے تو اس چھالے کے پانی کا صرف یہی مقصد ہوتا ہے کہ وہاں کی جلن اور درد کو دور کرے۔ بعض جاہل معالج اس چھالے کو کاٹ دیتے ہیں جس سے بجائے فائدے کے سوزش بڑھ جاتی ہے۔ گویا چھالا اور رطوبت قدرتی اور فطری طریق علاج ہے۔ اس میں اضافہ کرنا چاہئے۔ اس سے جلن و درد کے ساتھ بے چینی اور تناؤ کم ہو جاتا ہے۔

۳۔ تحلیل تحلیل کے معنی ہیں حل کرنا طبی اصطلاح میں سوزش اور ورم کو ختم کر دینا۔ جاننا چاہئے کہ تحلیل حرارت کا ضرورت کے مطابق قائم کرنا ہے۔ جب حرارت قائم ہو جاتی ہے تو اس کے نتیجہ میں خشکی اور کاربن دور ہو جاتی ہے جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب تحقیقات میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اس کی دو صورتیں ہیں۔ ابتدا میں ایسی گرمی چاہئے جس کے ساتھ رطوبات بھی شامل ہوں۔ مثلاً گرم پانی کی بھاپ سے حرارت پیدا کی جائے۔ دوسری صورت میں ایسی

گرمی پیدا کی جائے جس میں گرمی کے ساتھ خشکی بھی لازمی ہو۔ جیسے ربڑ اور مائیٹ کی گرمی سے حرارت پیدا کرنا وغیرہ۔

تمہید تو ورم و سوزش پر ہر معالج تو کیا ہر ضرورت مند کرتا ہے۔ مگر تحلیل کے راز کو دس ہزار میں سے ایک بھی نہیں جانتا۔ اور فرنگی طب تو ایسے اسرار و رموز اور رازوں سے بالکل خالی دامن ہے۔

یاد رکھیں کہ تحلیل اس وقت تک مفید ہے جب تک سوزش و ورم، خشکی و بے چینی، انقباض و تناؤ، ریاح و کاربن اور جلن و بخار ہو۔ لیکن جب ان میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو یہ تحلیل جسم میں ضعف پیدا کرتی ہے۔ جیسے موم بتی پگھلتی ہے یا برف دھوپ میں رفتہ رفتہ ختم ہو کر پانی بن جاتی ہے۔ یہ تحلیل حرکات جسم کو بھی کم کر دیتی ہے جیسے خون کے دباؤ کی زیادتی ہیں جب خون کا دباؤ دماغ کی طرف ہوتا ہے تو تحلیل اعصاب (نروس بریک ڈاؤن) واقع ہو جاتا ہے۔ گویا اگر رطوبات کی زیادتی سکون سے اعضاء کے افعال میں کمی پیدا کرتی ہے تو حرارت کی زیادتی بھی تحلیل سے اعضاء کے افعال میں تفریط پیدا کر دیتی ہے۔

تحلیل کی حقیقت

تحلیل کی اصطلاح کا سمجھنا اگرچہ مشکل نہیں ہے یہ ایک عام لفظ ہے۔ لیکن عوام اطباء کو ذہن نشین کرانے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی مکمل کیمیاوی اور فعلی تشریح کر دی جائے تاکہ اس کا صحیح تصور ذہن نشین ہو جائے۔ یہی انہام و تفہیم نہ صرف اورام کے علاج میں بلکہ تمام علم العلاج کے لئے مفید ثابت ہو گا۔

ہم تحلیل کے معنی لکھ چکے ہیں حل کرنا طبی اصطلاح میں سوزش و ورم کو ختم کرنا۔ زیادہ

وضاحت کے لئے یوں سمجھ لیں کہ رکے ہوئے خون کو اپنے مجریٰ میں جاری کرنا یا مجریٰ کی بندش میں جو کیمیاوی اور فعلی مواد پیدا ہو گئے ہوں ان کو دور کرنا۔ انگریزی میں اس کو ریزالوشین (RESOLVATION) کہتے ہیں۔ جس کی مثال ہم نے جلتی ہوئی موم بتی اور دھوپ میں پڑی ہوئی برف سے دی تھی کہ اس میں تحلیل کی ایک صورت قائم ہے۔ اسی طرح اگر گڑ کی ڈلی پانی میں ڈال دیں تو عمل تحلیل شروع ہو جائے گا۔

لیکن طبی تحلیل تو اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک سوزش و ورم مواد کی بندش اور خون کی رکاوٹ دور کرتی ہو اور عضو سوزش ناک اپنی اصلی جگہ پر لوٹ آئے یہ اس وقت واقع ہوتا ہے جب کہ التہاب کا غلبہ اس قدر سخت ہو کہ ماؤف مقام کی قوت حیوانیہ (وٹیلٹی) بالکل باطل نہ ہو جائے۔

تحلیل کو سمجھنے کی آسان صورت یہ ہے کہ عمل سوزش کو ذہن نشین کر لیا جائے کیونکہ تحلیل کا فعل بالکل عمل سوزش کے الٹ ہے۔ یعنی اگر عمل سوزش کا نام ترتیب مواد سنتھیسس آف میٹر (SINTHESIS OF MATTER) اور اجتماع خون کنجشن آف بلڈ (CONJUSTION OF BLOOD) ہے تو تحلیل کو ہم ترکیب مواد انالیسز آف میٹر (ANALYSIS OF MATTER) اور خون کا اجرا ری فلو آف بلڈ (REFLOW OF BLOOD) کہیں گے۔

تحریکات بلحاظ مزاج

تحریک	مزاج	تشریح
اعصابی غدی	تر گرم	اعصاب دماغ کی کیمیائی تحریک ہے۔ اس میں ابھی صفرا کی گرمی باقی ہے

اعصابی عضلاتی	تر سرد	اعصابی رطوبات میں گرمی ختم ہو گئی ہے ان میں تری کے ساتھ سردی بڑھ رہی ہے
عضلاتی اعصابی	خشک سرد	دل و عضلات کی کیمیائی تحریک ہے سردی کی زیادتی سے رطوبات خشک ہو رہی ہیں
عضلاتی غدی	خشک گرم	خشکی کی زیادتی سے سردی کا اثر ختم ہو کر گرمی کا اثر پیدا ہو رہا ہے۔
غدی عضلاتی	گرمی خشکی	جگر و غدد کی کیمیائی تحریک ہے۔ گرمی بڑھ رہی ہے لیکن ابھی خشکی باقی ہے
غدی اعصابی	گرمی تری	جگر و غدد کی مشینی تحریک سے گرمی خشکی گرمی تری میں بدل چکی ہے۔

تحریکات بلحاظ ذائقہ

تحریکات	ذائقہ	تشریح
اعصابی غدی (تر گرم)	میٹھا	اگر کوئی دوا اعصاب پر اثر انداز ہو کر گرمی کا اثر پیدا کر دے تو اس کا اثر جگر پر بھی ہے۔ مزاج تر گرم اور ذائقہ میٹھا ہو گا۔
اعصابی عضلاتی تر سرد	پھیکا	اگر کوئی دوا اعصاب پر اثر انداز ہو کر سردی کا اثر پیدا کر دے تو اس کا اثر قلب پر بھی ہو گا اس کا مزاج سرد تر اور ذائقہ پھیکا ہو گا۔

عضلاتی اعصابی خشک سرد	ترش	اگر کوئی دوا قلب پر اثر انداز ہو کر سردی پیدا کر دے تو اس کا اثر اعصاب پر بھی ہو گا۔ اس کا مزاج خشک سرد ہو گا اور مزہ ترش ہو گا۔
عضلاتی غدی خشک گرم	تلخ	اگر کوئی دوا قلب پر اثر انداز ہو کر گرمی کا اثر پیدا کر دے تو اس کا اثر جگر پر بھی ہو گا۔ اس کا مزاج خشک گرم ہو گا اور ذائقہ کڑوا ہو گا
غدی عضلاتی گرم خشک	چرپرہ	اگر کوئی دوا جگر پر اثر انداز ہو کر اپنی خشکی کو قائم رکھے تو اس کا اثر قلب پر بھی ہو گا۔ اس کا مزاج گرم خشک اور ذائقہ چرپرہ ہو گا۔
غدی اعصابی گرم تر	نمکین	اگر کوئی دوا جگر پر اثر انداز ہو کر رطوبت کا اثر پیدا کر دے تو اس کا اثر اعصاب پر بھی ہو گا۔ اس کا مزاج گرم تر اور مزہ نمکین ہو گا۔

تحریکات بلحاظ اخلاط

تحریکات	اخلاط	تشریح
اعصابی غدی	خام بلغم	جب خون رطوبات کی صورت میں اعضاء پر ترشح پاتا ہے تو تمام کا تمام جزو بدن نہیں بنتا بلکہ جو خام صورت میں ہوتا ہے وہ بلغم کی صورت میں رک جاتا ہے
اعصابی عضلاتی	خالص بلغم	اعصابی غدی صورت میں جب خام خون بلغم کی صورت میں رک جاتا ہے تو دماغ و اعصاب میں مشینی تحریک شروع ہو جاتی ہے جس سے خالص بلغم میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

عضلاتی اعصابی	خام سودا	جب جسم میں بلغم کی کثرت ہوجاتی ہے تو فطری اصول کے مطابق خشک ہوکر سودا میں تبدیل ہونے لگتی ہے لیکن ابھی اس میں رطوبات ہوتی ہیں۔
عضلاتی غدی	خالص سودا	جب جسم میں رطوبات خشک ہوکر سودا میں تبدیل ہوجاتی ہیں تو خشکی کی زیادتی سے سردی کا اثر کم ہوکر گرمی پیدا ہونے لگتی ہے جو سودا کو صفرا میں بدل دیتی ہے
غدی عضلاتی	خام صفرا	سودا میں گرمی کا اثر پیدا ہوکر صفرا میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ غدی عضلاتی صورت میں صفرا کی پیدائش زیادہ لیکن ابھی سودا کی کیفیت باقی ہوتی ہے
غدی اعصابی	خالص صفرا	جب غدی عضلاتی تحریک مکمل ہوجاتی ہے تو خالص صفرا کی انتہا ہوجاتی ہے لیکن اسکی گرمی خشکی سے بچانے کیلئے قدرت اس میں تری پیدا کردیتی ہے

اخلاط بلحاظ پیدائش و مقام اعضاء

اخلاط	اعضاء	تشریح
صفراء	جگر	صفراء کی پیدائش جگر کے ذمے ہے۔ جگر و غدد صفرا کی پیدائش کے ساتھ ساتھ صفرا ہی سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں۔ فاضل صفرا، پتہ میں جمع ہوتا رہتا ہے
بلغم	دماغ	بلغم دماغ میں پیدا ہوتی ہے۔ دماغ و اعصاب کی غذا بنتی ہے یہی اسکا مقام ہے

سودا	دِل	سودا قلب و عضلات میں پیدا ہوتا ہے۔ اور انہی کی غذا بنتا ہے۔
خون		سودا، صفرا، اور بلغم کے مرکب کا نام خون ہے۔ خون کا مقام دل ہے۔ دل و عضلات اسی سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں۔

اعضائے رئیسہ بلحاظ غذا و فضلہ اور فاسد مادہ

قانون فطرت ہے کہ دنیا میں ہر ذی حیات میں تغذیہ، تصفیہ، تنمیہ و تسنیم کا سلسلہ ہر وقت جاری ہے یعنی وہ غذا حاصل کرتے ہیں، فاضل مواد کو جو ان کی ضرورت سے بچ جاتا ہے، باہر خارج کر دیتے ہیں۔ اپنے تنمیہ جسم و تسنیم کو جاری رکھتے ہیں یعنی بڑھتے بھی رہتے ہیں۔ چونکہ حیاتی اعضاء (دل۔ دماغ و جگر) جسم انسان میں بھی ہیں۔ ان کی غذا اور ان کے فضلات کا جاننا بھی ضروری ہے جیسے ہم غذا کھاتے ہیں۔ ہمارا جسم اس غذا سے اپنی ضرورت کے مطابق اجزا نکال لیتا ہے۔ باقی دوسرے دن ہمارا جسم فضلہ کی صورت میں یعنی پاخانہ کی صورت میں خارج کر دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس میں غذائیت ختم ہو گئی ہے بلکہ ہمارے جسم کے لئے زہر اور دوسرے جانوروں کی غذا بنتا ہے جیسے گدھوں کے لئے من بھاتا کھاجا ہے۔

اعضائے رئیسہ	غذا	تشریح
جگر	صفراء	جگر و غدد کی غذا چونکہ صفرا ہے اس لئے صفراء میں سے ضرورت کے مطابق

		اپنی غذا حاصل کرنے کے بعد فضلہ کی صورت میں جگر و غدد دماغ و اعصاب پر رطوبات کی صورت میں ترشح کرتے ہیں۔
دماغ	بلغم	وہ بلغمی رطوبات جو غدد و جگر سے فضلہ کی صورت میں خارج ہوتی ہیں وہ دماغ و اعصاب کی غذا ہیں اور ان کا فضلہ سودا ہے۔
قلب	سودا	وہ فاضل رطوبات جو دماغ و اعصاب کی غذا بننے کے بعد باقی بچ جاتی ہیں وہ طحال و غدد جاذبہ پر سودا کی صورت میں گر کر انکی غذا بنتی ہیں۔ انکا فضلہ بصورت صفرا جگر پر گرتا ہے
	خون	چونکہ خون میں تمام اخلاط جمع ہیں اس لئے دل و عضلات اپنی غذا حاصل کرنے کے بعد باقی دوسرے اعضاء کی غذا بننے کے لئے بھیج دیتا ہے وہ اپنی ضرورت کے مطابق جذب کر لیں

اخلاط بلحاظ ذائقہ

اخلاط	ذائقہ	تشریح
بلغم	پھیکا	چونکہ ٹھنڈے مزدوں میں سرد کسیلا یعنی پھیکا ہوتا ہے۔ اس لئے بلغم بھی سرد تر ہونے کی وجہ سے ذائقہ میں پھیکی ہوتی ہے۔
سودا	ترشی	اگر کسی چیز میں تری کا اثر ختم ہو کر سردی خشکی بڑھ جائے تو اس کا ذائقہ ترش ہو جاتا ہے۔ سودا چونکہ بلغمی رطوبات خشک

		ہو کر بنتا ہے اس لئے ذائقہ ترش ہوتا ہے۔
صفراء	تلخ	جن چیزوں میں سردی کا اثر کم ہو کر خشکی بڑھنا شروع ہو جاتی ہے ان میں حرارت پیدا ہونے لگتی ہے وہ ذائقہ میں تلخ ہوتی ہیں صفراء گرم خشک ہونے کی وجہ سے ذائقہ میں تلخ ہے۔
خون	شیریں	جن چیزوں میں گرمی اور سردی اعتدال پر ہوتی ہے ان کا مزاج گرم تر ہوتا ہے اور مزہ میں شیریں۔ چونکہ خون بھی گرم تر ہے اس لئے اس کا ذائقہ بھی شیریں ہے۔

اخلاط بلحاظ رنگ

اخلاط	رنگ	اخلاط	رنگ
خون	سرخ	صفراء	زرد
سودا	سیاہ	بلغم	سفید

قارورہ کی پیدائش اور اخراج

پیدائش	پیشاب کی پیدائش عضلات کے تحت ہے یعنی عضلات پیشاب پیدا کرتے ہیں	عضلات

رکاوٹ	جگر و گردے پیشاب کو روکتے ہیں	غدد
اخراج	اعصاب پیشاب کو خارج کرتے ہیں۔	اعصاب

براز و قارورہ بلحاظ رنگ و تحریکات

براز و قارورہ کا رنگ	تحریک	تشریح
سفید قارورہ و براز	اعصابی دماغ بلغمی	سفید رنگ حرارت کی کمی و بلغم کی زیادتی کی دلیل ہے۔ اس سے بلغمی امراض مثلاً سردی کا زکام۔ کھانسی۔ درد سر ضعف جگر۔ سیلان الرحم اور جریان کا اظہار ہوتا ہے۔ اعصابی تحریک ہوتی ہے۔
زرد قارورہ و براز	غدی جگر صفراء	قارورے میں زرد رنگ کی زیادتی صفراء اور حرارت کی زیادتی کی دلیل ہے۔ جوں جوں گرمی بڑھتی جائیگی ریاح کم ہوتے جائیں گے۔ اس سے پیلے رنگ کی زیادتی سوزش جگر۔ تپش۔ گرمی کا نزلہ۔ سوزش سینہ اور شدید بخار ہوتا ہے
سرخ قارورہ و براز	عضلاتی قلب سودا	سرخ رنگ ریاح کی زیادتی اور خون کے جوش پر دلالت کرتا ہے جس قدر سرخی بڑھتی جائیگی یا اس میں سیاہی غالب آتی رہے گی۔ اس قدر ریاح میں شدت پیدا ہوجائیگی۔ اسکا اثر خاص طور پر معدہ دل اور مثانہ پر پڑیگا۔ نزلہ اور درد سر کی شدت ہوگی اور عضلاتی تحریک پیدا ہوتی رہے گی اور خشکی و سردی بڑھتی رہے گی۔



نوٹ:۔ اگر ذرا غور کریں تو تمیں ادویات میں یہی صورت نظر آئے گی جیسے جیسے رنگ بدلتے جائیں گے۔ اسی طرح ان کے مزاجوں میں فرق پڑتا جائے گا جیسے سفید و شیریں چیزوں کا اثر دماغ اور اعصاب پر ہوتا ہے۔ زرد اور چرپری چیزوں کا اثر غدد پر ہوتا ہے سرخ اور ترش چیزوں کا اثر دل پر ہوتا ہے۔

براز کا اخراج بلحاظ تحریکات

براز کی حالتیں	تحریک	تشریح
اسہال دست	اعصابی تحریک	جب آنتوں کے اعصابی نظام میں تحریک یا تیزی پیدا ہو جائے تو پانی کی طرح رقیق اسہال آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ان کا رنگ سفید یا سبز ہوتا ہے۔
پیچش مروڑ	غدی تحریک	جب آنتوں کے غدی نظام میں تحریک یا تیزی پیدا ہو جائے تو مروڑ درد کے ساتھ آؤں اور خون آمیز پاخانہ بار بار آتا ہے۔
قبض	عضلاتی تحریک	جب معدہ و آنتوں کے عضلاتی نظام میں تحریک یا تیزی پیدا ہو جائے تو سخت قبض ہو جاتی ہے۔

نظام انہضام کی اقسام

جب غذا کھائی جاتی ہے تو اسے جسم میں جزو بدن بننے تک چار قسم کے نظام ہضم کی

ترتوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ مثلاً معدی ہضم۔ اعصائی ہضم۔ عروقی ہضم عضوی ہضم۔ ان کی ترتیب بالترتیب قوت ماسکہ۔ قوت ہاضمہ قوت جاذبہ اور قوت ذائقہ ہیں۔

ہضم	تحریک	تشریح
پہلا ہضم	عضلاتی	جب اس نظام میں خرابی پیدا ہو تو اس کا تعلق عضلات سے ہے جن کا مرکز دل ہے۔ اس کی خرابی سے غذائی امراض پیدا ہونگے۔ اس کا فضلہ براز ہے۔
دوسرا ہضم	غدی	جب اس نظام میں خرابی پیدا ہو تو اس کا تعلق غدد سے ہے جن کا مرکز جگر ہے اس کی خرابی سے امراض بولیہ پیدا ہوں گے، اس کا فضلہ بول ہے
تیسرا ہضم	اعصابی	جب اس نظام میں خرابی پیدا ہو تو اس کا تعلق اعصاب سے ہے جن کا مرکز دماغ ہے۔ اس ہضم کی خرابی سے امراض دمویہ پیدا ہونگے۔ اسکا فضلہ پسینہ ہے
چوتھا ہضم	روح طبعی	جب اس نظام میں خرابی پیدا ہو تو اسکا تعلق روح طبعی سے ہے جس کا مرکز نفس ہے۔ اسکی خرابی سے امراض حرائیہ پیدا ہونگے جنکا فضلہ دخان، کاربانک ایسڈ گیس ہے

بناوٹ جسم انسان

چونکہ انسان جسم روح اور نفس سے مرکب ہے۔ اس لئے ہر طالب علم کے لئے

ضروری ہے کہ وہ ان کی ماہیت افعال و اثرات اور تعلق سے واقف ہو۔ اس لئے پہلے جسم کی بناوٹ کو سمجھیں جو چار قسم کے ٹشوز سے مرکب ہے

ایلوپیتھی میں ٹشوز بلحاظ تحریکات

ٹشوز	بافت	تشریح
نروز ٹشوز	اعصابی بافت اعصابی تحریک	جس سے اعصاب اور ان کا مرکز دماغ بنتا ہے ان کی غذا خون کی رطوبت اور بلغم ہوتی ہے۔ جب ان میں تحریک شدت اختیار کر لیتی ہے تو جسم کے اندر بلغم اور رطوبت کی پیدائش بڑھ جاتی ہے۔
مسکولر ٹشوز	عضلاتی بافت عضلاتی تحریک	اس سے تمام جسم کے عضلات اغلب بنتے ہیں۔ ان کی غذا خون کے سرخ ذرات ہیں۔ جب ان میں تحریک پیدا ہو جائے تو جسم میں سرخی کے ساتھ ریاح کی زیادتی ہو جاتی ہے۔
اپیتھیلیل ٹشوز	غدی بافت غدی تحریک	اس سے تمام جسم کے غشائے مخاطی اور غدد تیار ہوتے ہیں جن کا مرکز جگر ہے ان کی غذا صفراء اور حرارت ہے جب ان میں تحریک پیدا ہو جائے تو جسم میں صفراء کی پیدائش بڑھ جاتی ہے
کنیکٹو ٹشوز	الحاقی بافت	اس سے تمام جسم کی ہڈیاں، رباط اور نار بنتے ہیں۔ تمام جسم میں بھرتی کا کام دیتے ہیں۔ گویا ایک قسم کا ایسا مادہ ہے جو بنیاد کا کام دیتا ہے

جب اس میں تیزی پیدا ہو جائے تو جسم میں ترشی اور سیاہی بڑھ جاتی ہے۔ خون میں گاڑھا پن پیدا ہو جاتا ہے۔

نوٹ :۔ انسانی جسم کی بنیاد جس مادے پر قائم ہے اس کو ٹشوز یعنی انسجہ کہتے ہیں ہر ٹشو زندہ حیوانی ذرات سے مرکب ہے جن کو سیلز کہتے ہیں۔ اس کی شکل کیسے سے ملتی جلتی ہے۔ پھر یہ ذرات باہم مل کر بافت کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ یہی بافتیں بڑھ کر اعضاء بناتی ہیں۔ یہ ٹشوز چار اقسام کے ہوتے ہیں۔ جو اوپر بیان کئے جا چکے ہیں۔

طبِ یونانی میں اخلاط بلحاظ تحریکات

اخلاط	تحریک	تشریح
بلغم	اعصابی تحریک	بلغم کا تعلق اعصاب یعنی دماغ کے ساتھ ہے۔ اعصاب (دماغ) میں تحریک سے بلغم کی پیدائش بڑھتی ہے (مزاج تر سرد)
صفراء	غدی تحریک	صفراء کا تعلق غدد یعنی جگر کے ساتھ ہے۔ غدد (جگر) میں تحریک سے صفراء کی پیدائش بڑھتی ہے (مزاج گرم خشک ہے)
سودا	عضلاتی تحریک	سودا کا تعلق عضلات یعنی دل کے ساتھ ہے۔ عضلات (دل) میں تحریک سے سودا کی پیدائش بڑھتی ہے۔ (مزاج خشک سرد ہے)

ویدک میں اخلاط بلحاظ تحریکات

اخلاط	تحریک	تشریح
کف (بلغم)	اعصابی تحریک	کف یعنی بلغم کا تعلق اعصاب (دماغ) کے ساتھ ہے۔ اعصاب (دماغ) میں تحریک یا تیزی سے کف (بلغم) کی پیدائش بڑھتی ہے۔
پت (صفراء)	غدی تحریک	پت یعنی صفراء کا تعلق غدد (جگر) کے ساتھ ہے۔ غدد (جگر) میں تحریک یعنی تیزی سے پت یعنی صفراء کی پیدائش بڑھتی ہے۔
وات (سودا)	عضلاتی تحریک	وات یعنی سودا کا تعلق عضلات (دل) کے ساتھ ہے عضلات (دل) میں تحریک یعنی تیزی سے وات یعنی سودا کی پیدائش بڑھتی ہے۔

ہومیوپیتھی میں اخلاط بلحاظ تحریکات

اخلاط	تحریک	تشریح
سفلس (بلغم)	اعصابی تحریک	ہومیوپیتھی میں سفلس کا تعلق اعصاب (دماغ) کے ساتھ ہے۔ اعصاب (دماغ) میں تحریک یا تیزی سے سفلس کی پیدائش بڑھتی ہے۔

سورا (صفراء)	غدی تحریک	ہومیو پیتھی میں سورا کا تعلق غدد (جگر) کے ساتھ ہے۔ غدد (جگر) میں تحریک یا تیزی سے سورا کی پیدائش بڑھتی ہے۔
سائیکوسس (سودا)	عضلاتی تحریک	ہومیو پیتھی میں سائیکوسس کا تعلق عضلات (دل) کے ساتھ ہے۔ عضلات میں تحریک یا تیزی سے سائیکوسس کی پیدائش بڑھتی ہے

نفس کی اقسام بلحاظ تحریکات

نفس	تحریک	تشریح
نفس امارہ	عضلاتی	اگر نفس امارہ میں شدت پیدا ہو جائے یعنی عضلاتی تحریک پیدا ہو جائے تو خواہشات نفسانی بڑھ جاتی ہیں اور انسان معاشرہ کیلئے مصیبت بن جاتا ہے
نفس لوامہ	غدی	اگر نفس لوامہ میں تیزی پیدا ہو جائے یعنی غدی تحریک پیدا ہو جائے تو انسان برائی اور بداخلاقی سے اس حد تک بچتا ہے کہ معاشرہ اس کو مطعون نہ کرے لیکن دراصل ایسا انسان اپنی عقل و سمجھ اور چالاکی سے معاشرہ سے فوائد حاصل کرتا ہے
نفس مطمئنہ	اعصابی	اگر نفس مطمئنہ میں جوش پیدا ہو جائے یعنی اعصابی تحریک پیدا ہو جائے تو انسان بالکل دنیا اور خواہشات نفسانی کو ترک کر دیتا ہے جس کے بغیر دنیاوی زندگی اور ضروریات زندگی پوری نہیں کر سکتا۔

ارواح بلحاظ تحریکات اعضائے رئیسہ

روح	تحریک	تشریح
روح نفسانی	اعصابی تحریک۔	روح نفسانی کا تعلق اعصاب یعنی دماغ کے ساتھ ہے۔ اگر اس روح کو تحریک ہوئی تو اس کے ساتھ دماغ کو بھی تحریک ہوگی۔ جب دماغ کو تحریک ہوگی تو جگر اور دل بھی متاثر ہوں گے۔
روح طبعی	غدی تحریک	روح طبعی کا تعلق غدد یعنی جگر کے ساتھ ہے۔ اگر اس روح کو تحریک ہوئی تو اس کے ساتھ جگر کو بھی تحریک ہوگی۔ جب جگر کو تحریک ہوگی تو دل اور دماغ بھی متاثر ہوں گے۔
روح حیوانی	عضلاتی تحریک	روح حیوانی کا تعلق عضلات یعنی دل کے ساتھ ہے۔ اگر اس روح کو تحریک ہوئی تو اس کے ساتھ دل و دماغ کو بھی تحریک ہوگی جب دل کو تحریک ہوگی تو اس کے ساتھ دماغ اور جگر بھی متاثر ضرور ہوں گے۔

نوٹ:۔ روح طبعی ایک ایسی طاقت ہے جو کہ اپنے عضو رئیس کو زندہ رکھتی ہے۔ غذا کے کثیف حصہ سے جسم کے اعضاء بنتے ہیں اور لطیف حصہ سے روح بنتی ہے۔

انسان کی قوتیں بلحاظ تحریکات

قوتیں	تحریک	تشریح
احساس کی حقیقت	اعصابی تحریک	احساس سے ایسا علم حاصل ہوتا ہے جو ہمیں حواس خمسہ ظاہری سے پہنچتا ہے۔ یعنی دیکھنا، سونگھنا، چھونا، چکھنا اور سننا جو حواس خمسہ ظاہری ہیں۔ یہ سب ہمارے احساسات ہیں۔ اس کا تعلق دماغ یعنی اعصاب سے ہے۔ اعصابی تحریک ہے۔
ادراک کی حقیقت	غدی تحریک	ادراک سے ایسا علم حاصل ہوتا ہے جو حواس خمسہ باطنی سے حاصل ہوتا ہے۔ اسے نطق اور نفس ناطقہ بھی کہتے ہیں اس کو مجازاً روح انسانی کہا جاتا ہے۔ یہ ایسی قوت ہے جو ایسے تاثرات کا ادراک کرتی ہے جن کو حواس خمسہ ظاہری محسوس نہیں کر سکتے یعنی حس مشترک، قوت خیال، قوت متصرفہ، قوت واہمہ، قوت حافظہ ادراک کی قوتیں ہیں۔ غدی تحریک ہے۔
قیاس کی حقیقت	عضلاتی تحریک	قیاس سے ایسا علم حاصل ہوتا ہے جس سے احساس و ادراک کی روشنی میں اندازہ لگایا جاتا ہے یا گمان کیا جاتا ہے۔ یہ علم ایک قسم کی اٹکل اور اندازہ ہوتا ہے۔ اس کی روشنی میں ہم حکم لگاتے ہیں اور اس سے فیصلے کرتے ہیں۔ (یہ عضلاتی تحریک ہے)

علمی دُنیا میں ایک نیا راز

علم وحکمت اور جاننے پہچاننے کے متعلق آج تک یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان کا تعلق دماغ و اعصاب کے ساتھ ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ بلکہ علم وحکمت اور جاننے پہچاننے میں جس قدر تعلق دماغ و اعصاب کا ہے اسی قدر تعلق دل و جگر کا ہے۔ کیونکہ تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ جاننے کا تعلق اگر دماغ کے ساتھ ہے تو سمجھنے کا تعلق دل کے ساتھ ہے اور فائدہ اٹھانے کا تعلق جگر کے ساتھ ہے۔ یہ سارے اسرار و رموز احساس، ادراک و قیاس میں پنہاں ہیں۔ ان کی حقیقت کو سمجھ کر انسان دنیائے علم وحکمت اور مذہب کی خدمت کر کے اس میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔

نوٹ:۔ تفصیل کے لئے دیکھیں حکیم انقلاب صاحب کی کتاب تحقیقات علم الادویہ

گیسز (GASES) بلحاظ تحریکات

نام گیسز	تحریکات	تشریح
ہائیڈروجن گیس	اعصابی تحریک	ہائیڈروجن گیس کا تعلق اعصاب یعنی دماغ کے ساتھ ہے۔ اعصاب و دماغ میں تحریک یا تیزی سے ہائیڈروجن گیس کی پیدائش بڑھتی ہے مزاج سرد تر ہے
آکسیجن گیس	غدی تحریک	آکسیجن گیس کا تعلق غدد یعنی جگر کے ساتھ ہے غدد (جگر) میں تحریک یا تیزی سے آکسیجن کی پیدائش بڑھتی ہے۔ مزاج گرم خشک ہے

کاربن گیس	عضلاتی تحریک	کاربن گیس کا تعلق عضلات (دل) کے ساتھ ہے۔ عضلات (دل) میں تحریک یا تیزی سے کاربن گیس کی پیدائش بڑھتی ہے۔ مزاج تر خشک ہے

حرارت (بخار) بلحاظ تحریکات

حرارت	تحریکات	تشریح
حرارت عنصری	اعصابی تحریک	عنصری حرارت اس حرارت کا نام ہے جو دیگر عناصر سے پاک صاف ہوتی ہے۔ اس کو طب میں بسیط عنصر کہتے ہیں۔ حرارت عنصری کا تعلق اعصاب یعنی دماغ کے ساتھ ہے۔ اعصاب (دماغ) میں تحریک یا تیزی سے حرارت عنصری کی پیدائش بڑھتی ہے۔
حرارت غریزیہ	غدی تحریک	یہ وہ حرارت ہے جو انسان کو پیدائش کے وقت اس کے نطفہ کے ساتھ قدرت عطا کرتی ہے۔ اس حرارت کا خاتمہ موت ہے۔ حرارت غریزیہ کا تعلق غدد (جگر) کے ساتھ ہے۔ غدد (جگر) میں تحریک یا تیزی سے حرارت غریزیہ کی پیدائش بڑھتی ہے۔
حرارت غریبہ	عضلاتی تحریک	یہ وہ حرارت ہے جو تغیر اور عفونت سے پیدا ہوتی ہے۔ حرارت غریبہ کا تعلق عضلات (دل) کے ساتھ ہے۔ عضلات (دل) میں تحریک یا تیزی سے حرارت غریبہ کی پیدائش بڑھتی ہے

موالید ثلاثہ بلحاظ تحریکات اور تولید حرارت

موالید ثلاثہ	تحریکات	تشریح
جمادات	عضلاتی تحریک	جمادات کا عضلات پر شدید اثر ہے. بلغم کو خشک کر کے سوداوی مادہ میں تبدیل کر دیتی ہیں. یہ سرد خشک کیفیات پیدا کرتی ہیں. اس میں دھاتیں وغیرہ شامل ہیں.
نباتات	اعصابی تحریک	جمادات کی انتہائی ترقی یافتہ صورت نباتات ہیں. یہ اعصابی تحریک پیدا کرتی ہیں. مزاج سرد تر ہے. اس میں پودے اور سبزیاں وغیرہ شامل ہیں. اس کا اثر اعصاب پر ہے.
حیوانات	غدی تحریک	نباتات کی انتہائی ترقی یافتہ صورت حیوانات ہیں. یہ غدی تحریک پیدا کرتی ہیں. اس کا مزاج گرم خشک ہے. اس میں جانور اور کیڑے مکوڑے شامل ہیں. اس کا اثر غدد پر ہے.

خون

خون سرخ رنگ کا ایک ایسا مرکب ہے جس میں لطیف بخارات (گیسز) حرارت (ہیٹ) اور رطوبات (لیکوئڈ) پائے جاتے ہیں یا ہوا، حرارت اور پانی سے تیار ہوا ہے

دوسرے عضوں میں سودا، صفرا اور بلغم کا حامل ہے۔

دوران خون کا چکر نظریہ مفرد اعضاء کے مطابق

خون معدہ میں تیار ہو یا جگر میں وہ اول قلب میں جاتا ہے۔ پھر وہاں سے پھیپھڑوں کے ذریعے صاف ہو کر اپنے اندر نسیم (آکسیجن) لیتے ہوئے شریانوں کے راستے جسم کی غذا کے لئے روانہ ہوتا ہے پھر شریانوں کے سروں پر جو غدد لگے ہوتے ہیں۔ ان سے جسم پر خون کی رطوبات لطیفہ چھڑک دیتا ہے جو عضلات اور اعصاب کی غذا بنتی ہے۔ پھر جو غذا فاضل بچ جاتی ہے وہ غدد جاذبہ کے ذریعے پھر قلب میں صاف ہونے کے لئے چلی جاتی ہے۔ یہی سلسلہ زندگی بھر قائم رہتا ہے۔ اس دوران خون میں جس مقام اور عضو میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اسی جگہ پر مرض پیدا ہوتا ہے اور رکاوٹ اور مرض کو دور کرنا ہی علاج ہے۔

دوران خون سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص سمت کو جاتا ہے اور ایک خاص سمت سے آتا ہے۔ یعنی دل (عضلات) سے جگر (غدد) کی طرف۔ پھر جگر (غدد) سے دماغ (اعصاب) کی طرف آتا ہے۔ پھر دماغ (اعصاب) سے دل (عضلات) کی طرف چلا جاتا ہے۔

تحریک کی صورت میں دوران خون

جب بھی کسی عضو رئیس میں تحریک شروع ہوتی ہے تو وہ عضوی طور پر سکڑتا ہے۔ اس کی طرف خون کی آمد شروع ہو جاتی ہے۔ جہاں پہلے تحریک ہوتی ہے وہاں تحلیل شروع ہو جاتی ہے جہاں تحلیل ہوتی ہے وہاں تسکین کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔

اس کو اس طرح بھی سمجھیں کہ جہاں خون جا رہا ہے وہاں تحریک ہے۔ جہاں سے گذر

رہا ہے وہاں تحلیل ہے۔ جہاں سے گذر چکا ہے وہاں تسکین ہے۔

مرض کا طریق پھیلاؤ بہ نظریہ مفرد اعضاء

ہر مرض اعصاب (نروز) سے غدد (گلینڈز) اور غدد (گلینڈ) سے عضلات (مسلز) کی طرف بڑھتا ہے۔

مرض کا پہلا حملہ اعصاب پر

اعصاب احساس اور تحریک سے زیادہ کوئی کام نہیں کرتے۔ دماغ میں بھی یہی صورت ہے۔ درد و تکلیف کا احساس ہی مرض کی ابتدا ہے۔ اعصاب چونکہ اعضائے جسم کے باہر کی طرف پھیلے ہوتے ہیں۔ اس لئے جسم پر مرض کے حملہ کے اثرات دماغ تک پہنچ جاتے ہیں۔ دماغ سے دفاعی پیغام صادر ہوتے ہیں جو غدد کے محکمہ تک جا پہنچتے ہیں یہ پیغام محسوس کر کے غدد کی مشینری حرکت میں آجاتی ہے۔

غدد جسم کے محافظ ہیں اور بدن میں چھلنی کا کام کرتے ہیں۔ ہر چیز ان سے چھن کر آگے جا سکتی ہے۔ غدد ضرر رساں مواد کو جذب کر لیتے ہیں اور اس کو بذریعہ مخارج بدن سے خارج کر دیتے ہیں۔ پس اعصاب ضرر رساں چیز کا احساس کرتے ہیں۔ ضرر رساں چیز کا احساس ہی تکلیف بن جاتا ہے۔ یہ بڑھا ہوا احساس درد کہلاتا ہے۔ غدد اس مقام پر رطوبات ترشح کرتے ہیں تاکہ سکون سے درد وغیرہ کا احساس ختم ہو جائے۔ خون کے وہاں پر آجانے سے وہاں ورمی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دوران خون اس عضو کی طرف بڑھ گیا ہے۔

یہ ہے مرض کی ابتدا۔ اگر اس صورت کو جلد دور نہ کیا گیا تو مرض اگلی منزل یعنی غدد کی

طرف روانہ ہو جائے گا۔ کیونکہ اعصاب کے بعد غدد کی سلطنت واقع ہے۔ جب غدد کی قوت مدبرہ بھی کمزور ہو جاتی ہے تو مرض عضلات کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ عضلات جسم میں غدد کے بعد پائے جاتے ہیں۔ عضلات میں اگر مرض جڑ پکڑ لیتا ہے اور مرض مزمن صورت اختیار کر لیتا ہے۔

ہر مقام، مفرد عضو اعصاب، غدد، عضلات کی قوت مدبرہ بدن اپنے مقام کی حفاظت کرتی ہے۔ جب کسی مفرد عضو کی قوت مدبرہ کمزور ہو جاتی ہے تو پھر مرض کو آگے بڑھ جانے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ اعصاب پر حملہ ہونے پر اعصابی تحریک کی مندرجہ ذیل علامات ظاہر ہوتی ہیں۔

اعصابی تحریک کی علامات

ان علامات کا تعلق اعصاب سے ہوتا ہے۔ اعصاب کا مرکز دماغ ہے جب یہ علامات پیدا ہوتی ہیں تو نظام اعصاب میں فتور پیدا ہونے کی دلیل ہے۔

اعصاب مع دماغ سکڑ جاتے ہیں۔ عروق کشادہ خون کا دباؤ کم، حرکات قلب سست اور دوران خون بھی سست ہوتا ہے۔ جسم میں رطوبات کا غلبہ کھاری پن کی زیادتی۔ جسم میں حرارت اور تیزابیت کی کمی۔ بدن سفید نرم اور ڈھیلا، ٹھنڈک اور نمی کا احساس ہضم میں فتور، غنودگی اور سستی، بلغم کی زیادتی۔ فضلات کی رنگت میں سفیدی کا غلبہ۔ منہ کا ذائقہ پھیکا، میٹھا یا کھاری قارورہ کا رنگ سفید۔

مرض کا دوسرا حملہ غدد پر

بیماری کا حملہ جب غدد پر ہوتا ہے تو وہ اپنی قوت مدبرہ سے اس پر غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ بیماری کے اثرات کو اپنے میں جذب کر لیتے ہیں اور آگے عضلات کی طرف بڑھنے

نہیں دیتے۔ غدد جسم میں مسلح سپاہی کی حیثیت سے جسم کی حفاظت کرتے ہیں۔ غدد رطوبات کی پیدائش کرتے ہیں جو اپنی خاصیت سے ہر مرض کے جراثیم کو ختم کر ڈالتے ہیں۔

غدی تحریک کی علامات

غدد اور غشائے مخاطی جو بدن میں پھیلے ہوئے ہیں وہ سکڑ جاتے ہیں۔ غدد و غشائے مخاطی کا مرکز جگر ہے۔ عروق پھیل جاتے ہیں۔ خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ حرکات قلب میں سستی آجاتی ہے۔ بدن میں حرارت کی کثرت۔ جسم زرد اور ڈھیلا ڈھالا۔ پیلا اور دبلا ہو جاتا ہے۔ صفراء اور پسینہ کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ پیشاب میں زردی۔ رطوبات جو بدن سے اخراج پاتی ہیں ان کی رنگت زرد ہوگی۔

مرض کا آخری حملہ عضلات پر

غدد کے عضلات متاثر ہوتے ہیں۔ مرض ان پر وارد ہو کر مزمن صورت اختیار کر لیتا ہے کیونکہ قدرت نے جسم کی بناوٹ اس طرح بنائی ہے کہ اوپر اعصاب پھر غدد اور سب سے نیچے عضلات رکھے ہیں۔ جب مرض عضلات میں ہوتا ہے تو مرض دیرپا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نظریہ مفرد اعضاء کے اصول کے مطابق بیماری مرکز سے محیط کی طرف دھکیل دی جائے گی جس راستے سے بیماری وارد ہوئی تھی اسی راستے سے واپس لوٹائی جائے گی یعنی عضلات سے غدد اور غدد سے اعصاب کی طرف لوٹانا ہوگا۔ اسی لئے مزمن امراض جلد دور نہیں ہوتے۔

اگر ایلو پیتھی کی طرح بیماری کو کوٹھڑی میں بند کر دی جائے تو وہ طاقت ور ہو کر ضرور باہر نکلنا چاہے گی اور اس کا یہ حملہ پہلے سے زیادہ سخت اور جان لیوا ثابت ہو سکتا ہے۔ اس

لئے مرض کی نوعیت اور مقام کی شناخت ضروری ہے۔

عضلاتی تحریک کی علامات

عضلاتی تحریک کی صورت میں عضلات جن کا مرکز دل ہے سکڑ جاتے ہیں، عروق سکڑ جاتے ہیں، خون کا دباؤ بڑھ جاتا ہے۔ حرکات قلب تیز ہو جاتی ہیں اور دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔ جسم میں کاربن کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ ترشی اور تیزابیت بڑھ جاتی ہے جسم میں ریاح اور خشکی کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ رطوبات اور حرارت کی کمی۔ جسم کی رنگت سرخ و سیاہ۔ بدن میں انقباض پایا جاتا ہے۔ جسم میں کیلشیم اور فولاد کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ خشکی کی زیادتی سے خون گاڑھا ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے دوران خون رک جاتا ہے فضلات اور جسم کی رنگت سرخ سیاہی مائل ہو جاتی ہے۔ منہ کا ذائقہ کڑوا اور ترش ہو جاتا ہے۔

نظریہ مفرد اعضا میں تحریکات کا طریق کار

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ انسانی جسم چار اقسام کے ٹشوز سے مرکب ہے، جیسے طحال جگر دل، دماغ۔ نیز یہ کہ جسم انسان میں حیاتی اعضاء ہیں جیسے دل دماغ۔ جگر۔ اور یہ بھی مسلمہ حقیقت ہے کہ ہر حیاتی اعضاء الگ الگ مختلف اقسام کے اخلاط تیار کرتے ہیں جیسے بلغم، سودا، صفرا، یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر خلط دحیاتی اعضاء دو دو کیفیات سے متعلق ہیں، تری اگر بلغم میں ہے تو خون میں بھی قائم ہے۔ اسی طرح سردی اگر بلغم میں ہے تو سودا میں بھی قائم ہے۔ گرمی اگر خون میں ہے تو صفرا میں بھی ہے۔ خشکی اگر سودا میں ہے تو صفرا میں بھی قائم ہے۔ اسی طرح اعضائے رئیسہ دماغ میں تری ہے تو دل میں بھی قائم ہے۔ اگر خشکی

طحال میں ہے تو جگر میں بھی قائم ہے۔ اگر سردی دماغ میں ہے تو طحال میں بھی ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ اعضائے حیاتی و اخلاط اور کیفیات لازم و ملزوم ہیں۔ جب یہ حقیقت ہے کہ حیاتی اعضاء اخلاط اور کیفیات ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ان کی تحریکات بھی ایک دوسرے پر اثر انداز نہ ہوں۔ اس لئے جب جگر میں تحریک یا سوزش ہوتی ہے تو دماغ اور دل بھی اصولی تعلق کی وجہ سے متاثر ہوتے ہیں۔ اسی طرح دماغ یا دل میں تحریک یا سوزش پیدا ہو تو دل و جگر بھی متاثر ہوتے ہیں ایسے ہی جگر و دماغ بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔

مفرد اعضاء میں ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً جگر کی ابتدائی تحریک غدی عضلاتی تحریک ہے۔ اس میں جگر میں سکیڑ شروع ہو چکا ہے۔ کیفیاتی صورت میں گرمی خشکی اور اخلاطی صورت میں صفراء کی پیدائش شروع ہو چکی ہے اور اخراج بند ہے دل اور عضلات میں ریاح اور خشکی کے اثرات باقی ہیں۔ دماغ و اعصاب کی تحلیل رطوبات بلغم سے سکون حاصل کر رہی ہے۔ اسی تحریک میں یرقان ہو جاتا ہے۔

جب ہم غدی عضلاتی تحریک کو غدی اعصابی تحریک میں تبدیل کریں گے۔ تو کیفیاتی صورت گرمی خشکی گرمی تری میں بدل جائے گی یعنی صفراء کی پیدائش تو ہوگی۔ لیکن اس کا اخراج جاری ہو جائے یعنی کیمیاوی طور پر دماغ میں بلغم پیدا ہونی شروع ہو جائے گی۔ دوسری طرف دل و عضلات میں ریاح و خشکی سے جو بے چینی تھی بالکل ختم ہو جائے گی بلکہ دل میں تحلیل کی صورت پیدا ہو کر سوزش عضلات ختم ہو جائے گی۔

جب یہ تحریک زوروں پر ہو تو اس میں ہیضہ، سوزاک اور ہائی بلڈ پریشر وغیرہ جیسے امراض پیدا ہوتے ہیں۔

جب غدی اعصابی تحریک مکمل ہو جاتی ہے تو کیمیاوی طور پر اعصاب و دماغ میں تحریک دوڑ رہی ہوتی ہے اور بلغم کی پیدائش شروع ہو جاتی ہے۔

اب ہم غدی اعصابی تحریک کو بدل کر اس کی کیمیائی تحریک اعصابی غدی کو شروع کرتے ہیں۔ یہی خالص خون کی تحریک ہے جس کا مزاج تر گرم ہے۔ اس تحریک میں صفراء کی حدت خون میں بہت حد تک کم ہو جاتی ہے۔ اس تحریک میں خون گرم رطوبات کی صورت میں اعضاء پر ترشح پاتا ہے اور جزو بدن ہوتا ہے۔ کیونکہ جسم میں ترشح کے وقت اس کے لئے غذا کی یہی صورت ہے۔ وہ جگر میں پختہ ہو کر صفراء سے صاف ہونے کے بعد غدود کے ذریعے جسم پر مترشح ہوتا ہے۔ جب جسم پر مترشح ہوتا ہے تو اس کا رنگ ہلکا سرخ اور مزہ شیریں ہوتا ہے۔ یہی تحریک ہے جس میں ذیابیطس شروع ہو جاتا ہے۔

چونکہ اعصابی تحریک اعصاب (دماغ) کی کیمیائی تحریک ہے اس لئے یہ تحریک بڑھ کر اعصابی عضلاتی تحریک میں بدل جاتی ہے۔ اب رطوبات و حرارت کا دباؤ اس قدر شروع ہو جاتا ہے کہ گردوں وغیرہ میں اور نالی دار غدود میں رطوبات کا رکھنا محال ہو جاتا ہے اور ان میں تحلیل کی صورت واقع ہو جاتی ہے۔ جب یہ تحریک مشینی طور پر مکمل ہوتی ہے تو بذریعہ مخرج سے رطوبات کا اخراج شروع ہو جاتا ہے۔ اس تحریک کا مزاج سرد تر ہے اور اس میں سرد قسم کی رطوبات ہی ترشح پاتی ہیں۔ اس تحریک میں اعصاب کا تعلق غدد سے ہٹ کر عضلات سے ہو جاتا ہے۔

اعصابی عضلاتی تحریک چونکہ اعصاب و دماغ کی مشینی تحریک ہے۔ اس لئے عضلات کے ساتھ اس کا صرف کیمیاوی تعلق ہے۔ یعنی عضلات میں کیمیاوی تحریک دوڑ رہی ہے۔ اس تحریک میں آتشک اور چیچک وغیرہ رطوبتی امراض پیدا ہوتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ اس تحریک میں جو رطوبات اخراج پاتی ہیں یہ وہی فاضل رطوبات ہیں جو جسم کی خلاؤں میں ترشح پانے اور جزو بدن بننے سے باقی بچ گئی ہیں اور فاضل و بیکار ہونے کی وجہ سے اخراج پا رہی ہیں۔ لیکن قدرت بڑی حد تک فیاض واقع ہوئی ہے کہ وہ عضلاتی اعصابی تحریک کی صورت میں غدد جاذبہ کے ذریعے ان رطوبات کو جذب کر کے

خشک کرنا شروع کر دیتی ہے تاکہ ان کا اخراج رک جائے۔ جسم انسان ان رطوبات کے اخراج سے دن بدن کمزور ہوتا جائے۔

غدد جاذبہ ان رطوبات کو نہ صرف جذب ہی کرتے ہیں بلکہ دوبارہ جسم کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ان میں اپنی رطوبات شامل کر کے ان میں خمیر و ترشی پیدا کرتے ہیں تاکہ ان میں سے اپنی اپنی غذا جذب کر لیں۔ یعنی جب ان میں سوداویت، خمیر و ترشی پیدا ہو جاتی ہے تو یہ غدد جاذبہ اور طحال کی غذا بنتے ہیں۔ اس وقت انہیں سرد خشک اور خلط سودا کا نام دیتے ہیں۔

یہی تحریک جب بڑھ جاتی ہے تو جسم میں ریاح کی زیادتی، خلط سودا و خشکی کی انتہا ہوتی ہے۔ دل کے فعل میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے لیکن جگر و گردوں میں سکون کی وجہ سے حرارت نام کو نہیں ہوتی۔ اس تحریک میں بواسیر، مالیخولیا، پتھری، چنبل، خارش، تبخیر اور نمونیہ وغیرہ سرد خشک امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اس تحریک سے اعصاب میں تحلیل ہو کر اعصابی سوزش اور اس سے پیدا شدہ امراض دور ہو جاتے ہیں۔

جب یہ تحریک انتہا کو پہنچتی ہے تو خود بخود عضلاتی غدی یعنی سردی خشکی کی زیادتی سے خشکی گرمی میں تبدیل ہونا شروع ہو جاتی ہے اور اس طرح مشینی صورت اختیار کر لیتی ہے جیسے جیسے عضلاتی غدی تحریک بڑھتی ہے جسم میں ریاحی امراض و سردی خشکی کے امراض دور ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اب جسم میں سوداوی صورت تو قائم رہتی ہے لیکن کیمیائی و اخلاطی صورت میں خلط صفراء کی پیدائش شروع ہو جاتی ہے۔ یعنی کیمیاوی طور پر جگر گرم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ جوں جوں عضلاتی غدی تحریک بڑھتی ہے جسم میں خشکی گرمی کے امراض پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ یعنی خشک دمہ، خناق، ذات الجنب، استسقاء طبلی اور ہسٹیریا وغیرہ۔ جب یہ تحریک مکمل ہو جاتی ہے تو کیمیاوی تحریک غدی عضلاتی خود بخود بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ یعنی سوداکی پیدائش کم ہو کر صفراء کی پیدائش شروع ہو جاتی ہے۔

مشینی و کیمیاوی تحریکات میں اعضا کی صورتیں

ہر عضو کے لئے تین چیزیں نہایت اہم ہیں (۱) عضو کا جسم (۲) اس کا رس یا مواد (۳) عضو کا فعل یا عضو کی تحریک۔

ہر عضو کا فعل یا اس کی تحریک ایک اضافی صورت ہے۔ ورنہ اس کی علیحدہ کوئی صورت نہیں ہے۔ یہ صرف انہام و تفہیم کے لئے ہے۔

یہی عضو کا فعل یا تحریک کبھی عضو کے جسم میں عمل کرتی ہے۔ کبھی اس عضو کے رس یا مواد میں اثر انداز ہوتی ہے۔

جب تحریک عضو کے جسم میں عمل کرے تو نظریہ مفرد اعضاء میں تحریک عضوی یا تحریک مشینی کا نام لیا جاتا ہے اور جب اس کے رس یا مواد یا خلط میں عمل کرے تو اسے ہم تحریک کیمیاوی کہتے ہیں۔ تحریک عضوی سے (جسے ہم مشینی تحریک کہتے ہیں) عضو کا حجم چھوٹا ہو جاتا ہے۔ تحریک کیمیاوی سے اس کی رطوبات یا مواد (خلط) میں اضافہ ہونا شروع ہو جاتا ہے جس سے وہ اپنی اصل حالت پر قائم ہو جاتا ہے۔

مشینی تحریک	کیمیاوی تحریک
تحریک عضوی یا مشینی اس عضو کی خلط پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ خون سے خارج بھی کرتی ہے۔	عضو کی کیمیاوی تحریک اس عضو کی خلط کو پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ خون میں جمع بھی کرتی رہتی ہے۔
تحریک عضوی میں شدید انقباض یعنی سکیڑ ہوتا ہے۔ انبساط نہیں ہوتا۔	تحریک کیمیاوی میں انبساط کے ساتھ انقباض ہوتا ہے۔

عضوی یا مشینی تحریک ہمیشہ اس عضو کی کیمیاوی تحریک کے بعد پیدا ہوتی ہے۔	تحریک کیمیاوی کسی عضو کے انتہائی سکون یعنی انبساطی حالت کے بعد پیدا ہوتی ہے یعنی جب کوئی عضو انتہائی سکون و انبساط سے جسمی طور پر پھول چکا ہو۔
تحریکِ مشینی میں عضو اپنی پیدا کردہ خلط کو خارج کرتا ہے۔	تحریک کیمیاوی میں عضو ان فاضل و غلیظ رطوبات کو خارج کرتا ہے جو اس کے سکون و انبساط سے جمع ہو گئی تھیں۔
تحریک مشینی سے عضو میں زخم، ورم اور خطرناک قسم کی سوزش ہو سکتی ہے۔	تحریک کیمیاوی سے یہ صورتیں ناممکن ہیں۔
تحریک مشینی میں عضو میں شدید سکیڑ و انقباض سے شدید تکلیف ہوتی ہے۔ جو ناقابل برداشت ہوتی ہے مثلاً آتشک، سرسام وغیرہ	تحریک کیمیاوی میں معمولی تکلیف ہوتی ہے جسے انسان مہینوں بلکہ سالوں تک آسانی سے برداشت کر سکتا ہے۔
تحریک مشینی سے فوری طور پر موت واقع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ مثلاً ہیضہ۔ خونی قے۔ سرسام وغیرہ	تحریک کیمیاوی سے فوری طور پر کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا۔ مثلاً یرقان۔ خارش۔ استسقاء، وغیرہ

مشینی و کیمیاوی تحریکات میں فرق اور اعضا کی صورتیں

ہر حیاتی و فعلی اعضا تحریک و انفعال کے لحاظ سے دو تحریکوں میں منسلک ہیں، دوسرے الفاظ میں ہر حیاتی و فعلی اعضاء کے مفردانہ افعال انجام دینے کے لئے دو

تحریکیں لازمی ہیں۔ جن میں اول تحریک کیمیاوی اور دوم تحریک مشینی کہلاتی ہے۔ افعال کے لحاظ سے نظریہ مفرد اعضاء دونوں تحریکوں میں درج ذیل فرق واضح کرتا ہے۔

کیمیاوی تحریک	مشینی تحریک
حیاتی اعضاء کی ابتدائی تحریک کیمیاوی تحریک ہوتی ہے۔	حیاتی اعضاء کی انتہائی تحریک مشینی تحریک کہلاتی ہے۔
کیمیاوی تحریک کسی عضو کے انتہائی سکون کے بعد پیدا ہوتی ہے۔ یعنی جب کوئی عضو انتہائی سکون سے جسمی طور پر پھول چکا ہے	مشینی تحریک یا عضوی تحریک اس عضو کی کیمیاوی تحریک کے بعد پیدا ہوتی ہے۔
اس تحریک میں عضو اپنی متعلقہ خلط پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ خون میں جمع بھی کرتا ہے تاکہ اپنی غذا کا سامان وافر مقدار میں جمع کرے۔	اس تحریک میں محرک عضو اپنی متعلقہ خلط پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ فاضل خلط کو خارج بھی کرتا ہے تاکہ خلط کی زیادتی سے جسم تکلیف میں مبتلا نہ رہے۔
تحریک کیمیاوی سے عضو مفرد سکڑتا ہے حتیٰ کہ اپنی پھولی ہوئی صورت درست کر کے اصلی حالت میں آجاتا ہے۔ مثلاً عظم طحال، عظم جگر و قلب۔	مشینی تحریک میں مفرد عضو شدید طور پر سکڑتا ہے۔ حتیٰ کہ انتہائی سکیڑ سے اس میں ورم، سوزش اور خطرناک قسم کے زخم ہو جاتے ہیں۔
کیمیاوی تحریک میں خلط کی زیادتی ہو کر تکلیف ہوتی ہے۔ مثلاً یرقان، استسقاء یرقان اسود، بلغم کی زیادتی۔ جب کہ اس کا اخراج بند ہو۔	مشینی تحریک میں خلط کے ضرورت سے زیادہ اخراج سے تکلیف ہوتی ہے اور ان مقامات میں تکلیف ہوتی ہے جو اس کے خارج ہوتے ہیں۔ مثلاً ہیضہ، سوزاک، صفراوی قے۔

اس تحریک میں مریض کو معمولی تکلیف ہوتی ہے جسے انسان مہینوں بلکہ سالوں تک برداشت کر سکتا ہے۔	اس تحریک میں آتشک، سوزاک، ہیضہ خونی قے وغیرہ ہوتے ہیں جن کی تکلیف ناقابل برداشت ہوتی ہے۔
اس تحریک سے فوری طور پر کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ مثلاً یرقان، خارش، استسقاء وغیرہ	اس تحریک سے فوری موت کا خطرہ ہوتا ہے مثلاً ہیضہ، خونی قے، نمونیا، سرسام وغیرہ
کیمیاوی تحریک میں عضو مفرد خون کو اپنے اندر جذب کرنا شروع کر دیتا ہے جس سے اس میں طاقت آنا شروع ہو جاتی ہے۔	مشینی تحریک میں مفرد عضو کے اندر اتنا خون آجاتا ہے جس سے اس میں ورم، زخم اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔
کیمیاوی تحریک کا علاج اسی عضو کی مشینی تحریک پیدا کرنا ہے۔ مثلاً جگر کی کیمیاوی تحریک غدی عضلاتی کا علاج جگر کی مشینی تحریک غدی اعصابی پیدا کرنا ہے	مشینی تحریک کا علاج محرک عضو کے بعد والے عضو مفرد کی کیمیاوی تحریک پیدا کرنا ہے۔ مثلاً جگر کی مشینی تحریک اغدی اعصابی کا علاج دماغ کی کیمیاوی تحریک اعصابی غدی پیدا کرنا ہے۔
تحریک کیمیاوی میں دوسرے حیاتی اعضاء میں تحلیل و تسکین کیمیاوی طور پر ہی ہوتی ہے۔	تحریک مشینی میں دوسرے حیاتی اعضاء میں تحلیل و تسکین شدید ہوتی ہے۔
تحریک کیمیاوی سے اسی عضو کی پیدا کردہ خلط کے رنگ کے مطابق جسم کا رنگ ہو جاتا ہے۔	تحریک مشینی کے عمل سے فاضل خلط خارج ہو کر جسم کا رنگ اصلی و طبعی حالت پر آجاتا ہے۔
کیمیاوی تحریکوں میں جو لفظ پہلے ہوتا ہے وہ کیمیاوی اثر کو ظاہر کرتا ہے اور دوسرا	مشینی تحریکوں میں جو لفظ پہلے ہوتا ہے وہ مشینی اثر کو ظاہر کرتا ہے اور دوسرا کیمیاوی

مشینی اثر کو۔ مثلاً غدی عضلاتی تحریک میں غدی اثر کیمیاوی ہے اور عضلاتی قلب کی مشینی تحریک کو ظاہر کرتا ہے۔	اثر کو۔ مثلاً غدی اعصابی میں غدی اثر مشینی فعل کو ظاہر کرتا ہے۔ اعصابی کیمیاوی اثر کو ظاہر کرتا ہے یعنی دماغ نے خون میں رطوبات بڑھانا شروع کر دی ہیں۔

تحریک۔ تحلیل اور تسکین میں فرق

تحریک	تحلیل	تسکین
کسی حیاتی و فعلی عضو کے سکون کی حالت سے فعل میں آنے کو تحریک کہتے ہیں	کسی حیاتی و فعلی عضو کی شدید تحریک سے جو ضعف واقع ہوتا ہے اسے تحلیل کہتے ہیں	حیاتی و فعلی عضو کے غیر معمولی افعال چھوڑنے کو تسکین کہتے ہیں۔
تحریک کی صورت میں حیاتی عضو خون کو اپنے اندر جذب کرتا ہے۔	تحلیل کی حالت اس وقت واقع ہوتی ہے جب خون ضرورت سے زیادہ عضو کے اندر آ جاتا ہے	تسکین کی حالت اس وقت واقع ہوتی ہے جب عضو کے اندر خون کی بجائے رطوبات جمع ہو جائیں
تحریک سے عضو کے افعال تیز ہو جاتے ہیں۔	تحلیل میں چونکہ ضعف ہوتا ہے اس لئے افعال کمزور ہو جاتے ہیں	تسکین کی حالت میں چونکہ خون کی کمی ہوتی ہے اسلئے افعال سست ہو جاتے ہیں
تحریک کا علاج عضو کے اندر تحلیل پیدا کرنا ہے۔	تحلیل کا علاج عضو کے اندر تسکین پیدا کرنا ہے۔	تسکین کا علاج عضو رئیس میں تحریک پیدا کرنا ہے۔
محرک عضو کے بعد والے عضو میں تحریک پیدا کرنے سے	محلل عضو کے بعد والے عضو میں تحلیل پیدا کرنے سے	تسکین والے عضو کے بعد والے عضو میں تسکین پیدا کرنے سے

تحلیل پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً قلب کے فعل میں شدید تحریک ہے جب جگر کے فعل میں تحریک پیدا کردی جائے گی تو قلب میں تحلیل ہو جائے گی۔	تسکین پیدا ہوتی ہے مثلاً جگر کے اندر شدید تحلیل ہے جب دماغ و اعصاب میں تحلیل پیدا کردی جائیگی تو جگر میں تسکین واقع ہو جائیگی۔	تحریک پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً دماغ کے اندر تسکین ہے جب قلب میں تسکین پیدا ہو
تحریک کی حالت میں مفرد عضو کے اندر سردی کی کیفیت غالب ہوتی ہے۔	تحلیل کی حالت میں مفرد عضو کے اندر گرمی کی کیفیت غالب ہوتی ہے۔	تسکین کی صورت میں مفرد عضو کے اندر تری کی کیفیت غالب ہوتی ہے۔
تحریک کی حالت میں مفرد عضو بوجہ سردی کے حجمی طور پر سکڑتا ہے۔	تحلیل کی صورت میں مفرد عضو بوجہ حرارت کے حجمی طور پر پھیلتا ہے۔	تسکین کی حالت میں مفرد عضو رطوبات و تری کی وجہ سے حجمی طور پر پھولتا ہے۔ جیسے عظم جگر و طحال
تحریک کی شدت سے مفرد عضو کے اندر سوزش، درد ورم اور زخم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً آتشک، برسام، نمونیا ورم جگر و ورم قلب وغیرہ	تحلیل سے مفرد عضو کے ورم زخم اور سوزش وغیرہ رفع ہو جاتے ہیں۔ مثلاً آتشک، سرسام عضلاتی تحریک، نمونیا غدی تحریک ورم جگر اعصابی تحریک سے رفع ہوتے ہیں،	تسکین میں چونکہ رطوبات کی کثرت ہو جاتی ہے۔ جس سے اعضاء میں مخدر و مسکن صورت پیدا ہو جاتی ہے جس سے ورم زخم اور سوزش وغیرہ میں درد محسوس نہیں ہوتا۔
تحریک سے مفرد عضو اپنی مخصوص غذا حاصل کرتا ہے جس سے اس میں طاقت و قوت اور روح کی زیادتی ہونا شروع ہو جاتی ہے	غذائی اجزاء کی وافر مقدار عضو کیلئے بوجھ بن جاتی ہے۔ جس سے اس میں ضعف و تحلیل واقع ہو جاتی ہے	جب غذائی اجزاء مفرد عضو کو ملنا کم ہو جاتے ہیں تو اس میں سستی و تسکین واقع ہو جاتی ہے۔

اعضائے رئیسہ کے خادموں کے نام

نام اعضائے رئیسہ	خادم اعضا کے نام	خادم اعضا کی قسمیں
دماغ	اعصاب	(۱) خبر رساں اعصاب (۲) حکم رساں اعصاب
دل	عضلات	(۱) ارادی عضلات (۲) غیر ارادی عضلات
جگر	غدد و غشائے مخاطی	(۱) غدد جاذبہ (۲) غدد ناقلہ

نظام اعصابی (دماغ)

دماغ کے خادم اعصاب کی مختصر تعریف

خبر رساں اعصاب	وہ اعصاب ہیں جو جسم کے مختلف حصوں کی خبریں دماغ تک پہنچاتے ہیں
حکم رساں اعصاب	وہ اعصاب ہیں جو دماغ سے حکم لیکر عضلات کو پہنچاتے ہیں۔

نظام عضلاتی (دل)

دل کے خادم عضلات کی مختصر تعریف

ارادی عضلات	وہ عضلات ہیں جو قوت ارادی کے قبضے میں ہوتے ہیں جنہیں ہم

غیرارادی عضلات	حسب منشاء ساکن یا متحرک کر سکتے ہیں۔ ارادی عضلات صرف اسی وقت حرکت کر سکتے ہیں، جب انہیں حکم رساں اعصاب کے ذریعے کوئی خبر محسوس ہو۔ ارادی عضلات میں ہاتھ، پیر، آنکھ، زبان وغیرہ وہ عضلات ہیں، جو قوت ارادی کے قبضے میں نہیں ہوتے جنہیں ہم اپنی مرضی سے ساکن یا متحرک نہیں کر سکتے۔ غیرارادی عضلات کے لئے کسی قسم کے احساس یا خبر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ غیر ارادی عضلات میں دل، معدہ، پھیپھڑے۔ آنتیں وغیرہ

نظام غدد (جگر)

جگر کے خادم غدد کی مختصر تعریف

غدد نالیہ یا نالی دار غدد	وہ غدد ہیں، جو فاضل رطوبات کو خون سے خارج کرتے ہیں ان میں گردے۔ پستان۔ خصیے۔ مثانہ۔ احلیل وغیرہ
غدد جاذبہ یا غیرنالی دار غدد	وہ غدد ہیں جو اعضاء پر پڑی ہوئی فاضل رطوبات کو جذب کرکے کیمیاوی تغیر سے خون میں شامل کرتے ہیں۔ ان میں طحال۔ لبلبہ بغل کنج ران کے غدد اور گلے کے غدد شامل ہیں۔

صحت مرض علامت کی تعریف بلحاظ نظریہ مفرد اعضاء

صحت	مفرد اعضاء کے افعال میں اعتدال کا نام صحت ہے۔

مرض	مفرد اعضاء کے افعال میں افراط و تفریط اور ضعف کا نام مرض ہے
علامت	مفرد اعضاء کے افعال میں تحریک (افراط) تسکین (تفریط) تحلیل (ضعف) سے جو صورت پیدا ہوتی ہے اسے علامت کہتے ہیں۔

مذہب سائنس فلسفہ کی تقسیم بلحاظ نظریہ مفرد اعضاء

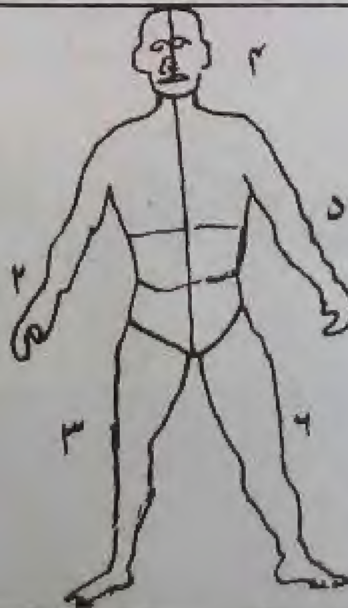
دل و عضلات جگر و غدد دماغ و اعصاب	مذہب سائنس فلسفہ	عشق و محبت تجربات و مشاہدات عقل و شعور

جسم انسان میں تحریک کے مقامات اور ان کا اثر

۱۔ اعصابی عضلاتی

اس تحریک کا مقام و اثر نصف دائیں سر سے لے کر شانہ تک ہے۔

اس حصہ و مقام پر سرد تر بلغمی امراض کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔



۴۔ غدی عضلاتی

اس تحریک کا مقام و اثر نصف بائیں سر سے لے کر شانہ تک ہے۔ اس حصہ و مقام پر گرم خشک صفراوی امراض کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔

۵۔ غدی اعصابی

اس تحریک کا مقام و اثر بائیں شانے سے لے کر طحال تک ہے۔ اس میں طحال شریک نہیں ہے۔ اس حصہ و مقام پر گرم اور دموی امراض کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔

۶۔ اعصابی غدی

اس تحریک کا مقام و اثر طحال سے لے کر بائیں ٹانگ اور پاؤں کی انگلیوں تک ہے۔ اس مقام و حصہ پر تر گرم اور بلغمی امراض کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔

۲۔ عضلاتی اعصابی

اس تحریک کا مقام و اثر دائیں شانے سے لے کر جگر تک ہے۔ اس میں جگر شامل نہیں ہے۔ اس حصہ و مقام پر سرد خشک سوداوی امراض کا زیادہ اثر ہوتا ہے

۳۔ عضلاتی غدی

اس تحریک کا مقام و اثر جگر سے لے کر دائیں پاؤں کی انگلیوں تک ہے اس حصہ و مقام پر خشک گرم اور ریاحی امراض کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔

سیارگان بلحاظ تحریکات

نام سیارہ	تحریک	کیفیت
زمین	عضلاتی اعصابی	سرد خشک
سورج	غدی عضلاتی	گرم خشک
چاند	اعصابی غدی	تر گرم

۱۲ ماہ (سال) کی تقسیم بلحاظ تحریکات

نام ماہ	کیفیت	تحریک (امراض)	علامات
جنوری، فروری	خشکی سردی	عضلاتی اعصابی	نمونیا۔ ضیق النفس۔ نزلہ زکام ریاحی دردیں۔ خارش سر درد وغیرہ
مارچ اپریل	خشکی گرمی	عضلاتی غدی	پھیپھڑوں سے خون آنا خشک کھانسی، بواسیر خونی۔ عطاش وغیرہ
مئی۔ جون	گرمی خشکی	غدی عضلاتی	قے۔ پیچش۔ یرقان، استسقاء سل، دق، پیپ پڑنا وغیرہ
جولائی اگست	گرمی تری	غدی اعصابی	شدید پیچش۔ جگر کا درد۔ ذات الجنب بائیں طرف پیشاب کی جلن وغیرہ
ستمبر اکتوبر	تری گرمی	اعصابی غدی	آشوب چشم جلن دار کھانسی میٹھی بلغم کا آنا اور ضعف قلب وغیرہ
نومبر دسمبر	تری سردی	اعصابی عضلاتی	نزلہ زکام۔ کالی کھانسی۔ دل کا ڈوبنا۔ دست لگنے اور سرسام وغیرہ

ہاتھ کی انگلیوں اور ہتھیلی کی تقسیم بلحاظ تحریکات

نام انگلی	تحریک	
انگوٹھا	عضلاتی غدی	
شہادت کی انگلی	غدی عضلاتی	
شہادت کے ساتھ والی انگلی	غدی اعصابی	
درمیانی انگلی کے ساتھ والی انگلی	اعصابی غدی	
چھوٹی انگلی	اعصابی عضلاتی	
سالم ہتھیلی	عضلاتی اعصابی	

غدی اعصابی
اعصابی غدی
غدی عضلاتی
اعصابی
عضلاتی
عضلاتی غدی
عضلاتی اعصابی

دن رات کی تقسیم بلحاظ تحریکات اثر

وقت	تحریکات
صبح طلوع آفتاب سے دوپہر تک	عضلاتی غدی تحریک کا اثر زیادہ ہوتا ہے
دوپہر سے تیسرے پہر تک	غدی عضلاتی " " " " "
تیسرے پہر سے چوتھے پہر تک	غدی اعصابی " " " " "
غروب آفتاب سے ایک پہر رات تک	اعصابی غدی " " " " "

ایک پہر رات سے تیسرے پہر رات تک	اعصابی عضلاتی تحریک کا اثر زیادہ ہوتا ہے
چوتھے پہر سے طلوع آفتاب تک	عضلاتی اعصابی تحریک کا اثر زیادہ ہوتا ہے

تشخیص مرض بلحاظ رنگت جسم

۱۔ جسم، چہرہ، ہونٹ، زبان آنکھوں کی سفیدی اعصابی تحریک ظاہر کرتی ہے
۲۔ جسم، چہرہ، ہونٹ، زبان اور آنکھوں کی زردی غدی تحریک ظاہر کرتی ہے۔
۳۔ جسم، چہرہ، ہونٹ، زبان اور آنکھوں کی سرخی و سیاہی عضلاتی تحریک ظاہر کرتی ہے

درد بلحاظ تحریکات

۱۔ اعصابی درد	آرام اور سکون کی حالت میں ورم کے مقام پر درد محسوس ہوتا ہے اور جب کچھ حرکت کی جائے تو درد میں آرام معلوم ہوتا ہے۔ اس قسم کا درد اعصابی ہوتا ہے۔
۲۔ غدی درد	آرام اور سکون کی حالت میں مقام ورم پر درد میں سکون رہے۔ مگر معمولی حرکت پر یا مقام ورم کو ذرا سا چھوا جائے تو درد کا فوراً احساس ہو۔ اس قسم کا درد غدی ہوتا ہے۔
عضلاتی درد	درد کا احساس صرف اس وقت ہوتا ہے جب کہ مقام ماؤف پر دباؤ ڈالا جائے یا اس کو حرکت دی جائے۔ البتہ بعض دفعہ خفیف

دباؤ یا خفیف حرکت سے درد کا احساس نہیں ہوتا لیکن شدید دباؤ یا حرکت سے درد کا احساس ہونے لگتا ہے۔ اس قسم کا درد عضلاتی ہوتا ہے۔

نوٹ: سوجن جس قدر زیادہ ہوگی درد کم ہوگا اور جس قدر سوجن کم ہوگی۔ درد زیادہ ہوگا۔

بجلی بلحاظ تحریکات

نام مفرد اعضاء	اقسام بجلی	مختصر تشریح
۱۔ دل و عضلات	ڈائنامیٹ بجلی	ڈائنمو سے پیدا کی جاتی ہے۔ یہ مشینی طور پر رگڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ بجلی کا یہ نظام جو حرکت و رگڑ کے تحت کام کر رہا ہے۔ وہ قلب و عضلات کے تحت ہے یا قلب و عضلات ڈائنمو کی طرح رگڑ و حرکت سے بجلی پیدا کرتے ہیں۔
۲۔ جگر و غدد	کیمیاوی بجلی	جو بجلی بیٹری سے پیدا ہوتی ہے وہ کیمیاوی طور پر تیار کی جاتی ہے۔ بجلی کا یہ نظام جو کیمیاوی طور پر کام کر رہا ہے وہ جگر و غدد کے تحت ہے یا جگر و غدد کیمیاوی بجلی تیار کرتے ہیں۔
۳۔ دماغ و اعصاب	کشش ثقل بجلی	جو بجلی نظام کشش ثقل سے پیدا ہوتی ہے

یہ ذرات کی گردش سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی نظام پر نظام شمسی اور دیگر ستارگان قائم ہیں۔ بجلی کا یہ نظام جو کشش ثقل کے تحت ہے وہ دماغ و اعصاب کے ذمہ ہے۔ یاد ماغ و اعصاب کشش ثقل جیسی بجلی پیدا کرتے ہیں۔

ذی حیات اور غیر ذی حیات اجسام کا فرق

ذی حیات اور غیر ذی حیات اجسام کا فرق یہ ہے کہ غیر ذی حیات اجسام میں جو ذرات ہیں۔ ان کی زندگی صرف ایک نظام شمسی تک محدود ہے۔ مگر ذی حیات اجسام میں اس کے علاوہ ایک دوسرا نظام حیوانی پایا جاتا ہے۔ جن کو خلیات سیلز کہتے ہیں۔ دوسرے معنوں میں وہ بجلی کے چھوٹے چھوٹے کیسے ہیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیئے گئے ہوں۔ ان سب میں زندگی ہے۔ وہ سانس لیتے ہیں۔ غذا جذب کرتے ہیں۔ اپنے فضلات کا اخراج کرتے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ اپنی مثل پیدا کرتے ہیں۔ ہم جن اجسام کو ذی حیات کہتے ہیں۔ ان میں ایسے ذرات پائے جاتے ہیں جن میں حیوانی زندگی کے اثرات نظر آتے ہیں اور ان کی زندگی تسنیم۔ تغذیہ و تصفیہ اور تولد پر قائم ہے۔

ذی حیات اجسام کے ادنیٰ و اعلیٰ اقسام میں فرق

ادنیٰ اقسام کے حیاتی اجسام کی زندگی ایک واحد خلیہ سے شروع ہوتی ہے

اور ابتدائی واحد خلیہ میں صرف الحاقی مادہ پایا جاتا ہے۔ ان میں ہر قسم کے جراثیم شامل ہیں چاہے وہ نظر سے دیکھے جاسکیں، چاہے خوردبین سے نظر آئیں۔

اعلیٰ درجہ کے خلیات جیسے نباتات، حیوانات اور انسان ہیں ان میں نہ صرف بے شمار خلیات پائے جاتے ہیں بلکہ ان میں ادنے خلیہ کے علاوہ اعلیٰ خلیات جن فعلی خلیات کہتے ہیں پائے جاتے ہیں۔ جسم انسان جو اس کائنات کی ارتقائی زندگی ہے اس میں چار قسم کے خلیات اپنے ٹشوز بناتے ہوئے نظر آتے ہیں جن سے جسم کے مختلف اعضاء تیار ہوتے ہیں۔ گویا جسم انسان کے اعضاء چار اقسام کے انسجہ سے بنے ہوئے ہیں اور یہ چار قسم کے انسجہ حسب ذیل ہیں (۱) نسیج الحاقی کنکٹو ٹشوز (۲) نسیج عضلاتی مسکولر ٹشوز (۳) نسیج قشری۔ اپتھیل ٹشوز (۴) نسیج اعصابی۔ نروز ٹشوز

انسجہ کی تفصیل

جسم انسان میں جو چار اقسام کے انسجہ یا خلیات پائے جاتے ہیں ان کی تفصیل اس طرح ہے کہ کنکٹو ٹشوز جو الحاقی مادہ کے انسجہ ہیں ان سے جسم کے بنیادی اعضاء (ہڈی، کری، رباط اور اوتار) بنتے ہیں جن سے جسم کے اعضاء کو سہارا اور ان میں بھراؤ ہوتا ہے۔ ان کو بنیادی اعضاء کہنا چاہئے بلکہ خلیات الحاقی کو بنیاد انسجہ کہنا چاہئے۔ ہماری تحقیقات میں باقی تمام خلیات انہی کی ارتقائی اور ترقی یافتہ صورتیں ہیں۔ الحاقی انسجہ کے ارتقاء سے عضلاتی انسجہ یا مسکولر ٹشوز بنتے ہیں۔ جو فعلی خلیات کے ابتدائی خلیات ہیں۔ ان سے تمام جسم کا گوشت پوست و مچھلیاں بنتی ہیں۔ بعض جگہ پردے ہیں جن کو حجاب کہتے ہیں۔ عضلات کا مرکز دل ہے۔

جب انسجہ عضلاتی یا مسکولر ٹشوز میں ارتقائی صورت واقع ہوتی ہے تو ان سے ایپتھل ٹشوز (قشری انسجہ) غدی انسجہ تیار ہوتے ہیں۔ ان سے تمام جسم کے غدد و غشائے مخاطی کے پردے بنتے ہیں۔ ان کا مرکز جگر ہے۔

جب ایپتھل ٹشو یا قشری انسجہ میں ارتقار ہوتی ہے تو ان سے اعصابی انسجہ یا نروز ٹشو بنتے ہیں۔ ان سے تمام جسم کے اعصابی انسجہ اور بعض جگہ اعصابی پردے بنتے ہیں۔ ان کا مرکز دماغ ہے۔

چونکہ قلب عضلات جسم میں حرکات۔ غدد و جگر جسم میں غذا میں تحلیل اور اعصاب و دماغ احساس و ادراک کے افعال انجام دیتے ہیں۔ اس لئے ان کو فعلی اعضاء یا اعضائے حیاتی کہتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ خصیوں میں الحاقی مادہ ہی منی یا مادہ منویہ میں تبدیل ہوتا ہے جو خزانہ منی میں جمع ہوتا ہے۔ پھر قدرت اسی خزانہ منی میں ہی مادہ منویہ میں خمیر پیدا کر دیتی ہے جس سے اس میں نشو و ارتقا ہوتا ہے۔ نتیجتہً اس خمیر شدہ منی میں حیوانات منویہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو فعلی خلیات کی ابتدائی صورت ہے۔ جب انسان کرموں سے بھرپور منی کو رحم میں ڈالتا ہے تو خالق کل جہان ان کرموں میں سے کسی ایک یا شاذ و نادر دو چار کرم منی کو رحم مادر میں قرار دے دیتا ہے۔ یہاں پھر خالق دو جہان اس کرم منی میں اپنی ربوبیت عطا کرتا ہے جس سے اس میں نشو و نما ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جب کرم منی کو قرار پکڑے چند دن گزر جاتے ہیں تو اول نقطہ قلب بنتا ہے۔ پھر اس نقطہ قلب کی حفاظت کے لئے قدرت دو قسم کے عضلات بنا دیتی ہے جنہیں ہم ارادی و غیر ارادی عضلات کہتے ہیں۔

جب عضلاتی مادہ میں قدرت اپنی ربوبیت عطا کرتی ہے تو وہ غدی مادہ یا قشری مادہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

اس غدی مادہ یا قشری مادہ کے لطیف حصہ سے جگر و غدد ناقلہ تیار ہو جاتے ہیں اور کثیف مادہ سے طحال و غدد جاذبہ بن جاتے ہیں۔

آخر میں جب غدی یا قشری مادہ میں نشوونما مکمل ہو جاتی ہے تو وہ اعصابی مادہ یا نسیج اعصابی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس اعصابی مادہ کے لطیف حصہ سے دماغ اور حکم رساں اعصاب بنتے ہیں اور کثیف حصہ سے حرام مغز اور خبر رساں اعصاب بنتے ہیں۔

یہاں یہ بات یاد رکھیں کہ جب قدرت عضلاتی مادہ یا قشری و کبدی مادہ میں نشوونما، وارتقار کرتی ہے تو اس وقت تمام کا تمام مادہ دوسرے مادہ یا ٹشوز میں تبدیل نہیں ہو جاتا۔ بلکہ قلب و عضلات کا وہ فاضل مواد جو قلب و عضلات کی غذا سے بچ جاتا ہے اور اس میں نشوو ارتقار ہوتی ہے وہ دوسرے اعضاء یا ٹشوز میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح غدد مادہ کا فاضل حصہ اعصابی النسجہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

کرم منی کے ساتھ جو الحاقی مادہ شکم مادر میں رہ جاتا ہے وہی ان تینوں مادوں کو ایک دوسرے کے ساتھ چسپاں کرنے اور ان کو سہارا دینے کے لئے مختلف اشکال میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کہیں پر ہڈیوں کی صورت میں سخت اور ٹھوس شکل اختیار کر لیتا ہے اور کہیں کریوں، رباط اور وترمیں تبدیل ہو جاتا ہے۔

فہرست ضمیمہ تعارف نظریہ مفرد اعضاء

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	قرآن حکیم اور انسانی زندگی کی ابتدار	۹۳	۱۵	فعل یعنی تحریک	۱۲۲
۲	نظام جہان اصغر	۹۷	۱۶	قانون مفرد اعضار میں دوران خون	۱۲۳
۳	زندگی کی بقا	۱۰۱	۱۷	مرض کی حقیقت اور قانون مفرد اعضار	۱۲۶
۴	اعضائے حیاتی کی غذا	۱۰۱	۱۸	جسم انسانی	۱۲۸
۵	پیدائش اخلاط	۱۰۲	۱۹	مفرد اعضار کا باہمی تعلق	۱۳۱
۶	کائنات میں تسکین تحریک تحلیل	۱۰۳	۲۰	مفرد اعضار کے تعلق کی چھ صورتیں	۱۳۲
۷	قانون مفرد اعضار	۱۰۷	۲۱	ظاہری تقسیم جسم انسانی بانظریہ مفرد اعضار	۱۳۴
۸	کیفیات	۱۰۷	۲۲	مرض کی ابتدا ہمیشہ ایک طرف سے ہوتی ہے	۱۳۶
۹	اخلاط کی تعداد	۱۰۹	۲۳	تحریک قدرت کا فطری قانون ہے	۱۵۰
۱۰	ارواح محرک اعضار	۱۱۴	۲۴	سوزش کی حقیقت	۱۵۲
۱۱	افعال	۱۱۶	۲۵	تحلیل کی ماہیت	۱۶۰
۱۲	مفرد اعضاء کا طریق کار	۱۱۷	۲۶	اس دنیا میں صرف محرک اغذیہ اور ادویہ ہیں	۱۶۴
۱۳	خون	۱۱۸			
۱۴	خون کے فوائد	۱۲۰			

ضمیمہ تعارف نظریہ مفرد اعضاء

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں قانون مفرد اعضاء جیسی طبی نعمت خدمت خلق کے لئے عنایت فرمائی۔

استاد صابر ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ حیات میں ہی تعارف نظریہ مفرد اعضاء شائع کی گئی تھی جو کہ بعد دیگرے دو دفعہ شائع ہو چکی ہے۔ قارئین قانون مفرد اعضاء نے انہیں بے حد پسند کیا۔

یہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی مصنف جب بھی کوئی کتاب لکھتا ہے تو بہت محنت اور کوشش سے تحریر کرتا ہے لیکن انسان سے غلطی ممکن ہے۔ اس کی لکھی ہوئی کتاب میں اکثر خامی رہ جاتی ہے۔ جسے وہ نئے ایڈیشن میں ضمیمہ کے طور پر لکھ کر درست کرتا ہے اور اسی ضمیمہ میں اپنی نئی تحقیقات کو بطور اضافہ شائع کرتا ہے۔

میں نے بھی تعارف قانون مفرد اعضاء کے ضمیمہ میں اپنی ذمہ داری پوری کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر بھی کتاب ہذا میں کہیں کوئی کمی رہ گئی ہو تو قارئین درستی کے لئے مطلع فرمائیں۔

مشکور ہوں گا۔

خادم فن

حکیم محمد یٰسین و محمد شریف دنیاپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

علامات امراض قلب ______ تحقیقات علم الامراض

______ انسان کی پیدائش مٹی سے (القرآن) ______

قرآن حکیم اور انسانی زندگی کی ابتدا

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۚ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۚ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ

ترجمہ: اور تحقیق پیدا کیا ہم نے انسان کو سنی ہوئی مٹی سے پھر رکھا ہم نے اس کو نطفہ بنا کر قرار گاہ (رحم) میں پھر بنایا ہم نے اس نطفہ کو خون کی پھٹکی پھر بنایا ہم نے خون کی پھٹکی کو گوشت کا لوتھڑا پھر بنایا ہم نے اس گوشت کے لوتھڑے کو ہڈیاں۔ پھر پہنایا ہم نے ان ہڈیوں کو گوشت۔ پھر پیدا کیا ہم نے اس کو ایک نئی صورت میں۔ بس مبارک ہے اللہ جو سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

جہان اصغر جاننا چاہیے کہ اس کائنات کو جہان اکبر اور انسان کو جہان اصغر کہتے ہیں۔ مندرجہ بالا آیات میں انسان کی ابتدا، کو سنی ہوئی مٹی سے بتایا گیا ہے جسے ایک تخم (نطفہ) کی صورت میں رحم میں رکھا۔ جو بڑھ کر

انسانی بچہ کی صورت میں ایک خاص مدت بعد اس جہان فانی میں قدم رکھتا ہے۔

تخم نطفہ خلیہ (CELL)

جاننا چاہیے کہ انسان کی ابتدائی صورت کو محققین، تخم، نطفہ اور خلیہ کے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔ تخم نطفہ یا خلیہ ایک ایسا حیوانی ذرہ ہے جس میں زندگی کے ساتھ تولید کی قوت بھی ہوتی ہے۔ اس میں نظام غذائیہ، نظام تصفیہ اور نظام ہوائیہ قائم ہیں۔ اس کو انگریزی میں کیسہ (سیل) بھی کہتے ہیں۔ اس کے اندر رطوبت بھری ہوتی ہے جس کو پروٹوپلازم (مادہ حیات کہتے ہیں۔ جس کو ہم رطوبت عزیزیہ یا رطوبت اصلیہ کہتے ہیں۔ اس کے اندر ایک مرکزی نقطہ ہوتا ہے۔ جس پر اس خلیے کی زندگی کا دار و مدار ہے۔ اس کو (نیوکلیس) مرکز حیات کہتے ہیں۔ اس مرکز حیات میں بھی ایک قسم کی رطوبت ہوتی ہے اور یہ مرکز حیات مادہ حیات کے گرداگرد لپٹے ہوتے ہیں۔ ان میں بھی مختلف اقسام کی رطوبات بھری ہوتی ہیں۔ ان تمام رطوبات کے مختلف افعال میں ذہن نشین کرلیں کہ ہر خلیہ اپنے اندر رطوبت اور زندگی کا مرکز رکھتا ہے۔ تمام جسم انہی کیسوں سے مرکب ہے۔ جن کا آپس میں گہرا تعلق ہے یہی کیسہ انسانی زندگی کا ابتدائی یونٹ ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ کائنات میں جہاں بھی زندگی پائی جاتی ہے۔ چاہے وہ حیوانات ہوں، چاہے نباتات وہاں پر زندگی ایک خلیہ کی صورت میں ہی پائی جاتی ہے یہ خلیے کہیں آزاد کہیں آپس میں ملے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ ان کی آزاد صورتیں میں امیبہ، جراثیم اور کرم ہیں۔ ان سب میں زندگی اور قوت تولید کے ساتھ ساتھ نظام ہائے غذا، تصفیہ اور تسنیم پائے جاتے ہیں۔ ان سب کی تولید تقسیم در تقسیم کے اصولوں پر عمل میں آتی ہے۔ طبعی تقسیم سے انہیں موت نہیں آتی۔

حیات خلیہ جیسا کہ اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ ہر خلیہ میں کئی نظام ہائے حیات پائے

جاتے ہیں۔ مگر ان سب میں اہم نظام زندگی ہے اسی نظام زندگی سے حیات انسانی کا تعلق وابستہ ہے ایک خلیہ کی زندگی بہت مختصر ہے اس امر کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہر ڈھائی سال بعد انسانی جسم کے تمام خلیے بالکل بدل جاتے ہیں اور تمام خلیے نئے پیدا ہو جاتے ہیں۔

خلیہ کو کب موت آتی ہے

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ خلیات کی تولید تقسیم در تقسیم کے اصولوں پر عمل میں آتی ہیں اور طبعی تقسیم سے موت نہیں آتی۔ لیکن اگر خلیے کو اس طرح کاٹ دیا جائے کہ اس میں مرکز حیات کا کچھ حصہ بھی شامل نہ ہو۔ تو خلیہ کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس میں تولید کی صفت باقی نہیں رہتی۔

دوسری صورت میں اگر مادہ حیات میں اگر حیات باقی نہ رہے یا وہ زہر آلود ہو جائے تو بھی زندگی فنا ہو جاتی ہے۔

تیسری صورت میں تسنیم اگر ایک گھڑی بھی نہ پہنچے تو خلیہ مرجھا کر مردہ صورت اختیار کر لیتا ہے بہر حال خلیے کی حیات و قیام انہی تینوں چیزوں پر قائم ہے۔

مادہ حیات (پروٹو پلازم) اور تسنیم (آکسیجن) کے افعال

بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرکز حیات نیوکلیس تقسیم ہو کر خلیے پیدا کرتا ہے مگر نئے خلیات پیدا کرنے میں مادہ حیات (پروٹو پلازم) اور تسنیم (آکسیجن) کے بے حد اہم کردار ہیں۔ کیوں کہ ان ہی دونوں سے مرکز حیات کو غذا ملتی ہے گویا نئے خلئے میں جب وہ مکمل ہوتا ہے تو اس کا مرکز حیات بھی مکمل ہوتا ہے اور مرکز حیات کی تکمیل اسی مادہ حیات اور تسنیم سے ہوتی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مادہ حیات اور تسنیم میں یہ قوت ودیعت کی گئی ہے کہ وہ نئے مرکز حیات پیدا کرتے رہیں تاکہ زندگی قائم اور دائم

رہے اگر ہم کسی طرح مادہ حیات کو صحیح حالت میں قائم رکھ سکیں اور تسنیم کا سلسلہ جاری رہے۔ تو زندگی پر لطف اور اس کا شباب قائم رہ سکتا ہے۔

انسان مختلف اقسام کے خلیات کا مجموعہ ہے

ادنیٰ اقسام کے حیاتی اجسام کی زندگی ایک واحد خلیہ سے شروع ہوتی ہے۔ اور ابتدائی واحد خلیہ میں صرف الحاقی مادہ پایا جاتا ہے۔ اعلیٰ اقسام کے حیاتی اجسام مختلف خلیات کے مجموعے ہیں ان میں نباتات وحیوانات اور انسان شامل ہیں ان میں نہ صرف بے شمار خلیات پائے جاتے ہیں۔ بلکہ ان کے اندر اعلیٰ خلیات جن کو نعلی خلیات بھی کہتے ہیں۔ پائے جاتے ہیں جسم انسان جو اس کائنات کی ارتقائی زندگی ہے۔ اس میں چار اقسام کے خلیات اپنے ٹشوز بناتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہی انسجہ (CELL) ان کے جدا جدا جسم ہیں۔ جن سے اعضاء تیار ہوتے ہیں۔ گویا جسم انسان کے اعضاء چار اقسام کے انسجہ سے بنے ہوئے ہیں یہ چار اقسام کے انسجہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) نسیج الحاقی کنکٹو ٹشوز (CONECTIVE TISSUE)

(۲) نسیج عضلاتی (مسکولر ٹشوز (MUSCULAR TISSUE)

(۳) نسیج قشری ایپتھیل ٹشوز (EPITHAL TISSUES)

(۴) نسیج عضلاتی (نروس ٹشوز (NERVOUS TISSUES)

پھر ذہن نشین کرلیں کہ ادنیٰ خلیات میں صرف الحاقی نسیج (کنکٹو ٹشوز) پائے جاتے ہیں اور اعلیٰ زندگیوں میں باقی خلیات کا پایا جانا ضروری ہے۔

جسم انسان میں چاروں اقسام کے خلیات کن اعضا کو بناتے ہیں

جسم انسان میں جو چار اقسام کے انسجہ پائے جاتے ہیں ان سے بدن کی تدوین ہوئی

ہے۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

نمبر ۱ کنکٹو ٹشوز (الحاقی انسجہ) سے بنیادی اعضاء ہڈی، اوتار و رباط وغیرہ بنتے ہیں۔ جسم انسان میں ان اعضاء سے سہارا اور بھراؤ ہوتا ہے ان اعضاء کو بنیادی اعضاء کہنا چاہیے بلکہ خلیات الحاقی کو بنیاد انسجہ کہنا چاہیے۔ ہماری تحقیقات میں باقی تمام خلیات انہی کی ارتقائی یا ترقی یافتہ صورتیں ہیں، جو ہزاروں صدیوں میں جا کر تکمیل پذیر ہوئے۔

نمبر ۲ مسکولر ٹشوز (عضلاتی انسجہ) سے تمام جسم کا گوشت مچھلیاں بنتی ہیں جو ہڈیوں کریوں وغیرہ پر چڑھی ہوئی ہیں۔ بعض جگہ پردے ہیں جن کو حجاب کہتے ہیں عضلات کا مرکز قلب ہے۔

نمبر ۳ ایپتھیل ٹشوز (قشری انسجہ) ان سے تمام جسم کے غدد اور غشائے مخاطی کے پردے بنتے ہیں۔ ان کا مرکز جگر ہے۔

نمبر ۴ نروس ٹشوز (اعصابی انسجہ) ان سے تمام جسم کے اعصابی اعضاء اور بعض جگہ پر اعصابی پردے بنتے ہیں۔

مسکولر ٹشوز۔ ایپتھیل ٹشوز اور نروس ٹشوز سے بننے والے اعضاء دل دماغ جگر فعلی اعضاء اور حیاتی اعضاء کہلاتے ہیں کیوں کہ یہ فعلی خلیات سے بنتے ہیں۔ ان کے افعال سے زندگی قائم رہتی ہے ان میں سے کسی عضو کے فعل میں افراط۔ تفریط اور ضعف ہو جائے تو امراض پیدا ہو جاتے ہیں ان میں سے اگر کوئی عضو بالکل ناکارہ ہو جائے تو موت ہو جاتی ہے۔

نظام جہان اصغر

یہ کائنات و آفاق اور یہ ہماجن قوانین اور قوی کے تحت چل رہا ہے بالکل انہی قوانین اور قوی کے تحت جسم انسان، نفس اور من چل رہے ہیں۔ اس کو نظام اصغر کہتے ہیں جس کی مختصر تشریح

درج ذیل ہے۔

جس طرح جہان اکبر میں بجلی و قوت کی پیدائش کیمیاوی۔ رگڑ اور کشش ثقل سے ہو رہی ہے۔ اسی طرح جہان اصغر میں بھی یہ نظام قائم ہیں۔ جنہیں ہم انرجی فورس پاور کا نام دے سکتے ہیں۔

ان میں انرجی کو ایک ایسی قوت تصور کرتے ہیں جس سے جسم میں غذائیت پہنچتی ہے جو روٹی، پانی، تیل، گھی وغیرہ سے حاصل ہوتی ہے۔

مگر فورس وہ قوت ہے جو انرجی کو (غذائیت) جذب کر کے جزو بدن بناتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ زندگی کے لئے انرجی ایک اہم شے ہے جو فورس کے ذریعے جسم میں خرچ ہوتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ انرجی اور فورس کے ساتھ انگریزی لفظ پاور بھی ہے۔ یہ لفظ ہمیشہ ایسی قوت کے لئے استعمال ہوتا ہے جہاں آگ کو بطور طاقت استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ نیو کینڈل پاور۔

ہم ان کے لئے صحیح متبادل الفاظ اس طرح بیان کر سکتے ہیں۔

انرجی کے لئے غذائیت، فورس کیلئے طاقت اور پاور کے لئے قوت وغیرہ۔ دنیا سائنس میں ان تینوں الفاظ کو بے حد اہمیت حاصل ہے۔ جن پر کتب لکھی ہوئی ہیں۔

یہاں پر اس امر کو ذہن نشین کر لیں کہ انرجی سے فورس پیدا ہوتی ہے اور فورس کے نتیجے میں ہیٹ (حرارت) برآمد ہوتی ہے اور ہیٹ پھر انرجی کا کام دیتی ہے یہی چکر اس زندگی اور کائنات میں رواں دواں ہے یا اس طرح سمجھ لیں کہ ہر ایکشن عمل ہیٹ پیدا کرتا ہے اور ہیٹ کے بعد انرجی کا ظہور ہوتا ہے اور انرجی فورس میں خرچ ہوتی ہے۔ جس قدر بھی ان قوتوں کے مناظر کو پھیلاتے جائیں گے نئی نئی تحقیقات و تدقیقات

اور اسرار ورموز سامنے آتے جائیں گے۔

پانی ہوا۔آگ

کائنات میں انرجی، فورس۔ پاور کی صحیح مثالیں۔ پانی۔ ہوا۔ اور آگ ہیں۔ فرق صرف لطافت اور کثافت کا ہے۔ ورنہ افعال وترتیب اور تبدیلی کے لحاظ سے ان میں کوئی فرق نہیں ہے جس طرح ہم مظاہر قدرت میں دیکھتے ہیں کہ بارش آتی ہے۔ ہوائیں چلتی ہیں۔ اور گرمی پڑتی ہے۔ ان کے بہت کچھ اثرات سے ہم واقف ہیں۔ اگر ہم ان کے افعال وترتیب اور تبدیلیوں سے آگاہ ہو جائیں تو اعمال کائنات اور زندگی کو بہت حد تک سمجھ سکتے ہیں۔

پانی، ہوا، اور آگ کی حقیقت و افعال کے ساتھ ان کی باہم ترتیب وایک دوسرے میں تبدیل ہونا پھر ان کا لطافت اختیار کر کے اثیر (ایتھر) میں بننے تک سارے مناظر سامنے رہنے چاہیں۔

اعصاب غدد، عضلات

انسانی زندگی میں پانی ہوا اور آگ کے توازن کو ان کے اعضائے حیات، اعصاب عضلات غدد جن کے مرکز بالترتیب دماغ دل جگر کنٹرول کرتے ہیں۔

جہاں ایک طرف پانی وہوا اور آگ کی زیادتی ان کے افعال میں کمی بیشی کر دیتی ہے وہاں پر ان کے افعال کی کمی بیشی بھی پانی، ہوا، اور آگ کی پیدائش میں افراط و تفریط کا باعث بن جاتی ہے۔ گویا جسم میں زندگی کا کنٹرول اعضائے رئیسہ دماغ، دل جگر پر ہے، جن کے افعال ان کے متعلقہ اعضاء اعصاب، غدد عضلات سرانجام دیتے ہیں۔ چونکہ انسانی زندگی کے افعال ان اعضاء پہ قائم ہے اس لیئے ہم ان کو اعضائے حیات کا نام دیتے ہیں۔

پانی، ہوا اور آگ اور متقدمین اطباء

متقدمین اطباء نے پانی، ہوا اور آگ کو ان الفاظ میں

ان الفاظ میں پیش کیا ہے پانی کو وہ رطوبت غریزی اور ہوا کو حرارت غریزی اور آگ کو روح (شعلہ) کے نام سے پکارتے تھے۔

یعنی رطوبت غریزی سے حرارت غریزی پیدا ہوتی ہے۔ جو روح (شعلہ) سے چلتی ہے۔ جہاں پر ان کی پیدائش اور افعال میں خرابی واقع ہوتی ہے۔ امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ جب ان میں روک پیدا ہو جاتی ہے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔

شعلہ اور سائنس

متقدمین اطباء کے تصور روح کو قانون مفرد اعضاء نے شعلہ سے تعبیر کیا ہے۔ شعلہ کی حقیقت اور ماہیت سائنس درج ذیل اعمال سے واضح کرتا ہے۔

ایک چینی یا مٹی کا روغنی لوٹا یا کوئی گلاس نما برتن لیں اس کو نصف تیزاب گندھک کے لیے محلول سے بھر دیں جس میں تیزاب ایک حصہ تک اور پانی سات حصے ہو۔ اس کے بعد بجلی کی دو الگ الگ تاروں کو لیں۔ ایک کے ساتھ تانبے کا ٹکڑا اور دوسری کے ساتھ جست کا ٹکڑا باندھ دیں پھر دونوں ٹکڑوں کو الگ الگ اس برتن میں لٹکا دیں۔ فوراً دھات کی سلاخوں پر تیزاب کا کیمیاوی عمل شروع ہو گا۔ اس تیزابی مرکب میں قدرتی طور پر شوخی پیدا ہو جائے گی۔ پھر اس میں لہریں اٹھنا شروع ہوں گی۔ دونوں پلیٹوں سے لہریں تاروں کے ذریعے باہر کی طرف جانا شروع ہوں گی۔ جس کی ترتیب ہو گی کہ نرم سلاخ کی طرف سے لہر تار کے ذریعے سخت سلاخ کی طرف جائے گی۔ اسی طرح سخت سلاخ کی طرف سے لہر اٹھ کر نرم سلاخ کی طرف آئے گی۔

سائنس دان سخت سلاخ والی تار کو پازٹیو (مثبت) اور نرم سلاخ والی تار کو نیگٹیو (منفی) کہتے ہیں۔

جب منفی اور مثبت تاروں کو ملایا جاتا ہے تو ایک شعلہ (سپارک) پیدا ہوتا ہے

یہی بجلی و برق اور قوت ہے۔ اس قوت سے سینکڑوں کام لیے جا رہے ہیں۔

زندگی کی بقا

یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے کہ زندگی روح سے قائم ہے اور روح ایک شعلہ ہے جو امر ربی ہے۔ یعنی جہاں پر بھی حرکت پیدا ہو گی وہاں پر امر ربی لازمی ہے۔ جیسے دو اشیاء میں کیمیاوی طور پر ایکشن و ری ایکشن (عمل و ردعمل) ہوتا ہے یا بجلی کی دو تاروں کو ملایا جاتا ہے تو شعلہ پیدا ہوتا ہے۔ یہی ان کی روح ہیں، لیکن ہر عمل و ردعمل فطرت کے مطابق ہونا چاہیے انسانی زندگی و روح (شعلہ) بھی ایسے ہی اعمال پر قائم ہیں۔

دماغ، دل، جگر

جب ہمیں یہ معلوم ہے کہ ہماری زندگی کی بقاء روح (شعلہ) پر قائم ہے اور روح (شعلہ) بغیر فطری اعمال کے پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا ہمیں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ جسم انسانی کے اندر اس کی پیدائش کے کیا ذرائع ہیں۔ کون کون سے اعضاء اپنے کیمیائی اور مشینی افعال سے زندگی کے شعلہ کو روشن رکھتے ہیں۔

سو جاننا چاہیے جسم انسانی میں زندگی کا کنٹرول اعضائے رئیسہ دماغ، دل، جگر کرتے ہیں۔ جو رطوبت عزیزی اور حرارت عزیزی اور شعلہ (روح) پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اگر ان کے افعال طبعی طور سے جاری رہیں تو قوت، صحت، جوانی اور خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ جونہی ان میں کمی بیشی ہوتی ہے تو انسان بیمار ہو جاتا ہے جب ان سے کسی ایک کی پیدائش میں رکاوٹ ہو جاتی ہے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔

اعضائے حیاتی کی غذا

یہ حقیقت ہے کہ اس کائنات میں زندگی چاہے جراثیم کی صورت میں ہے چاہے چرند، پرند، حیوان انسان سبھی کوئی کام انجام دیتے ہیں۔ جس سے ان کے اجسام میں تحلیل ہوتی ہے

جیسے وہ بدل ما یتحلل کی صورت میں پورا کرتے ہیں۔ یعنی غذا کھاتے ہیں افاضل
سواد کا تصفیہ کرتے ہیں اور تسنیم حاصل کر کے چاق و چوبند رہتے ہیں۔
چونکہ دماغ، دل، جگر سبھی حیاتی اعضاء ہیں۔ اس لیے یہ بھی اپنی اپنی
مخصوص ذمہ داریاں پوری کرنے کے ساتھ ساتھ مخصوص قسم کی اغذیہ بدل ما یتحلل کے
طور کھاتے ہیں۔ محققین اور متقدمین اطباء نے ان کی اغذیہ کے نام بالترتیب
بلغم سودا اور صفرا رکھے ہیں۔

پیدائش اخلاط

انسان جو غذا خوراک کے طور پر استعمال کرتا ہے اس کے لطیف حصہ سے خون بنتا ہے۔ جو حقیقت میں بلغم سودا صفرا کا مجموعہ ہوتا ہے۔

یادداشت

انسان جس قسم کی غذا کھاتا ہے۔ اس سے اخلاط برابر مقدار میں حاصل نہیں ہوتے بلکہ کم و بیش ہوتے ہیں۔ محققین نے بار بار تجربات کر کے اغذیہ ادویہ کو اخلاط سے متعلق کر دیا ہے، یعنی جس قسم کی غذا کھانے سے کوئی خلط زیادہ پیدا ہوتی۔ اس کو اسی خلط کا مولد قرار دیا یہی وجہ ہے کہ حکماء نے بعض اغذیہ کو بلغمی بعض کو سوداوی اور بعض کو صفراوی قرار دیا ہے۔

قانون مفرد اعضاء، ایلوپیتھی اور خون

میڈیکل سائنس اور فرنگی ڈاکٹر خون کو چودہ عناصر کا مجموعہ قرار دیتے ہیں اور ان کے قانون کے مطابق انہی سے انسانی اعضاء کی غذا حاصل ہوتی ہے، مگر حقیقت یہ ہے کہ خون میں تین بڑے اجزاء پائے جاتے ہیں۔ اول رطوبت دوسرے حرارت تیسرے ہوائی اجزاء گیس۔ یہی تینوں اجزاء نہ صرف ہمارے اعضاء رئیسہ کی خوراک ہیں۔ بلکہ جب ان میں سے

کسی ایک حصہ میں تیزی پیدا ہوتی ہے تو اس جزو کی پیدائش بڑھ جاتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عضو سے وہ خاص حصہ مخصوص ہے۔ مثلاً اگر جسم میں رطوبات کی زیادتی ہو تو غدد (جگر) کا فعل تیز ہوتا ہے اسی طرح اگر جسم میں حرارت کی زیادتی ہو تو قلب کے فعل میں تیزی ہوتی ہے اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ اعصاب کے فعل میں تیز کر دی جائے تو جسم میں رطوبات (بلغم) بڑھ جاتی ہے۔ اور اگر جگر کے فعل میں تیزی پیدا کر دیں تو حرارت (صفراویت) بڑھ جاتی ہے اسی طرح اگر عضلات کے افعال میں تیزی کر دیں تو ہوا (سوداویت) جسم میں زیادہ جاتی ہے گویا اعضائے رئیسہ رطوبات (بلغم)، ہوا (سودا) حرارت (صفرا) لازم ملزوم ہیں۔ یہی تینوں فطری اجزاء ہیں۔ جو کائنات میں بھی بارش آندھی اور گرمی میں نظر آتے ہیں

کائنات میں تسکین، تحریک، تحلیل کی صورتیں

جس طرح کائنات میں اگر بارش اعتدال پر ضرورت کے مطابق ہو تو ہر شے سکھ و تسکین کا سانس لیتی ہے۔ اس کے برعکس اگر بارش زیادہ ہو جائے تو رحمت کی بجائے زحمت بن جاتی ہے۔ اگر بارش بالکل نہ ہو تو ہر قسم کی زندگی کی بقاء خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ اسی طرح اگر ہوا اعتدال پر چلتی رہے تو ہر شے اپنے ہر کام میں رواں دواں ہوتی ہے۔ اگر ہوا بند ہو جائے تو حبس بے چینی اور دم گھٹنے لگتا ہے۔ اگر آندھی کی صورت میں چلنے لگے تو ہر شے کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

بالکل اسی طرح جب حرارت اعتدال پر ہو تو تحلیل کا عمل درست ہوتا رہتا ہے ورنہ اگر حرارت انتہائی کم ہو جائے تو ہر قسم کی زندگی کی نشوونما بند ہو جاتی ہے۔ یعنی حرارت کی کمی سے تحلیل کا عمل رک جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر حرارت زیادہ

ہو جائے تو ہر قسم کی زندگی میں تحلیل زیادہ ہو جانے سے موت واقع ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

انسان کے اندر تسکین تحریک تحلیل کی صورتیں

ان اجزا کی کمی بیشی سے جسم انسان میں چند علامات پیدا ہوتی ہیں۔ جن سے ہم کو ان کی افراط تفریط کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً اگر جسم میں رطوبت (بلغم) کی زیادتی ہو جائے) جسم میں تسکین پیدا ہو جاتی ہے ویسے بھی جب ہمیں جسم میں سوزش اور حرارت زیادہ ہو تو ہم اس کی تسکین کے لئے پانی کا استعمال کرتے ہیں۔ جو رطوبت کی اصل ہے۔ اسی طرح جب جسم میں ہوا کی زیادتی ہو جاتی ہے تو جسم میں تیزی و تحریک پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح جب جسم میں حرارت کی زیادتی ہوتی ہے تو جسم میں ضعف اور تحلیل کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔

بہرحال جب یہی علامات شدت اختیار کرتی ہیں تو انسانی جسم کو مریض کہا جاتا ہے کبھی ان علامات کی تیزی سے درد جسم پیدا ہو جاتا ہے کبھی سوزش۔ کبھی ورم۔ کبھی بخار اور کبھی ضعف کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

بہرحال اگر ہم ان علامات کے افعال و خواص اور اثر کو پوری طرح سمجھ لیں تو ہمارے اندر جو خرابیاں و علامات اور زہریلے اثرات پیدا ہوں ہم ان کو ان اعضاء کے افعال میں افراط تفریط پیدا کر کے درست کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ہم تندرستی کی حالت میں بھی چاہیں تو ان اعضاء کے افعال میں ضرورت کے وقت تحریک و حرارت اور قوت پیدا کرنے پر قادر ہو سکتے ہیں۔ یہی اغذیہ اور موسمی تغیرات اور کیفیات جو ہمارے اندر امراض و کمزوری اور بڑھاپا پیدا کرتی ہیں اگر ان کے اثرات سے ہم پوری طرح آگاہ ہوں تو یقیناً ان سے اپنی صحت جوانی

اور شباب کو قائم رکھ سکتے ہیں۔

کائنات میں حرارت رطوبت گیس کی پیدائش کے اسباب

یہ ہمیں معلوم ہے کہ حرارت رطوبت گیس تینوں قوتیں ہیں جو ہر گھڑی زندگی اور کائنات میں پیدا ہو رہی ہیں۔ ان کی پیدائش میں جہاں ایک دوسرے کی ضرورت ہے اور اثر ہوتا ہے۔ وہاں ایک دوسرے کی کمی بیشی بھی انہی کی وجہ سے اعتدال پر آتی ہے اور سخت گرمی پڑتی ہے۔ تو بارش آجاتی ہے۔ جب بارش سے ہر جگہ جل تھل ہو جاتا ہے تو تیز ہوا چل پڑتی ہے اور پانی خشک ہو جاتا ہے یاد رہے پانی ہمیشہ ہوا سے خشک ہوتا ہے۔ گرمی سے خشک نہیں ہوتا۔ بلکہ گرمی سے تحلیل ہو کر تبخیر ہوتا ہے جب تیز ہوائیں چلتی ہیں تو پھر گرمی شروع ہو کر ان کو بند کر دیتی ہے۔ یعنی ہوا کی تیزی گرمی ہی سے تحلیل ہوتی ہے۔

یہی صورتیں جسم انسان میں بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً جب جسم میں گرمی کی بے چینی ہوتی ہے تو پانی کی طلب ہوتی ہے اور جسم میں رطوبات کی زیادتی ہوتی ہے تو خود بخود خشک اشیاء کھانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جب جسم میں خشکی ہوتی ہے تو روغنی اشیاء اور گھی وغیرہ کھانے سے رفع ہوتی ہے جو گرم ہوتے ہیں، غرض یہ گرمی، تری اور خشکی کے بعد پھر گرمی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ جسم میں گرمی جگر کی تیزی سے اکٹھی ہوتی ہے جسم میں خشکی قلب میں تیزی سے زیادہ ہوتی ہے جسم میں رطوبت اعصاب میں تیزی سے جمع ہوتی ہے۔ یہ روزانہ زندگی کے حقائق ہیں مگر حکماء و عوام ان کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ یہ کس قدر اہم اور مفید قانون ہیں جو زندگی کے لئے نہ صرف انتہائی مفید ہیں۔ بلکہ ان حقائق کے بغیر زندگی اپنی صحیح اور فطری راہوں پر رواں دواں نہیں ہو سکتی۔ مندرجہ بالا حقائق قرآن حکیم

کے ان حقائق کی پوری ترجمانی کرتے ہیں کہ جو کچھ آفاق (کائنات) میں ہے وہی نفس (زندگی) میں ہے۔

میں معالج صاحبان اور محققین سے پُر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اول کائنات میں قدرت کے فطری اعمال کو سمجھیں پھر ان کو انسانی زندگی میں تلاش کریں جس طرح کائنات میں ان اعمال میں تبدیلیاں آتی ہیں اسی طرح انسان کے اندر پیدا ہونے والی غیر طبعی علامات کو درست کریں۔ انشاء اللہ پھر کبھی ناکامی نہیں ہوگی۔

قانون مفرد اعضاء

SIMPLE ORGAN THEORY

تعارف

اخلاط جب مجسم ہوتے ہیں تو مفرد اعضاء بن جاتے ہیں۔ حیاتی مفرد اعضاء (دل، دماغ، جگر) میں سے کسی ایک کی غیر طبعی تحریک سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ مسکن حیاتی مفرد عضو کو تحریک دینے سے امراض رفع ہو جاتے ہیں۔ (صابر ملتانی)

قانون مفرد اعضاء کی تعریف، حقیقت، ماہیت سمجھنے کے لئے مفرد اعضاء سے پہلے اور بعد کے عوامل کا سمجھنا ضروری ہے تاکہ انسانی مشین جو مفرد اعضاء سے مرکب ہے کو اپنی مرضی سے تیز و سست کر کے امراض سے محفوظ رکھ سکیں اور اگر بیمار ہو جائیں تو کھوئی ہوئی صحت واپس لا سکیں۔

مفرد اعضاء سے پہلے کے عوامل

مفرد اعضاء سے پہلے کے عوامل کیفیات، ارکان، مزاج، اخلاط ہیں

مفرد اعضاء کے بعد کے عوامل

جب مفرد اعضاء وجود میں آ جاتے ہیں تو یہی مفرد اعضاء خود کسی قسم کے افعال انجام نہیں دے سکتے بلکہ ان سے متعلق ارواح اور قوتیں انہیں فعل میں لاتی ہیں۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں مفرد اعضاء کی تشریح و توضیح کر دی جائے تاکہ مفرد اعضاء کی حقیقت ماہیت واضح ہو سکے۔

کیفیات

طب اسلامی میں کیفیات سے مراد گرمی، سردی، تری اور خشکی ہیں۔

کیفیات کی اہمیت اور ضرورت

تری		گرمی
سردی		خشکی

کیفیات اس کائنات کی ہر شے میں اجزائے اولیہ کی صورت میں پائی جاتی ہیں اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر شے میں دو کیفیات پائی جاتی ہیں۔ انہی کیفیات پر ہر غذا دوا کا مزاج مقرر کیا جاتا ہے مثلاً کسی چیز کو گرم تر کسی کو سرد خشک اور کسی کو گرم خشک کہتے ہیں۔

ایک نقطہ کی وضاحت

یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ جب بھی کوئی غذا دوا یا شے کھائی جاتی ہے یا جسم کے باہر لگائی جاتی ہے تو اس سے ہمارا جسم اس وقت تک متاثر نہیں ہوتا جب تک اس کے ایٹم پھٹ کر اپنی کیفیات کو چھوڑ نہیں دیتے۔ یعنی جب کسی شے کے ایٹم ہمارے جسم میں پھٹتے ہیں تو ان سے کیفیات نکلتی ہیں جن سے ہمارا جسم متاثر ہوتا ہے۔

کیفیات سے ارکان کی پیدائش

تری			گرمی
	پانی	آگ	
سردی	مٹی	ہوا	خشکی

طب اسلامی اور قانون مفرد اعضاء میں یہ حقیقت تسلیم کی جاتی ہے کہ جب کیفیات مادی وجسمی ولبتہ صورت اختیار کرتی ہیں تو اول ارکان پیدا ہوتے ہیں جن کی تعداد کیفیات کی تعداد کے مطابق ہوتی ہے چونکہ کیفیات چار ہیں اس لیے ارکان بھی چار ہیں۔ جو آگ پانی ہوا مٹی کہلاتے ہیں۔

جب چاروں ارکان آپس میں ملتے ہیں تو اشیاء وجود میں آتی ہیں جن اشیاء میں جس رکن کی زیادتی ہوتی ہے اسی رکن کی کیفیت ان اشیاء میں زیادہ پائی جاتی ہے لہٰذا اس شے کا وہی مزاج ہوتا ہے جو اس کے رکن کا ہوتا ہے۔

مثلاً کسی شے میں ارضی مادہ یعنی مٹی کے اجزاء زیادہ ہیں تو اس کا مزاج سرد

اسی طرح
خشک ہوگا یعنی جس شے میں رطوبت یعنی پانی کے اجزار زیادہ ہیں اس کا مزاج تر سرد ہوگا۔

اشیار سے اخلاط کی پیدائش

انسان پیدا ہونے سے لے کر موت تک زندہ رہنے کے لئے کچھ نہ کچھ ضروری کھاتا ہے اور جو کچھ وہ روزانہ کھاتا ہے وہ اس کی غذا کہلاتی ہے۔ انسان کسی قسم و مزاج کی بھی غذا کھائے وہ معدہ و اعضار میں جاکر تحلیل یعنی ہضم ہوتی ہے جس سے مخصوص اجزائے غذایہ جدا ہوکر عروق ماساریقا اور جگر کی وساطت سے ورید ول اور شریانوں میں پہنچتے ہیں۔ وہ خون کے اجزار یا اخلاط کہلاتے ہیں۔

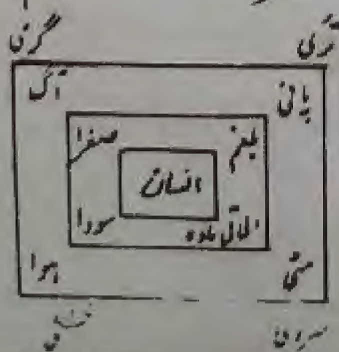
یادداشت

جس مزاج و کیفیات کی حامل اغذیہ ہم کھاتے ہیں اسی مزاج کی اخلاط میں بڑھتی ہیں۔ مثلاً اگر ہم گرم اغذیہ زیادہ کھائیں گے تو جسم میں صفرا وحرارت بڑھ جائے گی اور تر اغذیہ زیادہ کھائیں گے تو جسم میں بلغم و رطوبات زیادہ ہو جائیں گی۔

اخلاط کی تعداد

چونکہ کیفیات چار ہیں ان سے چار اقسام کے ارکان ہیں۔ اور ان ارکان کے امتزاج سے چار اقسام یا مزاج کی اشیار اغذیہ، ادویہ بنتی ہیں لہٰذا ان اغذیہ کے کھانے سے چار قسم کے اخلاط بنتے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) الحاقی مادہ (۲) سودا (۳) صفرا (۴) بلغم



ایک غلط فہمی کا ازالہ

ذہن نشین کرلیں کہ ہر غذا اور شے سے صرف ایک ہی خلط نہیں بنتی بلکہ اس کی بناوٹ میں چاروں ارکان کم وبیش

تعداد میں موجود ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کے کھانے سے چاروں اخلاط اسی نسبت سے بنتے ہیں۔ جس نسبت سے اس شے میں کیفیات اور ارکان شامل ہوتے ہیں مثلاً کوئی شے گرم تر ہے اس کے کھانے سے صرف صفرا ہی نہیں بنے گا بلکہ اس سے کچھ بلغم و رطوبت بھی بنے گی اور اس کے علاوہ اس سے الحاقی مادہ اور سودا ایسی بنے گا لیکن بہت ہی کم۔ چونکہ باقی دونوں اخلاط ان سے کم بنتے ہیں کہ ان سے جسم کی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔ لہٰذا ان کا نام نہیں لیا جاتا۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

یہاں ایک اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ صفرا، سودا، بلغم کو اخلاط کہا جاتا تھا لیکن آپ نے خون کی بجائے الحاقی مادہ کو خون میں لا کھڑا کیا۔

جواب

اس اعتراض کا یہ ہے کہ خون مفرد مادہ یا خلط نہیں ہے بلکہ اس میں تمام اخلاط جمع ہیں یعنی خون تمام اخلاط کا مجموعہ ہے البتہ الحاقی مادہ مفرد مادہ ہے۔

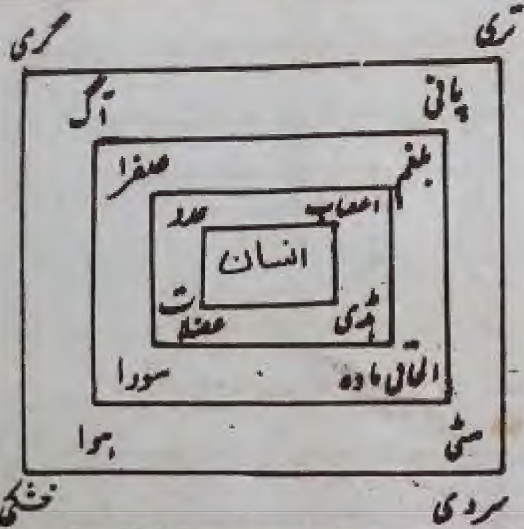
کیوں کہ جن اغذیہ اشیاء میں ارضی مادہ زیادہ پایا جاتا ہے ان سے عرضی مادہ بصورتِ خلط جدا ہو کر الحاقی مادہ کے نام سے دورہ کرتا ہے جس سے ہڈی جیسے اعضاء بنتے ہیں۔

اخلاط سے مفرد اعضاء کی پیدائش

مفرد اعضاء کی تعریف ہم شروع میں لکھ چکے ہیں کہ جب اخلاط مجسم بستہ صورت اختیار کرتے ہیں تو مفرد اعضاء بنتے ہیں چوں کہ اخلاط چار ہیں اس لئے مفرد اعضاء بھی چار ہیں۔

مثلاً : ہڈیاں ، عضلات ، غدد ، اعصاب

مفرد اعضاء سے مراد



ایسے اعضاء جن کی بناوٹ ایک ہی مادہ اور ایک ہی جوہر یا ایک ہی نسیج یا خلیہ ٹشو سے ہو۔ مثلاً دل دماغ جگر اور ہڈیاں مفرد اعضاء ہیں چونکہ یہ اعضاء ایک ہی قسم کے خلیات CELLS سے بنتے ہیں۔ پس اس لئے انہیں مفرد اعضاء کہتے ہیں۔

مرکب اعضاء سے مراد

ایسے اعضاء جن کی بناوٹ میں مختلف قسم کے ٹشوز، خلیات، انسجہ یا مادے شامل ہوں مثلاً معدہ، اعضاء، وریدیں اور شریانیں وغیرہ۔

انسجہ، خلیہ یا ٹشو میں فرق

یہ ایک ہی مادے کے مختلف نام ہیں جب اخلاط مجسم صورت اختیار کرتے ہیں تو وہ پہلے سیل انسجہ، ٹشوز یا خلیہ میں تبدیل ہوتے ہیں۔ ہر خلیہ یا انسجہ اور خلیہ حیوانی ذرہ کے طبی نام ہیں اور ٹشوز ایلوپیتھی نام ہے ورنہ مادہ کے لحاظ سے ایک ہی ہیں۔

انسجہ، ٹشوز یا مفرد اعضاء کی اقسام

جسم انسان میں چار قسم کے ٹشوز یا خلیات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً

اعصابی خلیات (NERVOUS TISSUES) غدی خلیات (GLAND TISSUES) عضلاتی خلیات (MUSCULAR TISSUES)

الحاقی خلیات ۔ ان میں سے تین فعلی خلیات ہیں مثلاً اعصابی، غدی اور عضلاتی ۔ اور ان خلیات سے فعلی مفرد اعضاء بنتے ہیں جو بالترتیب اعصاب و دماغ ۔ جگر و غدد اور عضلات و قلب ہیں۔

الحاقی خلیات جسم انسان کے لئے بنیادی خلیات ہیں جن سے بنیادی مفرد اعضاء ہڈیاں وکریاں وغیرہ بنتی ہیں۔ انہیں ساکن اعضاء بھی کہتے ہیں۔

ایک سوال الحاقی خلیات اور بنیادی مفرد اعضاء تو جسم انسان میں بنیاد کا کام دیتے ہیں۔ لیکن اعصابی غدی اور عضلاتی خلیات سے بننے والے فعلی مفرد اعضاء کون کون سے افعال انجام دیتے ہیں۔

جواب (۱) اعصابی خلیات یعنی اعصاب تو جسم میں تاروں کی شکل میں پھیلے ہوئے ہیں یہ احساسات کا کام سرانجام دیتے ہیں۔

(۲) عضلاتی خلیات جسم کی بھرتی کرتے ہیں جن میں گوشت پوست شامل ہیں۔ ہر قسم کی حرکات ان کے ذمہ ہیں اور حرارت پیدا کرتے ہیں۔

(۳) غدی خلیات جسم میں غذا کو تحلیل کر کے اعضاء جسم کے لئے غذا مہیا کرتے ہیں۔ حرارت عزیزی پیدا کر کے جسم میں جمع کرنا بھی ان کا کام ہے۔

قارئین پھر ذہن نشین کر لیں کہ جسم انسان کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔

(۱) احساس برائے معلومات۔ (۲) حرکات برائے حاصل و دفع۔

(۳) غذا برائے بدل ما یتحلل۔

(۱) جاننا چاہیے کہ احساس کرنا صرف دماغ کا کام ہے اس سے جسم کو اچھے برے کی تمیز ہوتی ہے یعنی اگر کوئی چیز نقصان دینے والی ہے تو اس کا پتہ لگ جانے کہ یہ نقصان دہ ہے اور اس سے بچا جائے اور اگر کوئی چیز مفید ہے تو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ اسے جسم کو حاصل کرنا ہے یہ صرف دماغ کا کام ہے

جو اپنے خدام اعصاب کے ذریعے معلومات حاصل کرتا ہے اس مقصد کے لئے قدرت نے بیرونی جلد کے ساتھ رکھے ہیں۔

۲: جو معلومات دماغ و اعصاب محسوس کرتے ہیں انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے ضروری تھا کہ حرکات کے لئے مفید چیزوں کو حاصل کیا جائے اور نقصان دہ اشیاء سے دور رہا جائے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے عضو کو مقرر کر دیا جو ازل سے ابد تک حرکت کرتا رہتا ہے اور اپنے ماتحت عضلات کو حرکت میں لا کر دماغ کی احساس کردہ تمام معلومات کو عملی جامہ پہناتا ہے اس مقصد کے لئے قدرت نے عضلات ہڈیوں کے اوپر رکھے ہیں تاکہ ہڈیوں کی مدد سے طاقت خرچ کر کے اعضاء کو ضرورت کے مطابق حرکت میں لا سکیں۔

۳: مندرجہ بالا اعضاء کو زندہ رکھنے کے لئے غذا و حرارت کی ضرورت تھی جو قدرت نے جگر کے ذمہ لگا دی تاکہ وہ ان کے لئے مناسب غذا تحلیل کر کے ان تک پہنچاتا رہے۔ اور خود بھی اپنی غذا حاصل کرتا رہے۔ اس مقصد کے لئے قدرت نے غدد اعصاب اور عضلات کے درمیان رکھے ہوئے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ بقائے انسانی کے لئے ان اعضاء کی کتنی ضرورت ہے اگر ان میں سے ایک ہی نہ ہو یا کام چھوڑ دے تو دوسرے اعضاء کی زندگی قائم نہیں رہ سکتی ان تینوں حیاتی مفرد اعضاء میں سے کسی ایک کے کام چھوڑ دینے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جسم انسان انہی مفرد اعضاء کے امتزاج سے بنا ہے۔

اخلاط سے مفرد اعضاء کی پیدائش

اخلاط سے پیدائش مفرد اعضاء اور ارواح

کی مختصر تفصیل تو اوپر درج کر دی ہے اب یہ حقیقت بھی ذہن نشین کر لیں کہ اگر

اخلاط کے کثیف حصہ سے مفرد اعضاء بنتے ہیں۔ تو اخلاط کے لطیف حصہ سے ارواح بنتی ہیں۔

چونکہ فعلی اخلاط تین ہیں لہذا ارواح بھی تین ہیں مثلاً بلغم کے کثیف حصہ سے اگر دماغ و اعصاب بنتے ہیں تو بلغم کے لطیف حصہ سے، روح نفسانی پیدا ہوتی ہے اس طرح اگر خلط سوداء سے قلب و عضلات بنتے ہیں تو اس کے لطیف حصہ سے روح حیوانی پیدا ہوتی ہے۔

بالکل اسی طرح خلط صفرا کے کثیف حصہ سے جگر و غدد بنتے ہیں تو اس کے لطیف حصہ سے روح طبعی بنتی ہے۔

ارواح محرک اعضاء ہیں

قارئین یہ حقیقت تو آپ بخوبی جانتے ہیں کہ پٹرول یا تیل سے چلنے والی ہر مشین اس وقت تک نہیں چل سکتی جب تک اس میں ڈالے ہوئے تیل کا گیس بننا شروع نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح پانی سے چلنے والے انجن بھی اس وقت نہیں چلتے جب تک پانی گیس یا بھاپ میں نہیں تبدیل ہوتا۔

اگر ہم پٹرول، تیل یا پانی کو اخلاط اور ان گیسز کو ارواح کا نام دے دیں تو اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ان انجنوں کے لئے اگر پٹرول تیل، پانی، اخلاط ہیں تو چونکہ ان کی گیسز (ارواح) سے انجن سٹارٹ ہو جاتے ہیں یعنی چلنے اور کام کرنے لگتے ہیں لہذا انہیں محرک انجن بھی کہا جا سکتا ہے۔

بالکل اسی طرح ہمارے جسم میں بھی تین مختلف انجن رکھے ہوئے ہیں ان کے ہم مزاج اخلاط بصورت پٹرول خون میں ہر وقت موجود اور گردش کرتے رہتے ہیں جن سے ہر وقت ارواح پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اور انہیں نہ صرف زندہ رکھتی ہیں بلکہ اپنی مقدار کے مطابق اپنے اپنے انجنوں (حیاتی اعضاء) کو تحریک دیتی ہیں۔

ایک نقطہ کی وضاحت

یہاں یہ وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ کسی بھی انجن میں جتنا پٹرول بھر لیں اور اس سے جتنی مرضی گیس بنا لیں۔ انجن اس وقت تک نہیں چل سکتا جب تک گیس دباؤ یا قوت میں تبدیل نہ ہو جائے کیوں کہ کسی ساکن چیز کو اس وقت تک حرکت یا تحریک یا فعل میں نہیں لایا جا سکتا جب تک اس پر کم و بیش دباؤ، قوت اور طاقت نہ لگائی جائے لہٰذا اب آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ اخلاط سے اگر ارواح بنتی ہیں تو یہی ارواح اعضاء (حیاتی اعضاء) میں پہنچ کر قوت میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اپنی تحریک میں لے آتی ہیں۔

قویٰ کی اقسام

چوں کہ ارواح تین اقسام کی ہیں لہٰذا قویٰ کی بھی تین ہی اقسام ہیں۔ مثلاً

(۱) روح نفسانی سے قوتِ نفسانی پیدا ہوتی ہے جو دماغ اور اعصاب کو تحریک میں لاتی ہے۔

(۲) روحِ حیوانی سے قوتِ حیوانی پیدا ہوتی ہے جو قلب و عضلات کو تحریک دیتی ہے۔

(۳) روح طبعی سے قوتِ طبعی پیدا ہوتی ہے جو جگر و غدد کو تحریک یا فعل میں لاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں کوئی چیز ایسی پیدا نہیں کی جو افعال و اثرات سے مبرا ہو بلکہ خالق مطلق نے ہر ایک کے ذمہ کوئی نہ کوئی کام لگا دیا ہے۔

اگر اس کائنات کو جہانِ اکبر کہیں تو انسانی جسم کو جہان اصغر کہہ سکتے ہیں کیوں کہ اس میں بھی جہان اکبر کی طرح ہر قسم کے افعال انجام پا رہے ہیں۔

مثلاً جہان اکبر میں اگر پانی رواں دواں ہیں تو ہمارے جسم میں بھی رطوبات

ہر وقت رواں ہیں۔

اسی طرح اگر جہان اکبر میں ہوا چلتی ہے آندھیاں آتی ہیں تو سارے جسم میں ہوا کا مکمل نظام کام کر رہا ہے۔

اب یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ سارے جسم میں رطوبات وبلغم کو پانی کی طرح رواں دواں رکھنا کن مفرد اعضاء کا کام ہے اور کون کونسے مفرد اعضاء ہوا اور گرمی کو کنٹرول کر رہے ہیں اسے ہم افعال اعضاء کے تحت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

افعال

تعریف افعال فعل کی جمع ہے فعل وہ نتیجہ ہے جو کسی مفرد عضو کی قوت سے سرزد ہوا ہو۔ مثلاً ہر قسم کے احساسات دماغ و اعصاب کی قوتوں کا نتیجہ ہیں اور ہر قسم کی حرکات قلب و عضلات کی قوتوں کے نتیجہ میں ہوتی ہیں بالکل اسی طرح ہر قسم کی غذا دوا اور شے کا ہضم ہونا جگر و غدد کی قوتوں کا نتیجہ ہے۔

اسے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ احساس کرنا دماغ و اعصاب کا، حرکات کرنا قلب و عضلات کا اور غذا کا ہضم اور تحلیل کرنا جگر و غدد کا فعل ہے۔

یادداشت یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ چونکہ ہمارا جسم اعصاب غدد اور عضلات سے بنا ہوا ہے۔ لہذا جب بھی انسانی جسم کے کسی بھی حصہ میں تکلیف ہو تو معالج کو چاہیے کہ وہ اس متاثرہ مقام کے اعصاب غدد اور عضلات کے افعال کا جائزہ لے کہ ان میں سے کونسا مفرد عضو تیز اور کونسا مفرد عضو سست یا کمزور ہے اس مقصد کے قانون مفرد اعضاء میں چند مخصوص اصطلاحات وضع کی گئی ہیں جن کے ذریعے جسم انسان کے اندرونی اور بیرونی اعضاء

اور خون کی مشینی اور کیمیائی افعال و حالتوں کا پتہ چلتا ہے جس سے معالج یقین اور اعتماد سے علاج تجویز کر سکتا ہے لہٰذا اب قانون مفرد اعضاء کو عملی صورت میں پیش کرنے کے لئے ان اصطلاحات کو پیش کرتا ہوں تاکہ قارئین قانون مفرد اعضاء کی حقیقت اہمیت، ضرورت اور فوائد سے پوری طرح مستفید ہو سکیں۔

مندرجہ بالا صفحات میں کیفیات سے لے کر مفرد اعضاء بننے تک اور مفرد اعضاء بننے کے بعد ان کے افعال تک مختصر تشریح کر چکا ہوں چونکہ مفرد اعضاء کے امتزاج سے یہ حضرت انسان بنا ہے اس لئے اس کی زندگی کو رواں دواں رکھنے اور اگر بیمار ہو جائے تو صحت کو واپس لوٹانے کے لئے اس کے مفرد اعضاء کے افعال کو سمجھنے اور اپنی مرضی سے کم و بیش کرنے کے طریقہ کار کو واضح کرتا ہوں

مفرد اعضاء کا طریقہ کار

قانون مفرد اعضاء کی سب سے بڑی تحقیق مفرد اعضاء کا طریقہ کار ہے جو فطری قوانین اور دوران خون کے مطابق ہے۔ مثلاً اگر دل کا فعل تیز ہو جائے تو جسم میں خشکی بڑھ جائے گی خشکی کم کرنے کے لئے حرارت کی ضرورت ہے جس سے خشک اشیاء بھی تحلیل اور جل جاتی ہیں۔ قدرتِ الٰہی نے ہمارے جسم میں دل کے فعل کو اعتدال پر لانے کے لئے جگر و غدد کو رکھ دیا ہے۔ لہٰذا جب بھی دل میں ضرورت سے زیادہ تیزی ہوتی ہے تو قانون مفرد اعضاء کی تحقیق کے مطابق جگر کے فعل کو تیز کر دیا جاتا ہے جس سے حرارت بڑھتے ہی خشکی تحلیل ہو جاتی ہے اور حرارت بڑھ جاتی ہے۔

جب جگر و غدد کا فعل تیز ہو جائے تو حرارت کی زیادتی سے تکلیف شروع ہو جاتی ہے حرارت کو کم کرنے کے لئے قدرت کا طریقہ کار پانی ہے، یعنی پانی سے حرارت بجھتی ہے مثلاً فضا میں جب حرارت انتہائی حد تک بڑھ جائے تو بارش سے کم ہو جاتی ہے۔ جگر و غدد کی حرارت کو اعتدال پر رکھنے کے لئے قدرت نے ہمارے

جسم میں دماغ و اعصاب کو رکھ دیا ہے جنہیں تیز کر کے جگر و غدد کی حرارت کو اعتدال پر لایا جا سکتا ہے۔

جب دماغ و اعصاب کا فعل تیز ہو جائے تو جسم میں بلغم و رطوبات کی کثرت تکلیف کا سبب بنتی ہے۔ رطوبات و بلغم کم کرنے کے لئے خشکی کی ضرورت ہے کیونکہ پانی ہمیشہ گیس (بھاپ) بن کر ہی کم ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے اس مقصد کے لئے قلب و عضلات جسم انسان میں ودیعت کئے ہیں۔ قانون مفرد اعضاء کی تحقیق کے مطابق جب دماغ و اعصاب کی تیزی سے رطوبات و بلغم کی کثرت ہو جاتی ہے تو دل و عضلات کو تیز کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح رطوبات و بلغم کم ہونے سے دماغ و اعصاب کا فعل اعتدال پر آ جاتا ہے۔

خون (BLOOD)

خون سرخ رنگ کا سیال ہے جس کا ذائقہ قدرے شور اور بو اس بدن کی بو سے مشابہ جس سے یہ خارج ہوتا ہے۔ خون پانی سے قدرے بھاری ہے اس کا وزن مخصوص ۱۰۶۰ ہے۔ جب کہ پانی کا وزن مخصوص ۱۰۰۰ ہے۔ جسم میں خون کی گرمی بحالت صحت ۹۸.۴ فارن ہیٹ ہوتی ہے۔ شریانی خون کا رنگ شوخ سرخ ہوتا ہے جب کہ وریدی خون کا رنگ سرخ سیاہی مائل ہوتا ہے جسم میں خون کی کل مقدار جسم کے وزن کا $\frac{1}{12}$ بارہواں حصہ ہوتی ہے۔

زندہ جسم انسان کے اندر خون سیال ہوتا ہے لیکن جسم سے باہر نکلنے پر پہلے گاڑھا سیال نظر آتا ہے۔ پھر فالودہ کی طرح جم جاتا ہے۔

خون کی ماہیت (ANALYSIS OF BLOOD)

خون دیکھنے میں سرخ سیال یکساں

معلوم ہوتا ہے لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو اس میں دو قسم کے اجزاء نظر آتے ہیں
(۱) خون کا پانی (PLASMA) (۲) خون کے دانے یا ذرات (BLOOD-
CELLS) خون کی ترکیب میں پانی۔ اجزاء جامدہ اور اجزاء ہوائیہ ہوتے ہیں۔

خون کے سرخ دانے (RED BLOOD CELLS)

خون کے سرخ دانے خون کے سفید دانوں سے پیدا ہوتے ہیں۔

خون کے سفید دانے (WHITE BLOOD CELLS)

خون کے سفید دانے غذائی اجزاء کیلوس کیموس سے پیدا ہوتے ہیں۔

خون کا پانی (PLASMA)

یہ خون کا قیمتی حصہ ہے اس کا رنگ ہلکا زردی مائل ذائقہ نمکین اور کھاری ہوتا ہے اس کا وزن مخصوص ۱.۰۲۶ ہوتا ہے۔
اس کی ترکیب میں تین پروٹین (PROTIEN) پائے جاتے ہیں۔
(۱) البیومن (ALBUMAN) (۲) گلوبیولن (GLUBEULAN)
(۳) فائبری نوجن (FIBRENOGAN) یہ آخری وہ فائبرن (FIBRIN) میں تبدیل ہو کر انجماد خون کا باعث بنتا ہے ان پروٹینز کے علاوہ مندرجہ ذیل نمکیات (SALTS) بھی خون میں پائے جاتے ہیں۔

سوڈیم کلورائیڈ (SODIUM CHLORIDE)
پوٹاشیم کلورائیڈ (POTASSIUM CHLORIDE)
سوڈیم فاسفیٹ (SODIUM PHOSPHATE)
سوڈیم کاربونیٹ (SODIUM CARBONATE)

کیلشیم فاسفیٹ (CALCIUM PHOSPHATE)
پوٹاشیم فاسفیٹ (POTASSIUM PHOSPHATE)
میگنیشیم فاسفیٹ (MAGINESSIUM PHOSPHATE)

خون طب اسلامی اور قانون مفرد اعضاء کی نظر میں

طب اسلامی اور قانون مفرد اعضاء کی تحقیق کے مطابق خون صرف غذا سے بنتا ہے جس میں تمام اخلاط موجود ہوتے ہیں یعنی خون تمام اخلاط کا مجموعہ ہے چونکہ خون میں تمام مفرد اعضاء کی غذا موجود ہوتی ہے لہذا اللہ تعالےٰ نے جسم کے ذرے ذرے تک غذا پہنچانے کے لئے دل کی وساطت سے ہر وقت خون کا دوران جاری رکھا ہوا ہے۔

خون کے فوائد

دوران خون سمجھنے سے پہلے خون کے فوائد سمجھ لیں تاکہ اس کی اہمیت و ضرورت کا صحیح اندازہ ہو جائے۔

نمبر۱: خون کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ تمام اعضائے بدن کو غذا اور روح پہنچاتا ہے۔

نمبر۲: تمام اعضائے جسم خون ہی سے زندہ ہیں کیونکہ اس سے ہی وہ تمام ضروری مواد حاصل کرتے ہیں۔

نمبر۳: خون ہی روح کا حامل ہے اور وہ اس کو تمام اعضائے بدن تک پہنچاتا ہے کیونکہ اس کے بغیر بدن کا کوئی حصہ اپنا فعل جاری نہیں رکھ سکتا

نمبر۴: خون بدن کے ہر حصے سے فضلات کو ان اعضاء تک پہنچاتا ہے جو انہیں خارج کرتے ہیں مثلاً بخارات کو پھیپھڑوں تک پہنچاتا ہے

جو راہِ تنفس خارج ہو جاتے ہیں۔ اجزاء بول کو گردوں تک پہنچاتا ہے۔ جو براہِ پیشاب خارج ہو جاتے ہیں وغیرہ۔

ث : خون بدن کے ہر حصّے کو گرم اور تر رکھتا ہے۔

ج : خون پر زندگی کا دارومدار ہے اگر جسم کے کسی حصّہ میں دوران خون مسدود ہو جائے تو وہ حصّہ مر جاتا ہے اس مقام کا گوشت گل سڑ جاتا ہے اگر تمام جسم میں دوران خون رک جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔

اثرات خون

جیسا کہ پہلے بتا چکا ہوں کہ خون سودا، صفرا، بلغم وغیرہ اخلاط کا مرکب ہے لیکن تمام اخلاط خون میں یکساں نہیں بلکہ کوئی خلط سب سے زیادہ دوسری اس سے کم اور تیسری دوسری سے بھی کم ہوتی ہے۔

خون میں جو خلط زیادہ ہوتی ہے وہ اسی خلط کے مزاج والے مفرد عضو کی طرف زیادہ جاتا ہے جس سے اس خلط والا مفرد عضو فعل میں تیز ہو جاتا ہے۔

خون میں جو خلط بڑھی ہوئی خلط سے کم ہوتی ہے خون اسی نسبت سے ایسے مفرد اعضاء میں کم جاتا ہے لہذا وہ پہلے سے ذرا کم زور ہو جاتے ہیں۔ خون میں جو خلط سب سے کم ہوتی ہے اس خلط کے مزاج والے مفرد اعضاء میں خون بھی بہت کم جاتا ہے جس سے وہ نہایت سست اور کمزور ناتواں ہو جاتے ہیں۔

یادداشت

اثرات خون کی جو تفصیل اوپر والے پیرا میں درج کی ہے اُسے محترم استاد صاحب ملتانی نے یوں بیان کیا ہے۔

جہاں خون جا رہا ہے وہاں تحریک ہے

جہاں سے خون جا رہا ہے وہاں تحلیل ہے۔

اور جہاں سے خون جا چکا ہے وہاں تسکین ہے۔

فعل بمعنی تحریک

کسی مفرد عضو کا اپنی ذمہ داریاں شروع کرنے کا نام اگر فعل ہے تو قانون مفرد اعضاء میں اسے لفظ تحریک سے واضح کیا گیا ہے۔

غیر طبعی افعال

چونکہ حیاتی اعضاء ہی فعلی اعضاء ہیں۔ لہٰذا حیاتی اعضاء کے غیر طبعی افعال تین ہیں۔

ملہ : ان میں سے کسی عضو میں تیزی آ جائے جو اس میں خون کی زیادتی سے پیدا ہوگی اسے ہم تحریک کہتے ہیں۔

ملہ ۲ : ان میں سے کسی عضو میں ضعف پیدا ہو جائے جو خون کے کم ہونے سے پیدا ہوگا۔ اسے ہم تحلیل کہتے ہیں۔

ملہ ۳ : ان میں سے کسی عضو میں خون کی انتہائی کمی واقع ہو جائے تو وہ عضو انتہائی سست ہو جائے گا۔ اسے ہم تسکین کہتے ہیں۔

یادداشت

یاد رکھیں چوتھا کوئی غیر طبعی فعل نہیں ہے۔

مفرد اعضاء کے غیر طبعی افعال سے اخلاط میں کمی بیشی

جب کسی ٹشو (نسیج) کے فعل کو تیز کر دیا جائے تو جسم میں وہی خلط بڑھ جاتی ہے جو اس مفرد اعضاء کے مزاج کی حامل ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر ہم جسم میں کسی خلط کو بڑھا دیں تو اسی نسیج (ٹشو) کے فعل میں تیزی آ جاتی ہے۔ گویا اخلاط اور انسجہ بالکل لازم ملزوم ہیں اور ان کے افعال خود کار ہیں مثلاً اگر جگر کے فعل کو تیز کر دیا جائے تو جسم میں صفرا کی پیدائش بڑھ جاتی ہے اور اگر جسم میں صفرا بڑھنے کی کوشش کی جائے تو جگر کے فعل میں تیزی آ جاتی ہے۔

اس حقیقت کا مقصد یہ ہوا کہ جو اغذیہ ادویہ جسم میں صفرا پیدا کرتی ہیں۔ وہی اشیاء جگر کے فعل کو تیز کرتی ہیں۔ بالکل اسی طرح دماغ کے فعل میں تیزی بلغم اور رطوبت سے پیدا ہوتی ہے اور بلغم و رطوبت کی زیادتی دماغ میں تیزی پیدا کر دیتی ہے۔

بالکل اسی طرح قلب و عضلات کی تیزی فعل سے خشکی اور سودا کی پیدائش بڑھ جاتی ہے اگر خشکی اور سودا کی زیادتی بڑھ جائے تو قلب و عضلات کا فعل تیز ہو جاتا ہے۔

دوران خون

خون دل (عضلاتی انسجہ) سے شریانوں کے ذریعہ جسم میں دھکیلا جاتا ہے پھر عروق شعریہ میں سے گزرتا ہوا وریدوں کے ذریعہ واپس قلب میں آتا ہے۔

قانون مفرد اعضا میں دوران خون

دوران خون دل (عضلاتی انسجہ) سے جسم میں دھکیلا جاتا ہے پھر شریانوں کی وساطت سے جگر (غدی انسجہ) سے گزرتا ہوا دماغ (اعصابی انسجہ) پر گرتا ہے۔ اور تمام جسم کی غذا بننے کے بعد پھر باقی رطوبات غدد جاذبہ کے ذریعہ جو طحال کے تحت کام کرتے ہیں جذب ہو کر پھر خون میں شامل ہو کر دل و عضلات کے فعل کو تیز کرتے ہیں۔

یا یوں سمجھ لیں کہ خون ایک خاص سمت کو جاتا اور ایک خاص سمت سے آتا ہے یعنی دل (عضلات) سے جگر (غدد) کی طرف پھر جگر (غدد) سے دماغ و اعصاب کی طرف آتا ہے۔ پھر دماغ و اعصاب سے دل و عضلات کی طرف چلا جاتا ہے۔

یادداشت

قانون مفرد اعضاء میں جو دوران خون دیا گیا ہے وہ عام دوران خون نہیں ہے۔ کیوں کہ عام دوران خون تو یہ ہے وہ دل سے شریانوں کے ذریعہ جسم کے بال بال میں پہنچ کر وریدوں کے ذریعہ قلب میں واپس آتا ہے اور اپنا دوران جاری رکھتا ہے۔ لیکن قانون مفرد اعضاء میں جو دوران خون

دیا گیا ہے اس کا مقصد کچھ اور ہے۔ مثلاً جب قانون مفرد اعضاء میں ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں مفرد عضو فعل میں تیز ہے یا اس میں تحریک ہے یا جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اس مفرد عضو میں خون جا رہا ہے وہاں تحریک ہے تو اس کا حقیقی مطلب یہ نہیں کہ خون ذاتی طور پر فلاں عضو میں ہی جا رہا ہے بلکہ اس سے مراد خون میں فلاں عضو کی غذا زیادہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا وہ خون سے وافر غذا لیکر پہلے سے تیز بلکہ بعض دفعہ ضرورت سے بھی تیز ہو جاتا ہے۔

اسی صورت کو ہم اضافی طور پہ کہہ دیتے ہیں کہ اب فلاں عضو میں تحریک ہے یا اس کی طرف دوران خون تیز ہے۔

ایک اہم نقطہ یاد رکھیں کہ خون صرف اور صرف شریانوں اور وریدوں میں دورہ کرتا ہے جس سے جسم کا بال بال اور ہر ذرہ اپنی اپنی غذا جذب کرتا ہے۔ یاد رکھیں خون، گوشت، غدد یا اعصاب میں چل نہیں سکتا۔ کیونکہ ان میں راستے یا نالیاں نہیں ہیں۔ اگر جلد کے قریب کوئی شریان یا ورید پھٹ جائے تو وہاں خونی دھبے پڑ جاتے ہیں۔

یادداشت ! یہاں یہ حقیقت بھی ذہن نشین کر لیں جب ہم یہ لیتے ہیں کہ اب عضلاتی تحریک ہے یا دوران خون دل کی طرف زیادہ ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اب صرف دل میں خون آ رہا ہے اور باقی اعضاء میں خون نہیں جا رہا بلکہ اس سے مراد خون میں قلب و عضلات کی غذا زیادہ ہو گئی ہے جس سے اس کی حرکات پہلے سے تیز ہو جاتی ہیں۔ ورنہ اگر دل میں خون زیادہ جمع ہو جائے تو یکدم موت واقع ہو جائے۔

یادداشت قانون مفرد اعضاء میں جو دوران خون دیا گیا ہے وہ مفرد اعضاء کے فطری افعال کے مطابق دیا گیا ہے۔

مثلاً اگر دل کا فعل تیز ہے تو قانون مفرد اعضاء اور فطری قانون کے مطابق دل کے فعل کو اعتدال پر لانے کے لیے جگر کے فعل کو تیز کرنا اور اگر جگر کا فعل ضرورت سے زیادہ تیز ہو جائے تو دماغ و اعصاب کا فعل تیز کرنا پڑتا ہے اور دماغ کے فعل کو اعتدال پر لانے کے لئے قلب و عضلات کے فعل کو تیز کیا جاتا ہے اسی مفہوم کے تحت قانون مفرد اعضاء میں دوران خون دیا گیا ہے اور یہ اس لیے دیا گیا تاکہ مفرد اعضاء کے طریقہ کار میں گڑبڑ پیدا نہ ہو۔

یادداشت یاد رکھیں کہ دل، جگر اور دماغ خود بھی شریانوں اور وریدوں سے غذا حاصل کرتے ہیں۔ کیوں کہ ان کے اجسام میں بھی شریانیں اور وریدیں موجود ہیں۔

قانون مفرد اعضا کی عملی صورت

جیسا کہ شروع سے اب تک ظاہر ہے کہ مفرد اعضاء بننے تک اور مفرد اعضاء بننے کے بعد ان کے افعال تک تمام فطری توانین بیان کئے ہیں۔

اس لئے ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نے قانون مفرد اعضاء کی بنیاد فطری توانین پر رکھی ہے اور اسے تمام طریقہ ہائے علاج کو پرکھنے کے لئے ایک کسوٹی کو ان میں اصلاح و تجدید اور احیائے علم فن کے لئے بنیاد بنایا ہے۔

اگر کسی جدید علم فن یا مذہب نے کسی نئی چیز کو بیان کیا ہو تو پھر دیکھنا ضروری ہے کہ اس نے فطرت کے کس قانون پر روشنی ڈالی ہے اگر اس کے اپنے کسی قانون کی تطبیق ہو سکتی ہے تو اس کو تطبیق دے کر قبول کر لینا چاہیے۔

یاد رکھیں کسی علم فن کی تحقیق کو نہ جدید جان کر فطری توانین کے تحت بغیر پرکھے ٹھکرا دینا چاہیے نہ ہی اندھی تقلید میں اپنا لینا درست ہے۔ انہی اصولوں اور توانین پر ہم نے تمام طریقہ ہائے علاج جس میں فرنگی طب اور جدید سائنس بھی شامل ہے۔

کو پڑھا اور سمجھا ہے۔

آخر میں ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ سوائے طب اسلامی اور ایورویدک کے باقی تمام طبی علوم و فنون خاص طور پر فرنگی طب اور ماڈرن میڈیکل سائنس غلط ہیں۔ رہا موجودہ دور اور سائنسی تحقیقات کے مطابق ان کو ذہن نشین کرانا تو ہمارے اس نظریۂ مفرد اعضاء کی مدد سے بہت احسن طریق پر پرکھا اور سمجھا و ذہن نشین کرایا جا سکتا ہے۔

طب ایورویدک، فرنگی طب اور علاج بالمثل کوئی بھی ایسا مسئلہ اور اصول باقی نہیں رہ جاتا جس کی پوری تفصیل و تشریح بیان نہ کر دی ہو۔ بلکہ سائنس کی حقیقت کو بھی ذہن نشین کرا دیا گیا ہے۔

مرض کی حقیقت اور قانون مفرد اعضاء

تمام طریق ہائے علاج خصوصاً طب، ایورویدک اور فرنگی طب اس حقیقت پر متفق ہیں کہ مرض اس حالت کا نام ہے کہ جب کسی عضو یا مجاری کے فعل میں کمی بیشی اور ضعف پیدا ہو جائے اور جب ان میں سے کوئی صورت پیدا نہ ہو تمام اعضاء اپنا اپنا فعل صحیح طور پر انجام دے رہے ہوں تو اس حالت کا نام صحت ہے۔ ان کا باہم اختلاف صرف اسباب اور وجہ پیدائش مرض میں ہے۔ بہر حال صورت اور مرض میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے، ہر طریق علاج کی کتب میں اسی طرح درج ہے۔ مثلاً معدہ و امعاء اور سینہ و مثانہ کے امراض وغیرہ۔

مگر ہم نے اپنی تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ ان اعضاء کی خرابی سے امراض پیدا نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ اعضاء انسجہ سے مرکب ہیں اور انسجہ مفرد اعضاء ہیں۔ گویا مرض کی ابتدا انسجہ (ٹشوز) سے ہوتی ہے۔ جو مفرد اعضاء ہیں اور انہی سے جسم کے مرکب اعضاء بنتے ہیں۔ مثلاً معدہ و امعاء، سینہ و مثانہ وغیرہ

لہٰذا یاد رکھیں کہ سر سے لے کر پاؤں تک تمام اعضاء اعصاب و غدد و عضلات سے مرکب ہیں۔ مرض کی ابتدا ان میں سے کسی ایک میں ہوتی ہے یعنی ان میں سے کسی مفرد اعضاء کا فعل تیز ہوتا ہے۔

اور اس کا اثر کسی مرکب عضو اور باقی جسم میں ان کی علامات کے مطابق ہوتا ہے۔ قانون مفرد اعضاء کے طریقہ کار کے مطابق علاج کی بھی یہی صورت ہوتی ہے کہ مسکن و کمزور عضو کو معلوم کیا جائے جس کی سستی یا کمزوری سے جسم میں ضروری خلط کم ہو گئی ہو یا جس خلط کی کمی ہو اس کو پورا کر دیں اس سے وہ مفرد عضو خود بخود درست ہو جائے گا یہی حقیقی و سہل تشخیص اور یقینی و آسان علاج ہے اس سے نہ طب اسلامی والوید ک اختلاف کر سکتے ہیں۔ اور نہ ہی فرنگی طب اور ماڈرن میڈیکل سائنس انکار کر سکتی ہے۔ یہی ہماری تحقیق و تدقیق اور تجدید و احیائے فن ہے۔

یہی وہ تحقیق ہے کہ جس سے طب وایور وید ک کو پورے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ اور سائنس کے صحیح مسائل سے تطبیق دی جا سکتی ہے اور ہر طریق کی غلطیوں کو ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ ہم سے پہلے کسی نے اس حقیقت کو بیان نہیں کیا اب یہ صاحب علم اور اہل فن کا فرض کہ اس پر غور و فکر کریں اور خود بھی مستفید ہوں اور انسانیت کی خدمت بھی کریں۔

قانون مفرد اعضاء کو سمجھ لینے کے بعد تشریح ابدان اور منافع اعضاء کو سمجھنے میں بے حد آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں گویا سمندر کو ڈبیہ میں بند کر دیا ہے اسے کھول لینے کے بعد یہ علوم ایک نظر میں ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ پھر پھیلاتے جائیں اور سمجھتے جائیں یہاں تک ان کو پھیلا کر سمندر کر دیں۔ مگر وہ انسانی دسترس سے کسی صورت میں باہر نہیں جا سکے گا۔

جسم انسانی

جسم انسانی کی یہ تقسیم بالا اعضاء دوران خون کے مطابق کی ہے۔ جو تشخیص امراض میں نہایت مفید اور مؤثر ہے کیوں کہ جو نہی مریض اپنے جسم کے کسی حصہ پر تکلیف بیان کرتا ہے معالج کو فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ کونسے مفرد اعضاء ضرورت سے زیادہ تیز ہو گئے ہیں۔

یادداشت

یہاں یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ جب بھی مریض اپنے جسم کے کسی مقام پر تکلیف کا اظہار کرے تو اوّل ذہن میں یہ بات بٹھالیں یا اندازہ کریں کہ اسے فلاں مقام کی وجہ سے فلاں تحریک ہے۔ لیکن کلی حکم ابھی نہ لگائیں بلکہ مریض کی نبض اور قارورہ سے اس کی تصدیق کریں تاکہ تشخیص مکمل ہو سکے اور علاج ظنی نہ رہے بلکہ یقینی شفا حاصل ہو اگر خدانخواستہ مقام کے مطابق نبض اور قارورہ تصدیق نہ کریں تو نبض اور قارورہ کو مقدم سمجھ کر علاج تجویز کریں۔

سامنے دیئے ہوئے نقشہ میں تحریکات کے مقام اور حدود مقرر کر دیئے ہیں اور ان کے نمبر ایک دو تین چار پانچ چھ مقرر کر دیئے ہیں۔

قانون مفرد اعضاء کے فارماکوپیا کے نسخہ جات کے نمبر بھی ہم نے انہی تحریکات کے مطابق مقرر کر دیئے ہیں۔

مثلاً اعصابی عضلاتی مقام کا نمبر ۱ ہے۔ قانون مفرد اعضاء کے فارماکوپیا کے اعصابی عضلاتی نسخہ جات کا نمبر بھی ۱ ہی ہو گا۔ اور اگر اس کا پھیلاؤ کریں تو اعصابی عضلاتی محرکات، ملینات، مسہلات، مقویات، اکسیرات، تریاقات کحل اور قطور وغیرہ کے ساتھ صرف نمبر ۱ لکھنا پڑے گا۔

جیسے اعصابی عضلاتی مسہل لکھنے کی بجائے ۱ نمبر مسہل لکھیں گے۔ اسی طرح اکسیر نمبر ۱ کا مطلب بھی اعصابی عضلاتی اکسیر ہی ہو گا۔

یہی وجہ ہے کہ ہم مریضوں کی پرچی پر تحریک کے سامنے صرف نمبر لکھتے ہیں مثلاً ۳ نمبر تحریک سے مراد عضلاتی غدی ہوگا اس طرح نہ صرف ہمارا وقت بچتا ہے بلکہ ہمارا راز بھی محفوظ رہتا ہے۔

تحریکات بلحاظ اخلاط

تحریکات	اخلاط	تشریح
اعصابی غدی	خام بلغم	جب خون رطوبات کی صورت میں اعضا پر تشریح پاتا ہے تو تمام کا تمام جزو بدن نہیں ہو جاتا۔ بلکہ جو زکام کی صورت میں ہوتا ہے وہ وہاں بلغم کی صورت میں رکنا شروع ہو جاتا ہے۔
اعصابی عضلاتی	بلغم	اعصابی غدی صورت میں جب خام خون بلغم کی صورت میں کثرت سے رک جاتا ہے تو دماغ و اعصاب میں مشینی تحریک شروع ہو جاتی ہے جس سے خالص بلغم کی صورت میں تبدیل ہو کر خارج ہونا شروع ہو جاتا ہے۔
عضلاتی اعصابی	خام سودا	جب جسم میں بلغم کثرت سے جمع ہو جاتی ہے تو قدرت کے فطری اصول کے مطابق خشک ہو کر سودا میں تبدیل ہونا شروع ہو جاتی ہے لیکن اس میں رطوبات ہوتی ہیں۔
عضلاتی غدی	سودا	جب جسم میں رطوبات خشک ہو کر سودا میں تبدیل ہو جاتی ہیں تو خشکی کی زیادتی سے سردی کا اثر ختم ہو کر گرمی پیدا

		ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ جس سے سودا صفرا میں بدلنا شروع ہو جاتا ہے۔
غدی عضلاتی	خام صفرا	سودا میں گرمی کا اثر پیدا ہو کر صفرا میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ غدی عضلاتی صورت میں صفرا کی پیدائش زیادہ لیکن سوداوی کیفیت باقی ہوتی ہے۔
غدی اعصابی	خالص صفرا	جب غدی عضلاتی تحریک مکمل ہو جاتی ہے تو خالص صفرا کی تحریک شروع ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کی گرمی خشکی سے بچانے کے لئے قدرت اس میں تری پیدا کر دیتی ہے۔

اخلاط بلحاظ پیدائش و مقام اعضاء

اخلاط	اعضاء	تشریح
صفرا	جگر	صفرا کی پیدائش جگر کے ذمہ ہے۔ جگر و غدد صفرا کی پیدائش کے ساتھ ساتھ صفرا ہی سے اپنی غذا حاصل کرتے ہیں، فاضل صفرا پتہ و خون میں جمع ہوتا رہتا ہے۔
بلغم	دماغ	بلغم دماغ میں پیدا ہوتی۔ دماغ و اعصاب کی غذا بنتی ہے۔ یہی اس کا مقام ہے۔
سودا	دل	سودا قلب و عضلات میں پیدا ہوتا ہے۔ فاضل سودا خون میں بڑھتا ہے۔

خون	معدہ امعا	جس قسم کی غذا انسان کھاتا ہے۔ معدہ امعا میں اسی قسم کا خون بنتا ہے۔ جب خون مکمل ہو جاتا ہے۔ تو وہ شرائین میں چلتا ہے۔

یادداشت

خون صفرا، سودا بلغم کی طرح مفرد خلط نہیں ہے بلکہ یہ تو صفرا، سودا اور بلغم کا مرکب ہے یعنی اس میں تمام جسم کے ذرّے ذرّے کی غذا ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ خون شریانوں اور وریدوں کے ذریعہ جسم کے بال بال میں دورہ کرتا ہے۔ ہر جگہ و مقام کے مفرد اعضا اپنے اپنے مزاج کی غذا خون سے جذب کر کے بدل ما یتحلل حاصل کرتے رہتے ہیں۔

ایک اہم نقطہ کی وضاحت

اوپر کی تشریح میں اخلاط بلحاظ پیدائش اعضا میں لکھ آیا ہوں کہ دماغ بلغم پیدا کرتا ہے دل سودا پیدا کرتا ہے اور جگر صفرا بناتا ہے۔

قارئین یہ الفاظ افہام تفہیم کے لئے استعمال کئے گئے ہیں ورنہ نہ دماغ بلغم بناتا ہے نہ ہی دل سودا پیدا کرتا ہے اور نہ جگر صفرا پیدا کرتا ہے۔ ہماری سابقہ طب قدیم کی کتب میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ حیاتی مفرد اعضاء خون میں سے اپنے اپنے مزاج کی خلط جذب کرتے ہیں نہ پہلے سے پیدا کرتے ہیں کیوں کہ خون میں بلغم صفرا سودا تینوں اخلاط موجود ہوتی ہیں۔

جب کوئی انسان شوق سے یا بامر مجبوری اعصابی غذائیں کھاتا ہے تو خون میں بلغم و رطوبات زیادہ ہو جاتی ہیں۔ جس سے دماغ و اعصاب رطوبات و بلغم جذب و حاصل کر کے ضرورت سے زیادہ تیز ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص گرم خشک

یا صفراوی مزاج کی اغذیہ زیادہ کھاتا ہے تو اس کے خون میں صفرا زیادہ ہو جاتا ہے ایسے موقع پہ جگر و غدد صفرا زیادہ جذب و حاصل کر کے ضرورت سے بھی تیز ہو جاتے ہیں اور صفراوی تکالیف شروع ہو جاتی ہیں۔ ایسے موقع پہ کہا جاتا ہے کہ جگر صفرا زیادہ بناتا ہے یا دماغ بلغم زیادہ پیدا کرتا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان اعضاء مفردہ کو بلغم یا صفرا بنانے نہیں آتے بلکہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے خون سے جذب یا خارج کرنے آتے ہیں۔

اخلاط بلحاظ ذائقہ

خلط	مزہ	تشریح
بلغم	میٹھا	اگر کسی چیز میں شدت حرارت کم ہو کر برائے نام رہ جائے یا کسی چیز میں حرارت برائے نام ہو۔ تو اس کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح اگر بلغم میں صفرا یا حرارت قلیل مقدار میں شامل ہو تو اس کا ذائقہ میٹھا ہو جاتا ہے۔
	پھیکا	جن مرطوب چیزوں میں حرارت ختم ہو کر سردی بڑھ جائے تو ان کا ذائقہ پھیکا ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جب بلغم میں حرارت ختم ہو جائے تو اس کا ذائقہ پھیکا ہو جاتا ہے۔
سودا	ترش	اگر کسی چیز میں تری کا اثر ختم ہو کر خشکی بڑھ جائے تو اس کا ذائقہ ترش ہو جاتا ہے۔ سودا چونکہ بلغمی

	تلخ	رطوبات خشک ہو کر منقلب ہے اس لئے اس کا ذائقہ ترش ہے۔ جن خشک چیزوں میں سردی ختم ہو کر گرمی بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ ان کا ذائقہ تلخ ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح جب سودا میں سردی ختم ہو کر گرمی بڑھنی شروع ہو جاتی ہے تو اس کا ذائقہ بھی تلخ ہو جاتا ہے
صفرا	چرپرا	جن چیزوں میں خشکی کی نسبت حرارت زیادہ ہو جاتی ہے ان کا ذائقہ چرپرا (کالی مرچ جیسا) ہو جاتا ہے بالکل اسی طرح جب صفرا میں ابھی خشکی باقی ہوتی ہے تو اس کا ذائقہ چرپرا ہوتا ہے۔
	نمکین	جن چیزوں میں خشکی ختم ہو کر تری پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے لیکن گرمی بہت ہوتی ہے۔ ان کا ذائقہ نمکیں ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جب صفرا میں خشکی ختم ہو کر تری بڑھنا شروع ہوتی ہے تو اس کا ذائقہ بھی نمکین ہو جاتا ہے۔

اخلاط بلحاظ رنگ

اخلاط	رنگ	اخلاط	رنگ
بلغم	سفید	سودا	سیاہ
صفرا	زرد		

قارورہ بلحاظ پیدائش رکاوٹ اور اخراج

پیدائش	: پیشاب و قارورہ کی پیدائش عضلات کے تحت ہے یعنی عضلات پیشاب پیدا کرتے ہیں۔
رکاوٹ	: جگر و غدد پیشاب کو روکتے ہیں۔
اخراج	: اعصاب پیشاب خارج کرتے ہیں۔

یاد داشت

قارئین یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ رطوبات کا اخراج اعصاب کے تحت ہے لیکن خون کا اخراج عضلات کے تحت ہے۔ غدد ان دونوں کو روکتے ہیں۔ یا

تھوڑی تھوڑی مقدار میں خارج کرتے ہیں مثلاً اگر رطوبات غدد کے تحت خارج ہو تو تقطیر بول کی طرح تھوڑی تھوڑی تکلیف اور جلن کے ساتھ خارج ہوتی ہے اگر خون بھی خارج ہو تو عسر الطمث کی صورت میں تھوڑا تھوڑا تکلیف کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔ لہٰذا یاد رکھیں کہ رطوبات اعصابی تحریک سے بغیر تکلیف سے خارج ہوتی ہے۔ اس کے برعکس خون عضلاتی تحریک سے زیادہ مقدار میں بغیر تکلیف سے خارج ہوا کرتا ہے۔

براز و قارورہ بلحاظ تحریکات

رنگ براز و قارورہ	تحریک	تشریح
سفید قارورہ و براز	اعصابی عضلاتی بلغمی	سفید رنگ حرارت کی کمی اور بلغم

		کی زیادتی کی دلیل ہے اس سے بلغمی تکالیف مثلاً زکام، کچی بلغم، کھانسی درد سر، چکر، ضعف جگر، سیلان الرحم، جریان منی، دست، قے کا اظہار ہوتا ہے۔ اس وقت اعصابی تحریک ہوتی ہے۔
زرد قارورہ و براز	غدی اعصابی صفراوی	قارورے میں زرد رنگ کی زیادتی صفرا و حرارت کی زیادتی کی دلیل ہے جوں جوں گرمی بڑھتی جائے گی۔ ریاح کم ہوتی جائے گی۔ اس سے جسم میں پیلا پن، سوزش جگر، پیچش، نزلہ حار، گبھراہٹ، چکر قارورہ میں جلن وغیرہ کا اظہار ہوتا ہے
سیاہ قارورہ و براز	عضلاتی اعصابی سوداوی	جب خشک سرد اشیاء اغذیہ جن میں فولاد ہوتا ہے کھائی جاتی ہیں تو پاخانہ سیاہ آنا شروع ہو جاتا ہے۔ جسم میں سودا کی زیادتی، ریاح کی کثرت اور ریحی دردوں کی علامت ہے۔ نوٹ: اگر سرد اشیاء نہ کھائی جائیں اور پھر بھی پاخانہ سیاہ آئے تو عضلاتی غدی تحریک کی علامت ہے شدید بے خوابی، اختلاج قلب، جریان خون اور جلد موت واقع ہونے کی علامت ہے

یادداشت قارئین ذہن نشین کرلیں کہ عام طور پر اعصابی تحریک سے قارورہ اور براز اکثر سفید آیا کرتے ہیں ۔ لیکن بعض اور مخصوص حالتوں میں قارورہ اور براز غدی عضلاتی تحریک سے بھی سفید آیا کرتا ہے۔

مثلاً جب صفرا پتہ میں سدہ کی وجہ سے آنتڑیوں میں نہیں گرتا تو پاخانہ سفید آیا کرتا ہے حالانکہ اس وقت مریض کا رنگ زرد آنکھیں زرد (یرقان زدہ) اور قارورہ بالکل زرد ہوتا ہے۔ لہٰذا جب بھی کسی مریض کا براز سفید دیکھیں فوراً اعصابی تحریک کا حکم نہ لگاویں بلکہ اس کی تصدیق قارورہ سے بھی کریں۔ اگر قارورہ کا رنگ بھی سفید ہو تو اعصابی تحریک تشخیص کرلیں ورنہ اگر پاخانہ سفید اور پیشاب زرد ہو تو غدی عضلاتی تحریک کا حکم لگائیں۔

یادداشت بعض دفعہ مریض کا پیشاب بالکل سفید آتا ہے لیکن پاخانہ شدید زرد سرخی مائل تو ایسے موقع پر بھی غدی عضلاتی تحریک تصور کریں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ صفرا آنتڑیوں میں پتہ کے ذریعے زیادہ مقدار میں چلا جاتا ہے اور خون میں کم ہونے کی وجہ سے گردوں کے ذریعہ جذب و خارج نہیں ہوتا۔ جس سے پیشاب سفید آتا ہے۔

نوٹ اگر مریض شدید تکلیف میں ہو تو صرف قارورہ یا براز کے رنگ پر انحصار نہ کریں بلکہ دونوں کا رنگ دیکھ کر تشخیص مکمل کریں۔

براز کا اخراج بلحاظ تحریکات

براز کی حالتیں	تحریک	تشریح
اسہال دست	اعصابی تحریک	جب آنتوں کے اعصابی نظام میں تحریک یا تیزی پیدا ہو جائے تو پانی کی طرح رقیق اسہال (دست)

قبض	عضلاتی تحریک	آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جب معدہ اور آنتوں کے عضلاتی نظام میں تحریک یا تیزی پیدا ہو جائے تو سخت قبض ہو جاتی ہے۔ پاخانہ خشک ہوتا ہے۔
پیچش	غدی تحریک	جب آنتوں کے غدی نظام میں تحریک یا تیزی پیدا ہو جائے تو مروڑ و درد کیساتھ تھوڑا تھوڑا پاخانہ آؤں اور خون آمیز آنے لگتا ہے۔

نظام انہضام کی اقسام

جب غذا کھائی جاتی ہے تو اسے جسم میں جزو بدن بننے تک چار اقسام کے نظام ہضم کی قوتوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔

۱۔ ہضم معدی ۲۔ امعائی ہضم ۳۔ عروقی ہضم ۴۔ عضوی ہضم

۱۔ ان کی قوتیں بالترتیب قوت ماسکہ ۲۔ ہاضمہ ۳۔ جاذبہ ۴۔ دافعہ ہیں۔

نظام انہضام میں مفرد اعضاء کی عملی صورت

ہضم	مفرد اعضاء اور اس کی قوت	تشریح
ہضم معدی	عضلات	جب غذا کھائی جاتی ہے تو وہ منہ اور گلے کی رطوبات لیکر معدہ میں چلی جاتی ہے معدہ میں غذا عضلات کی حرکت سے حرکت دوری کرتی ہے۔

		اور آہستہ آہستہ پستی رہتی ہے آخر کار آش جو کی شکل اختیار کر لیتی ہے یہ بھی یاد رکھیں کھائی ہوئی غذا اس وقت تک آگے نہیں جاتی جب تک عضلات کی قوت ماسکہ اسے چھوڑ نہ دے معدہ امعاء سے جو غذا کا کثیف حصہ خارج ہوتا ہے وہ فضلہ یا براز کہلاتا ہے۔
ہضم کبدی	غدد	معدہ میں جو غذا آش جو کی شکل میں آنتوں میں آتی ہے اس میں سے خلاصہ غذا عروق ماساریقہ کے ذریعہ جذب ہو کر جگر و غدد میں جاتا ہے۔ جہاں جگر کی حرارت سے مزید تحلیل ہوتا ہے اس کا لطیف حصہ خون میں چلا جاتا ہے اور کثیف حصہ براہ گردہ پیشاب کی صورت میں خارج ہوتا ہے اسے عرف عام میں کبدی فضلہ بھی کہتے ہیں۔
ہضم عروقی	اعصاب	خلاصہ غذا جب خون میں شامل ہوتا ہے تو وہ دل کے ذریعہ عروق میں چلا جاتا ہے جن کے آخری سرے بال سے باریک ہوتے ہیں جب ان میں خون پہنچتا ہے تو اعصاب کی قوت سے اس کے پھر دو حصے ہو جاتے ہیں خون کا لطیف حصہ مفرد اعضاء میں تبدیل ہونے کیلئے اعضاء پر ترشح ہو جاتا ہے اور اس کا کثیف حصہ براہ مسامات پسینہ کی صورت میں خارج ہو جاتا ہے

ہضم عضوی	روح طبعی	جب خون کا لطیف حصہ اعضاء پر ترشح پاجاتا ہے تو اس میں سے مفرد اعضاء کی روحانی قوت جاذبہ اپنے اپنے مزاج کے مادہ کو جذب کرکے اپنی اپنی مثل بنالیتے ہیں۔ باقی کثیف حصہ منی کی صورت میں اوعیہ منی میں جمع ہوتا رہتاہے جو بوقت ضرورت اخراج پاتا ہے۔

یادداشت

جیسا کہ اوپر بتا چکا ہوں کہ غذا کو جزو بدن بننے تک چار اقسام کے ہضم سے گزرنا پڑتا ہے۔ جب ہضم میں خرابی ہوتی ہے جسم میں اسی قسم امراض و علامات پیدا ہوتی ہیں۔

مثلاً جب معدہ امعاء کے ہضم میں خرابی ہوتی ہے تو امراض غذائیہ پیدا ہو جاتی ہیں جب ہضم کبدی میں خرابی ہوتی ہے تو امراض بولیہ پیدا ہو جاتے ہیں بالکل اسی طرح جب ہضم عروقی میں خرابی ہوتی ہے تو امراض دمویہ یا امراض خرابی خون پیدا ہوا کرتی ہیں وغیرہ۔

بناوٹ جسم انسان

چونکہ انسان جسم روح اور نفس سے مرکب ہے اس لیئے ہر طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کی ماہیت افعال و اثرات اور تعلق سے واقف ہو اس لئے پہلے جسم کی بناوٹ کو سمجھیں جو چار قسم کے ٹشوز سے مرکب ہے۔

قارئین ذہن نشین کرلیں

کہ جسم انسان کی بناوٹ یا بنیاد جس مادے پر قائم ہے اس کو انسجہ یا ٹشوز کہتے ہیں۔ ہر ٹشو زندہ حیوانی ذرات کا مجموعہ ہے جن کو سیلز کہتے ہیں اس کی شکل کیسے سے ملتی جلتی ہے پھر یہ ذرات باہم مل کر بافت یا اعضاء کی ساخت بناتے ہیں یہی بافتیں بڑھ کر اعضاء بناتی ہیں۔

ایلوپیتھی میں ٹشوز بلحاظ تحریکات

ٹشوز	بافت اور تحریک	تشریح
نروز ٹشوز	اعصابی بافت اعصابی تحریک	ان سے اعصاب اور ان کا مرکز دماغ بنتا ہے ان کی غذا خون کی رطوبات اور بلغم سے ہوتی ہے جب ان میں تحریک شدت اختیار کر لیتی ہے تو جسم کے اندر بلغم اور رطوبت کی پیدائش بڑھ جاتی ہے۔
مسکولر ٹشوز	عضلاتی بافت عضلاتی تحریک	اس سے تمام جسم کے عضلات قلب بنتے ہیں۔ ان کی غذا خون کے سرخ ذرات ہیں۔ جب ان میں تحریک پیدا ہو جائے تو جسم میں سرخی کے ساتھ ریاح کی زیادتی ہو جائے گی۔
ایپتھل ٹشوز	غدی بافت غدی تحریک	اس سے تمام جسم کی غشائے مخاطی اور غدد تیار ہوتے ہیں۔ جن کا مرکز جگر ہے ان کی غذا صفرا اور حرارت ہے۔ جب ان میں تحریک پیدا ہو جائے تو جسم میں صفرا کی پیدائش بڑھ جاتی ہے۔
کونیکٹو ٹشوز	الحاقی بافت	اس سے تمام جسم کی ہڈیاں، رباط اور تار بنتے ہیں۔ تمام جسم میں بھرتی کا کام دیتے ہیں۔ گویا ایک قسم کا ایسا مادہ ہے جو بنیاد کا کام دیتا ہے۔

مفرد اعضاء کا باہمی تعلق

تحریک، تسکین، تحلیل، کی حقیقت ماہیت اور ضرورت سمجھنے کے ساتھ ساتھ مفرد اعضاء کا باہمی تعلق بھی سمجھنا ضروری ہے کیوں کہ حیاتی مفرد اعضاء کا ایک دوسرے سے تعلق بھی ہے جو لازم ملزوم کی حیثیت رکھتا ہے اس تعلق سے تحریکات ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ مثلاً جب غدد میں تحریک ہوتی ہے تو اس امر کو ضرور جاننا پڑے گا کہ اس تحریک کا تعلق عضلات کے ساتھ ہے یا اعصاب کے ساتھ۔

کیوں کہ اس تحریک کا تعلق کسی نہ کسی دوسرے عضو کے ساتھ ہونا ضروری ہے کیوں کہ مزاج بھی کوئی کیفیت اکیلی نہیں ہوتی، جیسے گرمی، سردی، تری، خشکی تنہا نہیں پائی جائیں گی۔ وہ ہمیشہ گرمی تری یا گرمی خشکی ہوگی اسی طرح تری سردی یا خشکی سردی ہوگی۔ یہی صورت اعضاء میں بھی قائم ہے۔ یعنی غدی عضلاتی (گرم خشک) یا غدی اعصابی (گرم تر) وغیرہ وغیرہ۔

البتہ یہاں اس امر کو ذہن نشین کر لیں کہ اول تحریک عضوی (مشینی) ہوگی اور دوسری تحریک کیمیاوی (خلطی) طور پر ہوگی۔

جب کسی مفرد عضو میں تحریک ہوگی تو اس کا تعلق جب دوسرے مفرد عضو سے ہوگا اس کی کیمیائی صورت خون میں ہوگی۔ مثلاً غدی عضلاتی تحریک ہے تو مشینی طور پر غدد میں تحریک ہوگی اور خون میں گرمی خشکی پائی جائے گی۔

اس کے برعکس جب غدی اعصابی تحریک ہوگی تو مشینی طور پہ غدد میں تحریک ہوگی اور کیمیائی طور پر خون میں تری بڑھ رہی ہوگی۔

مفرد اعضاء کے تعلق کی چھ صورتیں

فعلی مفرد اعضاء صرف تین ہیں۔ لیکن اگر ان کا آپس میں تعلق ظاہر کیا جائے تو کل چھ صورتیں بن جاتی ہیں۔

۱: اعصابی غدی ۔ ۲: اعصابی عضلاتی ۔ ۳: عضلاتی اعصابی

۴: عضلاتی غدی ۔ ۵: غدی عضلاتی ۔ ۶: غدی اعصابی

یاد رکھیں کہ جو لفظ اول ہو گا وہ عضو کی تحریک ہے اور جو لفظ بعد میں ہو گا وہ کیمیاوی تحریک کہلاتا ہے اس لئے ہر عضو کی تحریک کے بعد اس سے جو کیمیاوی اثرات پیدا ہوں۔ انہی کو بڑھانا چاہیے بس اسی میں شفا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہومیو پیتھی میں بھی (ری ایکشن) کی علامات کو بڑھایا جاتا ہے اس مقصد کے لئے قلیل بلکہ اقل مقدار میں بھی دوا نہ صرف مفید ہو جاتی ہے۔ بلکہ اکسیر تریاق کا کام دیتی ہے۔

اسے دوبارہ یوں بھی سمجھ لیں کہ اصل تحریکیں صرف تین ہی ہیں، جنہیں مشینی تحریکیں کہا جاتا ہے۔ مثلاً اعصابی عضلاتی اعصاب و دماغ کی مشینی تحریک ہے۔ عضلاتی غدی قلب و عضلات کی مشینی تحریک ہے اور غدی اعصابی جگر و غدد کی مشینی تحریک ہے۔

ان میں پہلا لفظ مشینی ہے اور دوسرا لفظ کیمیاوی۔ جب مشینی تحریک ہوتی ہے تو جسم میں شدید تکلیف ہو رہی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ موت بھی واقع ہو جاتی ہے، لہذا مشینی تحریک کو فوراً روکنے کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی کیمیائی تحریک کو بڑھانے سے فوراً کم ہو جائے گی اور آہستہ آہستہ تحلیل ہو کر رک جائے گی اور مریض کو آرام آجائے گا

مثلاً اعصاب و دماغ کی مشینی تحریک اعصابی عضلاتی زوروں پر ہے اس کی کیمیائی تحریک عضلاتی واعصابی خون میں بڑھنا چاہتی ہے لیکن کمزوری کی وجہ سے نہیں بڑھ رہی۔ ہم فوراً عضلاتی اعصابی غذا دوا دے کر اسے بڑھائیں گے۔ جوں جوں عضلاتی اعصابی

تحریک خون میں بڑھے گی۔ ویسے ہی قلب و عضلات تیز ہونا شروع ہوں گے دوسری طرف اعصابی تحریک میں تحلیل و ضعف شروع ہو جائے گا۔ اور جان بلب مریض تکلیف سے محفوظ ہو جائے گا۔

یاد داشت یہاں اس نقطہ کو ذہن نشین کر لیں کہ بعض اوقات کسی عضو کی کیمیاوی تحریک ہی مسلسل چلتی رہتی ہے اور اس عضو کی خلط خون میں بڑھ کر تکلیف کا سبب بن جاتی ہے۔ مثلاً عضلاتی اعصابی تحریک جو قلب و عضلات کی کیمیائی تحریک ہے قائم ہو جاتی ہے۔ خلط سودا خون میں بڑھ کر اسے گاڑھا (غلیظ) کر دیتا ہے۔ جس سے خارشں، چنبل اور ریگی دردیں ہونے لگتی ہیں۔ اگر شدت اختیار کر جائے تو ٹی بی اور کینسر تک نوبت آ جاتی ہے۔ یہاں تحریک تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اسے اور بڑھانے اور مکمل کرنے کی ضرورت ہے۔ یعنی عضلات کی مشینی تحریک عضلاتی غدی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ جونہی عضلاتی غدی تحریک شروع ہو گی فاضل سودا خون سے خارج ہو کر صحت بحال ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر عضلاتی غدی تحریک تکلیف کا سبب بن جائے تو چونکہ عضلاتی غدی مشینی تحریک ہے اس کی کیمیائی تحریک غدی عضلاتی خون میں بڑھنا چاہتی ہے۔ لیکن کمزوری کی وجہ سے بڑھ نہیں سکتی۔

ہم مریض کو غدی عضلاتی غذا دوا کھلانا شروع کریں جس سے جگر کی کیمیائی تحریک خون میں بڑھنا شروع ہو گی جس سے خون میں صفرا بڑھنا شروع ہو جائے گا۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ عضلاتی تحریک میں تحلیل اور ضعف پیدا ہونا شروع ہو گا جس سے مریض تندرستی محسوس کرے گا۔

یاد رکھیں اگر جگر کی یہی تحریک غدی عضلاتی کچھ عرصہ قائم رہے تو صفرا کو خون میں بڑھا کر تکلیف کا سبب بن جاتی ہے۔

چونکہ یہ جگر کی کیمیائی تحریک ہے لہٰذا اسے بدلنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اسے بڑھا کر شینی طور پر تیز کرنے کی ضرورت ہے جو غدی اعصابی غذا دوا دلانے سے ہوگی جونہی غدی عضلاتی سے غدی اعصابی تحریک بنے گی فوراً فاضل صفراخون سے خارج ہو کر یرقان یکسر رفع ہو جائے گا۔ اگر صفرا کے اجتماع کی وجہ سے اماس وتہیج اور سوجن ہو چکی ہوگی تو وہ بھی ختم ہو جائے گی۔

ظاہری تقسیم جسم انسانی بہ نظریہ مفرد اعضاء

استاد صابر ملتانی اپنی شہرۂ آفاق کتاب تحقیقات علاج بالغذا میں قانون مفرد اعضاء کے تحت جسم انسانی کی ظاہری تقسیم کے متعلق فرماتے ہیں۔

یہ جسم انسان کو ہم نے اعضائے رئیسہ یا دوسرے الفاظ میں انسجہ (ٹشوز) میں تقسیم کر دیا ہے جن کے مرکز یہی اعضائے رئیسہ دل، دماغ، جگر ہیں۔

یہ انسجہ تمام جسم میں اس طرح پھیلے ہوئے ہیں کہ جسم کا کوئی مقام ایسا نہیں ہے کہ جہاں پر صرف ایک یا دو اقسام کے انسجہ ہوں یا ان کا آپس میں تعلق نہ ہو۔ اس لئے امراض کی صورت میں تینوں اقسام کے حیاتی انسجہ متاثر ہوتے ہیں۔ البتہ ان کی صورتیں جدا جدا ہوتی ہیں۔

جیسا کہ بار بار لکھا جا چکا ہے کہ ہر عضو کی زیادہ سے زیادہ تین غیر طبعی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ تحریک، تسکین، تحلیل۔

جب کسی مفرد عضو میں ایک حالت پائی جاتی ہے تو باقی دو حالتیں دوسرے اعضاء مفردہ انسجہ، ٹشوز میں پائی جاتی ہیں۔ ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ دوران خون کی گردش ہی قدرت نے فطری طور پر ایسی بنائی ہے اگر معالج دوران خون کی گردش کو پورے طور پر ذہن نشین کرلے تو امراض کی ماہیت کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

دوران خون کے متعلق پچھلے صفحات میں تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

وجہ تقسیم جسم انسانی

ہم نے زیادہ سہولت اور آسانی کے لئے جسم انسان کو چھ حصوں میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ مریض اپنے جسم جیسے پر ہاتھ رکھ معالج فوراً متعلقہ مفرد اعضاء کی خرابیوں کو جان جائے اور اپنا علاج یقین کے ساتھ کرے تاکہ قدرت کی قوتوں کے تحت فطری طور پر شرطیہ آرام آجائے۔

یاد رکھیں اللہ تعالیٰ کی فطرت نہیں بدلتی، انسان کا فرض ہے کہ وہ فطرت اللہ کا صحیح علم رکھے تاکہ نتیجہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نکلے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فطری اصول کے مطابق علاج کا نام شرطیہ علاج ہے۔

قرآن حکیم نے کئی بار تاکید کی ہے۔

یہ لن تجد لسنت اللہ تبدیلا ۔ اللہ تعالیٰ کے نظام فطرت میں ہرگز ہرگز تبدیلی نہیں آتی۔ جیسے آگ اپنی فطرت (حرارت) سے جدا نہیں اور پانی اپنی برودت سے الگ نہیں۔

جاننا چاہیے کہ ہم نے انسان کو سر سے لیکر پاؤں تک دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور پھر ہر حصے کو تین تین مقاموں میں تقسیم کر دیا ہے اس طرح کل چھ مقام بن جاتے ہیں۔

ان میں سے جس مقام پر کوئی تکلیف ہوگی اور ایک ہی قسم کے مفرد اعضاء (انسجہ ٹشوز) کے تحت ہوگی اور ان کا علاج بھی ایک ہی قسم کی مشینی اور کیمیاوی تبدیلی سے کیا جا سکتا ہے۔ یہ فطرت کا ایک عظیم راز ہے۔

جسم انسان کے دو حصوں کی تقسیم اس طرح کی گئی ہے کہ سر کے درمیان میں جہاں پر مانگ نکلتی ہے وہاں سے سیدھی فرضی لکیر لے کر بالکل ناک کے اوپر سے سیدھی منہ ٹھوڑی اور سینہ و پیٹ سے گزرتی ہوئی مقعد کی لکیر تک پہنچ جاتی ہے۔

اسی طرح پشت کی طرف سے ریڑھ کی ہڈی پر سے گزرتی ہوئی پسلی بکر سے مِل جاتی ہے۔ اس طرح انسان کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔

جسم انسان کی بناوٹ منشائے الٰہی

یہ تقسیم اس لئے کی گئی ہے کہ سالہا سال کے تجربات نے بتایا ہے کہ قدرت نے جسم انسان کو اس طرح بنایا ہے کہ وہ بیک وقت تمام جسم کو کسی مرض سے نقصان پہنچنے سے روکتی ہے بلکہ کسی ایک حصہ جسم میں تحریک سے تکلیف ہو رہی ہوتی ہے کسی دوسرے حصے میں تقویت (ابتدائی تحلیل) اور کسی تیسرے حصے میں تسکین رطوبات اکٹھی کرکے آرام پہنچا رہی ہوتی ہے۔

اور یہ کوشش اس لئے جاری رہتی ہے کہ انسان کو تکلیف اور مرض سے اسی طاقت کے مطابق بچایا جائے اور یہ کوشش اس وقت تک جاری رہتی ہے جب تک کوئی جسم بالکل بے کار اور ناکارہ ہو کر دوسرے حصوں سے تعلق نہ توڑ لے اور موت واقع ہو جائے۔

مثلاً اگر جگر و غدد کے فعل میں تیزی اور تحریک ہو تو دوران خون جگر و غدد میں آکر دل و عضلات کی سوزش ورم و تحریک کو کم کرکے تقویت کا سبب بنے گا اور اعصاب و دماغ میں تسکین پیدا کرکے رطوبات روک کر خشکی اور تیزابیت کے اثرات سے محفوظ کر دے گا۔ تاکہ جسم جگر و غدد کی بے چینی سے محفوظ رہے اور قوتیں اس کا مقابلہ کر سکیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی انسان پر خاص ربوبیت و رحمت ہے۔

مرض کی ابتدا ہمیشہ ایک طرف ہوتی ہے

قارئین یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ جب بھی جسم انسان کے دائیں یا بائیں حصے میں کوئی تکلیف یا مرض ہو تو طبیعت مدبرہ بدن دوسرے حصے کو محفوظ رکھتی ہے اور یہ اوپر والے قانون یا مفرد اعضاء

کے تحت ہوتا ہے۔

مثلاً درد سر کبھی دائیں طرف ہوتا ہے کبھی بائیں طرف ہوتا ہے کبھی سر کی پچھلی طرف ہوتا ہے کبھی پھیل کر سارے سر میں ہوتا ہے۔

اسی طرح کبھی دائیں آنکھ میں کوئی تکلیف ہوتی ہے اور کبھی بائیں آنکھ میں پھر دونوں میں پھیل جاتی ہے لیکن کمی بیشی ضرور قائم رہتی ہے۔ اسی طرح ناک میں کبھی دائیں طرف مرض ہوتا ہے کبھی بائیں طرف ظاہر ہوتا ہے اور بہت کم دونوں ایک سی حالت ہوتی ہے۔

یہی صورت کانوں، دانتوں اور منہ کے باقی حصوں کی ہوتی ہے اسی صورت کو اگر پھیلاتے جائیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ گردن کے دونوں طرف، دونوں شانوں، دونوں بازوؤں، سینہ اور معدہ اور امعاء کے ساتھ ساتھ جگر و طحال اور دونوں گردے، یہاں تک کہ مثانہ و خصیے اور دونوں ٹانگیں اپنی اپنی تکالیف میں جدا جدا صورتیں رکھتی ہیں۔

یہ تقریباً ناممکن ہے کہ دونوں طرف بیک وقت تکلیف شروع ہو۔ البتہ رفتہ رفتہ دوسری طرف کے وہی مفرد اعضاء (انسجہ، ٹشوز) متاثر ہو کر کم و بیش اثر قبول کر لیتے ہیں۔

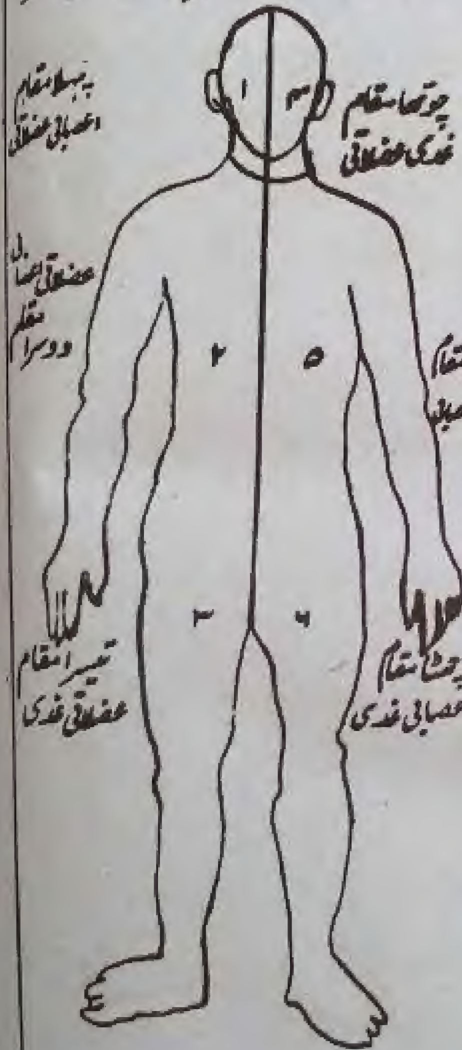
یہ وہ راز ہے جو اللہ تعالیٰ نے قانون مفرد اعضاء کے تحت دنیائے طب پر ظاہر کیا ہے اس سے قبل دنیائے طب میں کسی کو علم نہیں تھا۔ فرنگی طب اور ماڈرن میڈیکل سائنس اس علم سے بالکل خالی ہے۔

جسم انسانی کے حصوں کے نام اور ان کی تشریح

جسم انسان کے ان دونوں حصوں کو ہم نے تین تین مقامات میں اس طرح تقسیم کیا ہے۔

پہلا مقام

پہلے مقام کا نام اعصابی عضلاتی ہے۔ اس مقام میں سر کا دایاں حصہ دایاں کان دائیں آنکھ دائیں ناک دایاں چہرہ مع دائیں طرف کے دانت و مسوڑھے اور زبان ولب اور دائیں طرف کی گردن شامل ہے گویا سر کے دائیں طرف سے دائیں شانہ تک جس میں شانہ شریک نہیں ہے جب کبھی بھی ان مقامات پر کہیں تیزی ہو گی تو اعصابی عضلاتی تحریک ہو گی۔



دوسرا مقام

عضلاتی اعصابی ہے اس مقام میں دایاں شانہ، دایاں بازو، دایاں سینہ، دایاں پھیپھڑہ اور دایاں معدہ شریک ہے گویا دایاں شانہ سے لے کر جگر تک جس میں جگر شریک نہیں ہے جب کبھی ان میں سے کسی میں تیزی ہو گی تو عضلاتی اعصابی تحریک ہو گی۔

تیسرا مقام

عضلاتی غدی ہے اس مقام میں جگر، دائیں طرف کی آنتیں، دائیں طرف کا گردہ، مثانہ، خصیہ دائیں طرف کا مقعد اور دائیں ساری ٹانگ کو لے سے لے کر پاؤں کی انگلیوں تک شامل ہیں۔ گویا جگر سے لے کر دائیں ٹانگ پاؤں کی انگلیوں تک سب شامل ہیں۔

جب کبھی ان مقامات پر کسی میں تیزی ہو گی تو عضلاتی غدی تحریک ہو گی۔

چوتھا مقام غدی عضلاتی ہے اس میں سر کا بایاں نصف حصہ، بایاں کان، بائیں آنکھ، بائیں ناک، بایاں چہرہ، بائیں طرف دانت و مسوڑھے زبان اور گردن شامل ہیں، گویا بائیں جانب سر سے لیکر بائیں شانہ تک جس میں شانہ شریک نہیں ہے۔ جب کبھی ان مقامات پر کہیں تیزی ہو تو غدی عضلاتی تحریک ہو گی۔

پانچواں مقام غدی اعصابی ہے، اس مقام میں بایاں شانہ، بایاں بازو بایاں سینہ بایاں پھیپھڑہ اور بایاں معدہ شریک ہیں۔ گویا بایاں شانہ سے لے کر طحال تک جس میں طحال شریک نہیں ہے۔ جب کبھی ان مقامات میں سے کسی میں تیزی ہو گی تو اعصابی غدی تحریک ہو گی۔

چھٹا مقام اعصابی غدی ہے اس مقام میں طحال، لبلبہ بائیں طرف کی آنتیں بائیں طرف کا مقعد، بائیں طرف کا مثانہ و گردہ، خصیہ اور بائیں ساری ٹانگ شامل ہے۔ جب بھی کبھی ان مقامات میں سے کسی میں تیزی ہو گی تو اعصابی غدی تحریک ہو گی۔

یادداشت یہ چھ مقام صرف تحریک کے مقام ہیں لیکن اس امر کو نہ بھولیں کہ یہ چھ مقام دراصل تین مفرد اعضاء کے تعلقات اور تشخیص کو سمجھانے کے لئے ہیں کہ جسم و خون کی تحریکات کس طرف چل رہی ہیں اس لیے اس امر کو یاد رکھیں کہ جس مفرد عضو میں تحریک ہو باقی دو میں تسکین و تحلیل ترتیب کے ساتھ ہوں گی اور ان کا دیگر مفرد اعضاء پر دہی اثر ہو گا۔

تحریک قدرت کا فطری قانون ہے

خداوند حکیم کی حکمتوں میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ضرورت اعضاء کے لئے الگ الگ تحریک پیدا کی گئی ہے۔

مثلاً اعصاب کے لئے خون میں جب پانی یا رطوبات کی کمی ہوتی ہے تو پیاس لگتی ہے جب دماغ کو آرام کی ضرورت ہوتی ہے تو نیند یا اونگھ آتی ہے اگر خون میں رطوبات بڑھ جائیں تو قلب و عضلات کی غذا کم ہو جاتی ہے اس وقت انسان طبعاً خشک چیزوں کی طلب کرتا ہے۔ مرطوب ماحول کی بجائے خشک ماحول پسند کرتا ہے۔

اسی طرح اگر خون میں خشکی سردی بڑھ جائے تو انسان گرم اور خشک ماحول میں جانا پسند کرتا ہے۔ گرم خشک چیز کھاتا ہے بالکل اسی طرح اگر گرمی خشکی خون و جسم میں بڑھ جائے تو ٹھنڈی اور تر چیزوں کی طلب بڑھ جاتی ہے انسان ٹھنڈا اور مرطوب ماحول پسند کرتا ہے۔

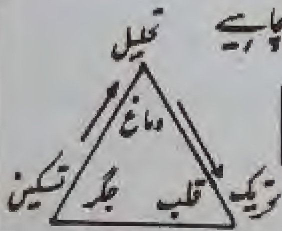
یادداشت چونکہ انسانی طبیعت کا اعتدال پر قائم رہنا مشکل ہے لہذا ان تحریکات میں ضرورت و حالات کے مطابق کمی بیشی ہوتی رہتی ہے یعنی ماکولات و مشروبات۔ آرام۔ ماحول اور نفسیاتی جذبات میں بے اعتدال پیدا ہوتی رہتی ہے۔

بس انہی ضروریات کو حاصل کرنے کے لئے بدن انسان میں قدرت نے یہ تحریکات پیدا کی ہیں۔

تحریک کی اہمیت بدن انسان میں اعضاء کی ضروریات اور طلب کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر یہ محرکات فطری طور پر قدرت کی طرف سے پیدا نہ کئے جاتے تو لازمی امر تھا کہ انسان اپنی مطلوبہ ضروریات سے غافل

ہو جاتا۔ اس سے ہلاکت تک نوبت پہنچ سکتی تھی۔

اس لئے جب انسان کی ان تحریکات میں خلل واقع ہو جائے تو اس کو صحت کی خرابی سمجھنا چاہیے اور ان تحریکات کو اعتدال پر لانے کی کوشش کرنی چاہیے



کسی تحریک کا ضرورت سے زیادہ بڑھنا مرض ہے

قانون مفرد اعضاء کے اکثر معالجین تحریک، تحلیل اور تسکین کے تینوں مقامات پر مرض سمجھتے ہیں لیکن حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ صرف تحریک کے مقام پر مرض ہوتی ہے۔ باقی دو مقامات (تحلیل و تسکین) پر دوران خون کی کمی اور خوراک کی کمی سے مفرد اعضاء میں چیخ و پکار کی علامات پیدا ہو رہی ہوتی ہیں جو اپنی مظلومیت کا اظہار کرکے مدد طلب کر رہے ہوتے ہیں۔

مندرجہ بالا نقشہ میں قلب و عضلات میں شدید تحریک ہے دوران خون قلب کی طرف زیادہ ہے جو دماغ و اعصاب میں سے آرہا ہے جس سے وہاں خون کی کمی سے تحلیل ہو رہی ہے البتہ جگر و غدد میں خون انتہائی کم ہو گیا ہے جس سے وہاں خون کی کمی سے سستی و تسکین کی حالت پیدا ہو گئی ہے۔

پچھلے صفحات میں دوران خون کے مضمون میں لکھ آیا ہوں کہ جن مفرد اعضاء میں خون جا رہا ہوتا ہے یا جن کی غذا خون میں بڑھ چکی ہے وہ تحریک و تیزی میں آجاتے ہیں اور جن مفرد اعضاء کی غذا خون میں کمی ہو جاتی ہے ان میں ضعف و تسکین کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

قانون مفرد اعضاء کی نظر میں جن مفرد اعضاء میں تحریک اعتدال پر ہوتی ہے تو وہ ان اعضاء کے لئے تقویت و طاقت کا سبب ہوتی ہے اس سے محلل و مسکن اعضاء کو بھی تقویت و راحت ملتی ہے۔ لیکن اگر محرک اعضاء میں تحریک شدت اختیار کر جائے

تو مسکن اعضاء کے لئے خون میں غذا کی انتہائی کمی ہو کر ان میں سستی اور استرخا کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔

اس حالت کو قانون مفرد اعضاء میں محرک اعضاء کو جابر، ظالم اور مسکن مفرد اعضاء کو مظلوم سمجھا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ قانون مفرد اعضاء میں مظلوم (مسکن مفرد اعضاء) مفرد اعضاء کی مدد کرنا علاج الامراض کے قواعد میں اولین شرط قرار دیا گیا ہے۔

تحریک اور سوزش کی حقیقت

قانون مفرد اعضاء میں یہ حقیقت مسلمہ طور پر تسلیم کی جاتی ہے کہ جب تک کسی مفرد عضو میں دوران خون نہ بڑھے یا خون میں اس کی غذا نہ بڑھ جائے اس میں تحریک و تیزی فعل پیدا نہیں ہو سکتی اور جوں جوں اس میں دوران خون بڑھتا جاتا ہے ویسے ہی اس کا فعل تیز ہوتا جاتا ہے حتیٰ کہ اس میں دوران خون کی شدت سے سرخی، درد، ورم تک ہو جاتا ہے مثلاً دماغ و اعصاب کے مفرد اعضاء میں دوران خون بڑھ جائے تو ورم دماغ ہو جاتا ہے۔

اگر جگر و غدد میں دوران خون بڑھ جائے اور جگر کی تحریک شدت اختیار کر جائے تو ورم جگر ہو جاتا ہے۔

بالکل اسی طرح اگر قلب و عضلات میں دوران خون بڑھ جائے اور ان میں تحریک شدت اختیار کر جائے تو ورم قلب بھی ہو جاتا ہے جس کے مسلسل قائم رہنے سے موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔

سوزش کی حقیقت

قارئین یہ حقیقت ذہن نشین کر لیں کہ تحریک اور سوزش کی ماہیت میں کوئی فرق نہیں ہے کیوں کہ دونوں کسی بھی مفرد اعضاء میں دوران خون کے بڑھ جانے سے نمودار ہوتے ہیں۔

قانون مفرد اعضاء میں تحریک اور سوزش میں جو فرق کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ

اگر کسی مفرد عضو میں دورانِ خون چند منٹ سے لیکر چند دن تک قائم رہے تو اس حالت کو تحریک کہا جاتا ہے ۔ اس کے برعکس اگر کسی مفرد عضو میں مفتوں، مہینوں اور برسوں تک ہلکا ہلکا دوران خون جاری رہے اور محلل و مسکن مفرد اعضاء میں مسلسل تحلیل و تسکین کی حالت قائم رہے اس صورت کو قانون مفرد اعضاء میں سوزش کہا جاتا ہے مثلاً اگر اعصاب و دماغ میں عرصہ تک دورانِ خون بڑھ رہا ہے تو قانون مفرد اعضاء اس صورت کو سوزش اعصاب و دماغ کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ عرف عام میں اس صورت کو اعصابی تحریک کہا جاتا ہے ۔ بالکل اسی طرح اگر جگر و غدد کی طرف دورانِ خون عرصہ تک قائم رہے اس صورت کو سوزش جگر و غدد کے نام سے پکارا جاتا ہے ۔ عرف عام میں اس صورت کو غدی تحریک ہی کہیں گے ۔

اسی طرح قلب و عضلات کی طرف دورانِ خون مدت تک قائم رہے اس صورت کو سوزش قلب و عضلات کہتے ہیں ۔ عرفِ عام میں اس حالت کو عضلاتی تحریک کہتے ہیں پھر ذہن نشین کر لیں کہ کسی مفرد عضو میں مسلسل ہلکا ہلکا دوران خون قائم رہنے کا نام سوزش ہے ۔ یہ حالت اس وقت قائم ہوتی ہے جب خون کے اندر محرک مفرد اعضاء کی غذا قدرے بڑھ جاتی ہے اور مسکن مفرد اعضاء کی غذا خون میں کم ہو جاتی ہے اس حالت کو مزمن بیماری بھی کہتے ہیں ۔

تحریک وسوزش کا علاج

اس مزمن بیماری، تحریک یا سوزش کا علاج جتنا مشکل ہے اتنا کسی اور تکلیف کا نہیں ہے اور اس کے علاج میں شدید غلطیاں کی جاتی ہیں ۔

۱ ۔ سب سے بڑی غلطی یہ کی جاتی ہے کہ جو بھی تکلیف مریض بیان کرتا ہے اسے ختم کرنے یا دبانے کے لئے ایسی تیز مسکن مخدر ادویہ تجویز کر دی جاتی ہیں جن کے کھانے سے تکلیف وہ علامات چند گھنٹوں یا دنوں کے لئے غائب ہو جاتی ہیں ۔ لیکن پھر

چند دن بعد نمودار ہو جاتی ہے جیسے وجع المفاصل۔ دردِ گردہ، تقطیر بول، خارش چنبل، بواسیر، سوزاک، شوگر، ہائی بلڈ پریشر وغیرہ وغیرہ ہزاروں تکلیف دہ علامات ہیں۔ جنہیں دبانے کے لئے مسکنات مخدرات دن رات کھلائے جا رہے ہیں۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی تکلیف مریض سے الگ ہونے کا نام نہیں لیتی۔

۲۔ جسم و خون میں مشینی و کیمیائی حالت کا قطعاً جائزہ نہیں لیا جاتا۔ اگر کہیں خون کی کیمیائی حالت کا جائزہ لیا جاتا ہے تو مشینی حالت اور مفرد اعضاء کی تحریک و تیزی کو مدِنظر نہیں رکھا جاتا۔ اور ظاہری علامات کو مدنظر رکھ کر علاج تجویز کر دیا جاتا ہے جس سے ۷۵٪ علاج ناکام ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ جب تک کیمیائی حالت کے ساتھ ساتھ مشینی حالت یعنی محرک عضو میں تحلیل کی حالت پیدا نہیں کی جاتی اور مسکن مفرد عضو کو تحریک نہیں دی جاتی اس وقت تک مرض مکمل ختم نہیں ہو سکتی۔

۳۔ جب یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ ہر مزمن مرض میں انسان کے جسم و خون میں ایک مخصوص مادہ بڑھ جاتا ہے اور ایک مخصوص مادہ کم ہو جاتا ہے۔ مثلاً جب جسم و خون میں الکلی یا کھاری پن یا رطوبات و بلغم بڑھ جاتا ہے تو اس کے مقابلہ میں ترشی و تیزابیت ایسڈ ی۔ خشکی اور سودا کی انتہائی کمی ہو جاتی ہے۔

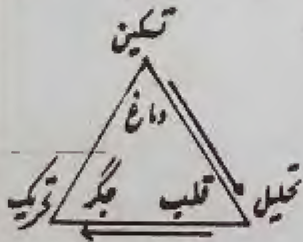
اس حالت کا علاج اس وقت تک ناممکن ہے جب تک کھاری و الکلی رطوبات و بلغم کی حامل اغذیہ ادویہ سے مکمل پرہیز کرانے کے ساتھ ساتھ ترش و کھٹی، تیزابی خشک اور مولد سودا ادویہ اغذیہ نہیں کھلائی جاتیں۔ لیکن ترش، کھٹی، تیل کچا میٹھا اور مولد سودا ادویہ اغذیہ سے بڑے بڑے جید حکماء اور ڈاکٹر صاحبان مریضوں کو کوسوں دور بھاگنے کی ہدایت کرتے ہیں۔

۴۔ موجودہ فرنگی دور میں فرنگی طب کی تقلید میں کیفیات مزاج اور اخلاط کو چھوڑ کر صرف امراض و علامات کے نام پہ علاج تجویز کئے جاتے ہیں۔ جو قانون مفرد اعضاء

کی نظر میں اور طب قدیم کے قانون علاج کے خلاف ہے۔
یاد رکھیں جب تک مریض کا مزاج، کیفیات اور اس کے خون میں بڑھی ہوئی خلط کو محرک مفرد اعضاء کے ساتھ تطبیق دے کر مسکن مفرد اعضاء میں تحریک پیدا کرنے کیلئے علاج تجویز نہیں کیا جاتا۔ مریض شفایاب نہیں ہو سکتا۔

تسکین

قانون مفرد اعضاء کی اصطلاحات میں تحریک کے بعد دوسری بڑی اصطلاح جو علم العلاج کی جان ہے تسکین ہے۔



جب کسی مفرد عضو میں تحریک ہوتی ہے تو اس کے بعد والے مفرد عضو میں تسکین ہو جاتی ہے یعنی تسکین والے مفرد اعضاء سستی اور کمزوری کی وجہ سے اپنے فضلات کو بھی جسم سے باہر نہیں نکال سکتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تسکین والے مفرد اعضاء کے فضلات ان کے اندر ہی رکھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جس کے اجتماع کی وجہ سے مسکن مفرد اعضاء میں عظم و پھولنے کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً جب جگر و طحال اپنے فضلات تسکین کی وجہ سے نکال نہیں سکتے تو وہ پھول جاتے ہیں جنہیں عرف عام میں عظم الطحال و عظم جگر وغیرہ ناموں سے پکارتے ہیں۔ بعض دفعہ قلب بھی تسکین کی وجہ سے پھول کر بڑھ جاتا ہے جسے عظم قلب کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ جسم کے کسی بھی حصہ میں تسکین کی وجہ سے عظم کی صورت پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ سب علامات و حالتیں مسکن مفرد اعضاء میں خود بخود مسلسل تسکین سے پیدا ہو جایا کرتی ہے۔

لیکن بعض دفعہ ہم اپنی مرضی سے محرک اعضاء کی شدید تیزی کو کم کرنے کے لئے ان میں تسکین پیدا کر کے جسم کی بے چینی، گھبراہٹ اور جسم سے خارج ہونے والے صالح رطوبات کو نکلنے سے روک سکتے ہیں اور قریب المرگ مریض کو موت کے منہ

نکال سکتے ہیں۔ مثلاً جب کسی مریض کو شدید اعصابی تحریک کی وجہ سے ہیضہ ہو گیا ہو۔ کثرت رطوبات کے قے اور دستوں کی راہ اخراج سے مریض قریب المرگ ہو۔ غدی عضلاتی تریاق دیکر (جس سے اعصاب میں تسکین پیدا ہو جاتی ہے) بچا لیتے ہیں۔

بالکل اسی طرح جب کسی مریض کو خونی قے یا دست آرہے ہوں۔ جو شدید عضلاتی غدی تحریک سے آیا کرتے ہیں۔ اعصابی محرکات دیکر عضلات میں تسکین پیدا کر کے مزید خونی قے یا دست روک لیتے ہیں اور مریض بچ جاتا ہے۔

تسکین کے معنی

تسکین کے معنی ہیں، سکون پیدا کرنا، آرام دینا۔ راحت آرام، سستی، کمزوری، قانون مفرد اعضاء میں تسکین کے معنی ہیں مفرد اعضاء کے فعل میں سستی ہونا، تحریک کے برعکس حالت پیدا ہونا۔

یعنی اگر کوئی عضو تحریک سے اپنا کام یا ڈیوٹی انجام دیتا ہے تو سکون و تسکین کی حالت میں اپنی ڈیوٹی برائے نام ادا کرتا ہے یا نہیں ادا کر سکتا تو موت واقع ہو جاتی ہے۔

تسکین کے معنی میں وسعت

تسکین کسی مخصوص مفرد عضو میں ہی پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ تینوں فعل مفرد اعضاء میں پیدا ہو سکتی ہے مثلاً اگر احساسات کی شدت سے اگر احساسیت پیدا ہو چکی ہو جیسے آجکل الرجیک یا الرجی کہتے ہیں تو ایسے موقع پر فوراً تسکین پیدا کرنی چاہیے اسی طرح اگر قلب و عضلات کی شدید تحریک سے حرکتی اعضاء میں حرکات تیز ہو گئی ہوں مثلاً اختلاج قلب، رعشہ، لکنت، نمونیہ، دمہ کشی وغیرہ ہو رہی ہو تو ان میں فوراً تسکین پیدا کرنی چاہیے تاکہ موت واقع نہ ہو جائے اور مریض کو فوراً آرام و سکون مل جائے۔

علی ہذا القیاس غذائی نظام میں تیزی فعل سے جو جگر و غدد کی تحریک سے ہوتی ہے فوراً تسکین کرنا ضروری ہے۔

ایک اہم نقطہ کی وضاحت

یاد رکھیں جس قدر مسکن مخدر اور دافع درد ادویات ہیں۔ وہ ایک ہی مزاج کی نہیں ہیں اور نہ ہی ایک مزاج کے مفرد اعضاء میں تسکین پیدا کر کے آرام و سکون پہنچاتی ہیں۔ بلکہ تینوں حیاتی مفرد اعضاء میں فرداً فرداً تسکین پیدا کرنے والی ادویہ اغذیہ موجود ہیں مثلاً کچھ ادویہ اغذا اعصاب میں تسکین پیدا کر کے احساسات کی تیزی میں تسکین پیدا کرتی ہے تو کچھ ادویہ اغذیہ قلب و عضلات میں تسکین پیدا کر کے حرکات کی تیزی کو کم کر کے سکون کا سبب بنتی ہیں۔

یاد داشت

قارئین ذہن نشین کر لیں کہ تمام اعضلاتی، اعصابی محرکات جگر و غدد کے لئے مسکن ہے اور تمام غدی عضلاتی محرکات دماغ و اعصاب کے لئے مسکن ہیں۔ بالکل اسی طرح تمام اعصابی غدی محرکات قلب و عضلات میں تسکین پیدا کرتی ہیں۔ البتہ ہر دوا اپنے درجہ کے مطابق مفرد اعضاء میں تسکین پیدا کرتی ہے۔ مثلاً پھٹکڑی، املی، آلو بخارہ، ہلیلہ وغیرہ عضلاتی اعصابی ادویہ ہیں۔ جو ایک طرف قلب و عضلات میں ہلکی تحریک پیدا کرتی ہیں۔ دوسری طرف جگر و غدد میں ہلکی ہلکی تسکین پیدا کرتی ہیں۔ لیکن اس کے برعکس افیون چوتھے درجہ کی ہوا ہونے کی وجہ سے جگر و غدد میں اس قدر تسکین پیدا کرتی کہ گردے کا درد فوراً رک جاتا ہے، پیشاب قطرہ قطرہ آتا ہو اور شدید جلن ہو رہی ہو تو افیون کا کوئی مرکب کھلاتے ہی پیشاب کھل کر آنے لگتا ہے۔

ایک اہم نقطہ کی وضاحت

اکثر معالجین قانون مفرد اعضاء سمجھتے ہیں کہ دماغ و اعصاب کی بلغمی رطوبات تمام حیاتی

مفرد اعضا میں سکون کا باعث ہوتی ہے اور ان کے ذہن میں یہ بات بھی سمائی ہوتی ہے کہ جب بھی کسی مفرد عضو میں سکون ہوتا ہے تو اس میں رکنے والی رطوبات بھی اعصابی دلغمی رطوبات ہوتی ہیں۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

جیسا کہ پچھلے صفحات میں کئی بار لکھ چکا ہوں کہ جب کسی فعل مفرد عضو میں تحریک پیدا ہوتی ہے اس وقت تک فعل مفرد اعضار کی طرف دورانِ خون زیادہ ہوتا ہے اور خون میں محرک مفرد اعضار کی غذا بڑھ چکی ہوتی ہے۔

اس کے برعکس سکون والے مفرد اعضار کے لئے خون میں غذا کم ہو چکی ہوتی ہے جو اس کی ضرورت بھی پوری نہیں کر سکتی جس سے وہ کمزور اور سست ہو جاتا ہے دوسرے اس میں دوران خون کی انتہائی کمی ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غذائی کمی کی وجہ سے مسکن مفرد اعضار اپنے فضلات بھی خارج نہیں کر سکتا۔ انہی فضلات کو استاد صابر ملتانی نے رطوبات کا نام لیا ہے۔ لیکن اس سے مراد بلغمی رطوبات نہیں ہیں بلکہ مسکن مفرد اعضا کے فضلات ہیں۔ جو کمزوری کی وجہ سے خارج ہونے سے رہ گئے ہیں اور یہ فضلات اس وقت تک خارج نہیں ہو سکتے جب تک اس مسکن مفرد اعضا کے مزاج کی غذا خون میں بڑھ نہیں جاتی اور دوران خون اس کی طرف بڑھ کر اسے تحریک میں نہیں لے آتا۔

یاد رکھیں کہ اگر ہر محرک مفرد عضو میں بلغمی رطوبات ہی ہوتیں تو انہیں ختم کرنے اور نکالنے کے لئے صرف محرک عضلات ادویہ اغذیہ کافی نہیں ہیں۔ بلکہ اگر جگر و غدد میں فضلات جمع ہو جائیں اور ان میں شدید سکون ہو کر عظم الجگر و عظم الطحال ہو گیا ہو تو محرک غدد و جگر ادویہ اغذیہ سے ان کے فضلات خارج ہو کر ان کا عظم دور ہو جاتا ہے۔ بالفعل اسی طرح جب قلب رطوبات کی وجہ سے پھول گیا ہو تو اسے اعتدال پر لانے کے لئے محرک عضلات ادویہ اغذیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

لہٰذا جب بھی کسی مفرد عضو میں سکون ہو اور اس میں رطوبات کا اجتماع ہو تو مسکن مفرد اعضاء کے مزاج کی اغذیہ ادویہ کھلا کر انہیں تحریک میں لا کر ان کے فضلات خارج کریں۔

رطوبت و بلغم اور مفرد اعضاء میں تسکین کی رطوبات میں فرق

اعصابی تحریک سے جو رطوبات و بلغم بنتی ہے وہ مفرد اعضاء میں تسکین کی رطوبات سے بالکل مختلف ہوتی ہے بلکہ اعصابی تحریک کی رطوبات و بلغم اعصابی تسکین کی رطوبات سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔

کیوں کہ جب مفرد اعضاء میں تسکین ہوتی ہے تو ان میں رکنے والی رطوبات وہ فاضل رطوبات ہوتی ہیں۔ جن کی اب جسم کو ضرورت نہیں ہوتی۔ ان کا جسم سے خارج ہو جانا بہتر ہے کیوں کہ اب وہ فضلہ کی صورت اختیار کر چکی ہوتی ہے۔

دماغ و اعصاب میں تسکین کے وقت رکنے والی رطوبات اب فضلہ ہیں۔ انہیں بلغم نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی یہ اعصاب و دماغ کی غذا بن سکتی ہیں۔

اعصاب و دماغ میں پیدا ہونے والی رطوبات (بلغم) کی اہمیت اعصاب و دماغ میں پیدا ہونے والی رطوبات۔ و بلغم کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ پانی کے قائم مقام ہیں۔ اعصاب و دماغ کی غذا ہیں اور پانی کی اہمیت اور ضرورت کے متعلق قرآن حکیم میں ارشاد ہے کہ "زندگی اور نشو و ارتقا پانی پر ہے" حقیقت بھی یہی ہے کہ زندگی اور ارتقا کا دار و مدار پانی پر ہے۔

اس اصول کے تحت جو جانور پانی یا کیچڑ میں رہتے ہیں ان میں نشو و ارتقا جلد واقع ہوتا ہے ان کے مقابلہ میں جو جانور خشکی پر واقع ہیں ان کی نشو و ارتقا دیر سے واقع ہوتی ہے یہی چیز نباتات میں بھی پائی جاتی ہے اور یہی صورت پہاڑوں میں بھی قائم ہے۔

نشو و ارتقا زندگی اور اعصاب

جاننا چاہیے کہ نشو و ارتقا اور زندگی اعصا

کی تیزی پر قائم ہے۔ اور اعصاب کی تیزی سے پانی یا رطوبات و بلغم کی پیدائش ہوتی ہے۔

مزمن اور پیچیدہ امراض جیسے دق سل (ٹی بی) سرطان (کینسر) استسقا، سوزاک وغیرہ میں اعصاب کے افعال ناکارہ ہو جاتے ہیں اگر ایسے امراض میں اعصاب کے افعال درست کر دیئے جائیں۔ تو وہ بہت جلد رفع ہو جائیں کیوں کہ اس وقت اعصاب میں تسکین ہوتی ہے۔ جونہی اعصابی تسکین تحریک میں بدلتی ہے تو جسم اس طرح رطوبات سے سیراب ہو جاتا ہے جس طرح کائنات میں بارش سے فصلیں پودے درخت اور زمین سیراب ہو جاتی ہے۔

یادداشت یاد رکھیں: ہر عمل کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک مفید اور ایک نقصان دہ۔ تسکین کا مفید پہلو یہ ہے کہ ضرورت کے مطابق ہو اگر ضرورت سے زیادہ تسکین ہو جائے یا پیدا کر دی جائے تو بیماری اور تکلیف کا سبب بن جاتی ہے۔

تحلیل قانون مفرد اعضاء کی تیسری بڑی اصطلاح "تحلیل" ہے۔ تحلیل کے معنی ہیں حل کرنا، حرارت سے پگھلنا، کم ہونا، سوزش یا ورم کے مقام سے دوران خون کم ہونا۔ جیسے عرف عام میں ورم کا تحلیل ہونا بھی کہتے ہیں۔ طبی اصطلاح میں سوزش اور ورم کو ختم کرنا۔ زیادہ وضاحت کے لئے یوں سمجھ لیں کہ رکے ہوئے خون کو اپنے مجری میں جاری کرنا۔ انگریزی میں اسے ریزالوشن (RESOLVATION) کہتے ہیں۔

تحلیل کی ماہیت تحلیل کی ماہیت اور حقیقت سمجھنے کے لئے عمل سوزش و تحریک کو سمجھنا ضروری ہے کیوں کہ تحلیل کا فعل بالکل عمل سوزش کے الٹ ہے۔ یعنی اگر سوزش، ورم تحریک کا کام ترتیب وار

سینتھس آف میٹر (SINTHESIS OF MATTER) اور کنجشن آف بلڈ (CONJUSTION OF BLOOD) ہے۔ تو تحلیل کو ہم ترکیب مواد انالیسز آف میٹر (ANALYSIS OF MATTER) اور خون کا اجداد ری فلو آف بلڈ (REFLOW OF BLOOD) کہتے ہیں۔

تحریک ورم اور سوزش کے بارے میں پچھلے صفحات میں بہت کچھ لکھ چکا ہوں جس کی مختصر تشریح یوں ہے کہ جب کسی مفرد حیاتی عضو میں دوران خون بڑھ جاتا ہے یا اس میں خون کا اجتماع ہو جاتا ہے تو اس میں سوزش ورم اور تحریک پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے کبھی درد ورم اور بخار بھی ہو جایا کرتا ہے اور شدید تکلیف ہو جاتی ہے جب تک سوزش ورم اور تحریک کے مقام سے دوران خون کم نہیں کیا جاتا ہے۔ درد ورم وغیرہ قائم رہتا ہے۔ جو نہی سوزش ورم اور تحریک کے مقام سے خون کم ہونا شروع ہوتا ہے فوراً تحلیل کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ورم اور سوزش تحلیل ہو جاتے ہیں۔ تحریک کا فعل رک جاتا ہے۔ بے چینی، گھبراہٹ اور درد غائب ہو جاتے ہیں۔

تحلیل کی اہمیت اور ضرورت

تحلیل کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب تک سوزش ورم اور تحریک کے مقام پر تحلیل کا عمل نہ ہو کوئی بیماری کُلی طور پر ختم نہیں ہو سکتی۔ تحریک کے مقام پر تسکین پیدا کر کے محرک عضو کو بے حس ضرور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن تسکین کے عمل سے سوزش اور تحریک ختم نہیں ہو سکتی۔ یاد رکھیں جب سوزش اور تحریک عرصہ دراز تک قائم رہے۔ تو بیماری بھی مزمن صورت اختیار کر لیتی ہے دوران خون سوزش و تحریک کے مقام پر قائم ہو جاتا ہے۔ اب اسے دور کرنے کی ضرورت ہے۔ یعنی یہاں سے خون نکلنے اور آگے چلنے کی ضرورت ہے۔ جو نہی خون تسکین

والے مفرد اعضاء میں جلائے گا۔ آہستہ آہستہ سوزش و ورم تحلیل ہو جائیں گے اور مرض ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے۔

تحلیل کی علامات

جیسا کہ تحلیل کی ماہیت میں بتایا جا چکا ہے کہ تحلیل ہمیشہ تحریک کے مقام پر پیدا ہوتی یا کی جاتی ہے یعنی تحریک و سوزش اور ورم کے مقام سے دوران خون کم کرنا مقصود ہوتا ہے تاکہ سوزش اور ورم تحلیل ہو جائے۔

لہٰذا جب کسی مفرد عضو میں سوزش ورم اور درد بے چینی گھبراہٹ ہو رہی ہو جونہی اس مقام پر تحلیل کا عمل شروع ہو گا فوراً مقام ورم و سوزش کی سرخی مدہم پڑنا شروع ہو گی، درد کی شدت ٹوٹ جائے گی اگر ابھار ہو گا تو اس میں جھریاں پڑنا شروع ہوں گی۔

اگر مقام ورم و سوزش پر دوران خون کئی دن تک رکا رہے اور شریانوں اور وریدوں میں سدہ پڑ جائے تو تحلیل کا عمل شروع ہوتے ہی وہی رکا ہوا خون متعفن ہو کر پیپ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ جس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ مقام ورم پر دبانے سے درد نہیں ہو گا قارئین یہ بات خاص طور پر ذہن نشین کر لیں کہ جس مفرد عضو میں تحلیل شروع ہوتی ہے وہ محرک عضو کی نسبت سست کمزور ہوتا ہے۔

مثلاً اگر عضلاتی تحلیل ہو تو غدد و جگر میں تحریک ہو گی لیکن قلب و عضلات عام حالت سے بھی کم حرکات کریں گے۔ بعض دفعہ تو قلب میں اتنی تحلیل ہوتی ہے کہ دل رکنے لگتا ہے اور ٹھہر ٹھہر کر چلتا ہے۔ ڈاکٹر لوگ اس حالت کو ہارٹ بلاک بھی کہتے ہیں۔

یادداشت

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین کر لیں۔ جس حالت کو ڈاکٹر

لوگ ہارٹ بلاک کہتے ہیں۔ وہ حالت غدی اور اعصابی دونوں تحریکوں میں ہو سکتی ہے کیوں کہ اعصابی تحریک میں بھی دل میں شدید تسکین ہو کر حرکات قلب کم ہو جایا کرتی ہیں۔ لہٰذا ہارٹ بلاک کو ایک ہی تحریک نہ سمجھیں۔ بلکہ نبض اور قارورہ سے تحریک تشخیص کر کے علاج تجویز کریں۔

مثلاً اگر نبض اعصابی اور قارورہ سفید ہو تو عضلاتی غذا دوا دیں اگر نبض غدی اور قارورہ زرد سرخی مائل ہو تو اعصابی غذا دوا دیں۔ انشاء اللہ فائدہ ہو گا۔ اگر دماغ میں تحلیل ہو تو دماغ میں خشکی ضعف دماغ، کانوں میں چھائیں چھائیں۔ رطوبات کی واقع ہو جاتی ہے۔ احساسات کی کمی ہو جاتی ہے۔

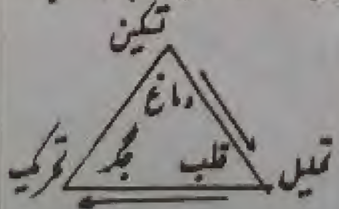
اگر جگر میں تحلیل ہو جائے تو ضعف جگر کا عارضہ ہو جاتا ہے۔ ہاضمے کا فعل کمزور پڑ جاتا ہے۔ کچے پاخانے آنے لگتے ہیں۔ قارورہ میں رسوب آتے ہیں۔ ضعف گردہ مثانہ ہو کر پیشاب روکنے کی صفت کم ہو جاتی ہے۔ ضعف باہ بلکہ نامردی تک نوبت ہو جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

تحریک تسکین تحلیل کا ہمیشہ ایک ہی وقت میں ہونا

قانون مفرد اعضاء میں تحریک تسکین تحلیل کا سمجھنا بہت آسان ہے جو دوران خون کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔

جب دوران خون کسی بھی حیاتی مفرد عضو میں جانا شروع ہوتا ہے یا کسی مفرد عضو کی غذا خون میں بڑھ جاتی ہے تو اس میں تحریک کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔

لیکن یہی خون جب مفرد عضو سے آتا ہے اس میں تحلیل ہو جاتی ہے اور وہ مفرد عضو جن سے خون آ چکا ہے یا جن میں خون بہت کم رہ گیا ہے ان میں تسکین



ہو جاتی ہے۔ لہٰذا قانون مفرد اعضاء کا یہ اٹل فیصلہ ہے کہ جب بھی کسی مفرد عضو میں تحریک ہو گی دوسرے مفرد اعضاء میں اسی ترتیب سے تسکین تحلیل ہوں گی۔ یہ کبھی نہیں ہوتا کہ کسی مفرد عضو میں صرف تحریک تو پیدا ہو جائے لیکن دوسرے مفردِ اعضاء میں تسکین تحلیل نہ ہو۔

دیئے ہوئے نقشہ سے بھی تحریک تسکین تحلیل واضح ہے۔

اس دنیا میں صرف محرک اغذیہ ادویہ ہیں

عام طور پر بعض ادویہ اغذیہ کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ فلاں دوا مسکن ہے فلاں محرک اور فلاں محلل ہے۔ لیکن حقیقت یوں نہیں ہے۔ قانون مفرد اعضاء کی تحقیقات کے مطابق اس دنیا میں پائی جانے والی تمام اغذیہ ادویہ اشیاء کسی نہ کسی حیاتی مفرد اعضاء کی محرک ہیں۔ یعنی کوئی دماغ و اعصاب کو تحریک دینے والی ہے، کوئی عضلات کے فعل کو تیز کرتی ہے کوئی غذا دوا جگر و غدد کے لئے محرک ہے۔

جہاں تک تسکین اور تحلیل کا تعلق ہے یہ دوران خون اور مفرد اعضاء کے اصولی تعلق کی وجہ مفرد اعضاء میں ظاہر ہوتی ہیں۔

۱۲۵ سے آگے

۵ اعصابی عضلاتی کحل

ہوالشافی:۔ سرمہ سیاہ شورہ قلمی ہم وزن ایک گھنٹہ کھرل کر کے تیار کر لیں

۶۔ عضلاتی اعصابی کحل

ہوالشافی:۔ سرمہ سیاہ، پھٹکری بریاں، ہم وزن ایک گھنٹہ کھرل کر کے سرمہ تیار کر لیں

فارماکوپیا بالقانون مفرد اعضاء

محقق و مصنف حکیم انقلاب المعالج صابر ملتانیؒ

اس کی دو صورتیں ہیں

اعصابی مجربات

۱۔ اعصابی غدی ۲۔ اعصابی عضلاتی

۱۔ محرک اعصابی غدی ھوالشافی:۔ سہاگہ، ملٹھی ہر ایک سات تولہ سفوف بنالیں خوراک ماشہ سے چھ ماشہ تک حسب ضرورت دیں

۲۔ شدید محرک اعصابی غدی ھوالشافی:۔ محرک اعصابی غدی میں اک کا دودھ نصف تولہ اضافہ کردیں خوراک ½ رتی سے ½ ماشہ تک دیں

۳۔ ملین محرک اعصابی غدی ھوالشافی:۔ شدید محرک اعصابی غدی میں رلوند چینی ۳ تولہ زیادہ کردیں خوراک ایک رتی سے ایک ماشہ تک۔

۴۔ مسہل اعصابی غدی ھوالشافی:۔ نسخہ نمبر ۳ میں سقمونیا ۵ تولہ اضافہ کردیں خوراک ۲ رتی سے ۲ ماشہ تک دیں

۵۔ محرک اعصابی عضلاتی ھوالشافی:۔ شورہ قلمی ۳ تولہ تخم کاسنی ۵ تولہ سفوف بنالیں خوراک ایک ماشہ سے ۳ ماشہ تک دیں

۶۔ محرک شدید اعصابی عضلاتی ھوالشافی:۔ نمبر ۵ یعنی محرک اعصابی عضلاتی میں جوکھار ۳ تولہ شامل کریں خوراک ایک ماشہ سے ۳ ماشہ تک دیں

۷۔ ملین اعصابی عضلاتی ہوالشافی :۔ نمبر ۶ یعنی محرک شدید اعصابی عضلاتی میں گل سرخ ۸ تولہ شامل کرلیں خوراک ایک ماشہ سے ۳ ماشہ تک دیں

۸۔ مسہل اعصابی عضلاتی ہوالشافی :۔ نمبر ۷ میں کالا دانہ بیس تولے شامل کریں خوراک ایک ماشہ سے ۳ ماشہ

۹۔ محرک عضلاتی اعصابی ہوالشافی :۔ کرنجوہ آملہ ہر ایک پانچ تولہ سفوف بنالیں خوراک ایک ماشہ سے ۳ ماشہ تک دیں

۱۰۔ محرک شدید عضلاتی اعصابی ہوالشافی نمبر ۹ میں پھٹکری بریاں ۱۰ تولے شامل کریں خوراک ۴ رتی سے ۲ ماشہ تک

۱۱۔ ملین عضلاتی اعصابی ہوالشافی نمبر ۱۰ میں بلیلہ سیاہ سوختہ ۲۰ تولہ شامل کریں خوراک ایک ماشہ سے ۴ ماشہ تک

۱۲۔ مسہل عضلاتی اعصابی ہوالشافی :۔ نمبر ۱۱ میں جلاپا ۲۰ تولہ ملالیں خوراک ایک ماشہ سے ۳ ماشہ تک

۱۳۔ محرک عضلاتی غدی ہوالشافی :۔ لونگ ایک تولہ دار چینی ۲ تولہ کو سفوف بنالیں خوراک ۴ رتی سے ایک ماشہ تک

۱۴۔ محرک شدید عضلاتی غدی ہوالشافی :۔ نسخہ نمبر ۱۳ میں یعنی محرک عضلاتی غدی میں جاوتری ۲ تولہ شامل کریں خوراک ۴ رتی سے ایک ماشہ تک

۱۵۔ ملین عضلاتی غدی ہوالشافی :۔ نسخہ نمبر ۱۴ یعنی محرک شدید عضلاتی غدی میں صبر چھ تولہ شامل کریں خوراک ۴ رتی سے ایک ماشہ تک

۱۶۔ مسہل عضلاتی غدی ہوالشافی :۔ نسخہ نمبر ۱۵ یعنی ملین عضلاتی غدی میں حنظل ۴ تولے شامل کردیں خوراک ۴ رتی سے ایک ماشہ تک

۱۷ر محرک غدی عضلاتی ہوالشافی :۔ اجوائن دیسی تیزپات
ہرایک چار تولہ سفوف کرکے ملالیں خوراک ایک ماشہ سے چھ ماشہ تک

۱۸ر محرک شدید غدی عضلاتی ہوالشافی :۔ نمبر ۱۷ر میں ۴ر تولہ
رائی شامل کرلیں خوراک ایک ماشہ سے تین ماشہ تک

۱۹ر ملین غدی عضلاتی ہوالشافی :۔ نمبر ۱۸ر میں ۱۲ر تولے
گندھک ملالیں خوراک نصف ماشہ سے دو ماشہ تک

۲۰ر مسہل غدی عضلاتی ہوالشافی نمبر ۱۹ر میں ایک تولہ جمال گوٹہ شامل
کرلیں خوراک ۱ر رتی سے ۴ر رتی تک

۲۱ر تحریک غدی اعصابی ہوالشافی :۔ زنجبیل ۵ تولہ نوشادر ۲ر تولہ
کو ملالیں خوراک ۲ رتی سے دو ماشہ تک دیں

۲۲ر تحریک شدید غدی اعصابی ہوالشافی :۔ نمبر ۲۱ر میں مرچ سیاہ
ایک تولہ ملالیں خوراک ۲ رتی سے ۲ر ماشہ تک دیں

۲۳ر ملین غدی اعصابی ہوالشافی :۔ نمبر ۲۲ر میں ۸ تولہ سنامکی
ملالیں خوراک ۳ رتی سے ۳ر ماشہ تک دیں

۲۴ر مسہل غدی اعصابی ہوالشافی :۔ نسخہ نمبر ۲۳ میں ریوند عصارہ
شامل کرلیں خوراک ایک رتی سے دو ماشہ تک دیں

مقویات

۱۔ عضلاتی اعصابی مقوی اطریفل :۔ پوست ہلیلہ زرد، پوست بلیلہ کابلی
پوست بلیلہ، سیاہ، آملہ، بسفائج، اسطوخودوس، کشنیز، مویز منقیٰ، ہرایک ۲ تولہ

کشتہ فولاد ایک تولہ

ترکیب:۔ تمام ادویہ کا سفوف کر کے ملالیں پھر روغن بادام ،، دس تولہ میں ایک سیر چینی کا قوام تیار کر کے اس میں شامل کرلیں مقدارِ خوراک ۶ ماشہ سے ایک تولہ تک صبح و شام پانی یا مناسب بدرقہ کے ساتھ استعمال کرائیں

۲ ۔ عضلاتی غدی مقوی معجون ہوالشافی ۱۔ ہلیلہ (صاف شدہ سفوف) بلب تولہ جائفل ،جلوتری ۔ قرنفل ۔ دارچینی ۔ خولنجاں ۔ بالچھڑ ۔ افستین ہر ایک ایک تولہ

ترکیب تمام ادویات کو سفوف کر کے تین پاؤ شہد کا قوام تیار کر کے اس میں ملاکر معجون تیار کرلیں مقدار خوراک ایک ماشہ سے ۲ ماشہ تک

۳ ۔ غدی عضلاتی مقوی جوارش ہوالشافی ۱۔ آملہ خشک دس تولہ زنجبیل ۔ پلوزیہ ۔ اجوائن ۔ دلیسی ۔ فلفل سیاہ ۔ مصطگی ۔ فلفل دراز ۔ عقرقرحا بادیاں ۔ زیرہ سیاہ ۔ ہر ایک ڈھائی تولہ زعفران ۹ ماشے

ترکیب ۱ ۔ مربہ آملہ کو باریک کوٹ کر حلوہ بنالیں پھر تمام ادویات کا سفوف بناکر اس میں ملالیں تمام کے وزن سے دوگنی چینی (قند سفید) اور ادویات کے وزن کے برابر شہد خالص لے کر قوام تیار کر کے ادویات کو اس میں ملالیں خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ

۴ ۔ غدی اعصابی مقوی لبوب اعمغز چلغوزہ ۔ پستہ ۔ مغز اخروٹ فندق کہنہ مقشر ۔ مغز تخم تربوزہ ۔ مغز تخم خیارین ۔ مغز تخم پنبہ دانہ ۔ ثعلب مصری ۔ بادام شیریں تخم گزر ۔ تخم پیاز ۔ ہر ایک دو تولہ

ترکیب :۔ تمام ادویات کا سفوف کر کے تین گنا شہد کا قوام بناکر لبوب تیار کرلیں خوراک چھ ماشہ سے ۹ ماشہ تک صبح شام ہمراہ دودھ نیم گرم

۵ :۔ اعصابی غدی مقوی ہوالشافی :۔ حلوہ) میدہ گندم تخم کدو مقشر

تخم تربوز مقشر گوند کیکر ہر ایک دو چھٹانک گھی خالص گئے ۴، چھٹانک دودھ خالص گائے دو سیر

ترکیب اول میدہ گندم کو گھی میں آہستہ ہلکی آگ پر بھونیں جب وہ سرخ ہو جائے تو اس کو رکھ دیں پھر تخم کدو مقشر اور تخم تربوز مقشر کو باریک کرکے تھوڑا تھوڑا ڈال کر کوٹیں اور سب کو یکجا کر لیں اور پھر بھونے ہوئے میدے میں ڈال کر آگ پر رکھ دیں جب دودھ خشک ہو جائے تو لکڑی کی آگ نکال کر صرف کوئلوں کی آگ پر رکھ کر آہستہ آہستہ ہلائیں اور یہاں تک پکائیں کہ اس کا پانی بالکل اڑ جائے اور اس میں سیس پیدا ہو جائے بس تیار ہے البتہ اس امر کا خیال رہے کہ گھی اس کا فی نظر آتا ہو اگر کہ معلوم ہو تو چھٹانک دو چھٹانک گھی اور گرم کرکے ڈال دیں یہ یاد رہے کہ جس قدر دودھ کا پانی خشک ہو گا اور گھی زیادہ ہو گا اتنا ہی زیادہ دیر تک رکھا جا سکتا ہے مقدار خوراک ایک چھٹانک صبح اور شام

۶۔ **اعصابی عضلاتی** مقوی ہو الشافی۔ (خمیرہ) گاؤزبان۔ ابریشم کشنیز۔ ہر ایک دس تولہ برادہ صندل سفید ۵ تولہ الائچی خورد ایک تولہ، عرق گلاب دو سیر آب انار شیریں نصف سیر۔ قند سفید دو سیر

ترکیب:۔ اول گاؤزبان۔ ابریشم، کشنیز، صندل کو عرق گلاب میں بھگو کر ایک رات رکھیں صبح آگ پر رکھیں جب ایک چوتھائی پانی باقی رہ جائے تو اس کو چھان لیں پھر اس میں آب انار شیریں ملا کر اور قند سفید ڈال کر آگ پر رکھ کر خمیرے کا قوام بنا لیں پھر اس کو اس قدر گھوٹیں کہ سفید ہو جائے مقدار خوراک ۵ ماشہ سے ۹ ماشہ تک

اکسیرات

۱۔ عضلاتی غدی اکسیر ۔ ہوالشافی :۔ شنگرف رومی ایک حصہ، مرمکی تین حصہ دونوں کو مسلسل ایک گھنٹہ کھرل کریں مقدار خوراک ایک رتی سے ایک ماشہ تک حسب ضرورت

۲۔ غدی عضلاتی اکسیر ہوالشافی :۔ پارہ ایک تولہ گندھک سات تولہ دونوں کو کم از کم ایک گھنٹہ کھرل کریں مقدار خوراک ایک رتی سے ایک ماشہ تک حسب ضرورت

۳۔ غدی اعصابی اکسیر ہوالشافی :۔ ہڑتال ایک تولہ زنجبیل ۴ تولہ فلفل سیاہ ۳ تولہ تین گھنٹے کھرل کریں خوراک ایک رتی سے ایک ماشہ تک حسب ضرورت

۴۔ اعصابی غدی اکسیر ہوالشافی ؛ حجر الیہود، کہربا، نشادر، الائچی خورد ہر ایک چھ ماشہ قند سفید دو تولہ تھوڑی تھوڑی قند سفید ڈال کر کم از کم ایک گھنٹہ کھرل کریں مقدار خوراک ایک ماشہ سے تین ماشہ تک سردیوں میں شہد ملا کر چٹائیں گرمیوں میں شربت کے ہمراہ دیں

۵۔ اعصابی عضلاتی اکسیر ہوالشافی :۔ کشتہ قلعی، طباشیر، الائچی کلاں تینوں ایک ایک تولہ ورق نقرہ ۳ ماشہ کی دستی تینوں ادویات کو کھرل میں ڈال کر ایک ایک ورق ڈالتے جائیں اور کھرل کرتے

جائیں یہاں تک کہ تمام ورق ختم ہو جائیں مقدار خوراک ۴ رتی سے ایک ماشہ
تک ضرورت کے مطابق پانی مکھن یا گلقند کے ساتھ دیں

۶، عضلاتی اعصابی اکسیر

ہوالشافی :۔ سم الفار ایک ماشہ، کشتہ چاندی دو تولہ دونوں کو ملا کر کم از کم دو گھنٹے
کھرل کریں ایک چاول سے ایک رتی کے ساتھ

تریاقات

۱، عضلاتی غدی تریاق

ہوالشافی :۔ اجوائن دیسی حسب ضرورت لے کر بغیر پسے ایک چینی کے برتن میں ڈال لو
پھر اس میں تیزاب گندھک اتنا ڈالیں کہ اجوائن بمشکل تر ہو سکے پھر اس کو محفوظ
مقام پر پندرہ بیس یوم تک رکھ دیں جب اس کا دانہ نرم ہو گیا ہو تو بہتر اگر دانہ
سخت ہو تو کچھ روز اور رہنے دیں پھر کھرل میں ڈال کر یا اسی برتن میں آدھا گھنٹہ
کھرل کریں بس تیار ہے گولیاں بنالیں یا اسی طرح استعمال کرائیں خوراک ۲ رتی
سے ایک ماشہ تک ہمراہ آب نیم گرم دیں

۲، غدی عضلاتی تریاق

ہوالشافی :۔ مرچ سرخ ایک چھٹانک رائی دو چھٹانک باریک پیس کر گولیاں
بقدر نخود بنائیں مقدار خوراک ایک گولی سے چار گولیوں تک ہمراہ آب نیم گرم
استعمال کرائیں

۳، غدی اعصابی تریاق

ہوالشافی :۔ نیلا تھوتھا، جمالگوٹہ اور شنگرف مدار ہر ایک ایک تولہ رائی ۱۵ تولے سہاگہ ۲ تولے

ترکیب :۔ اول نیلا تھوتھا اور جمالگوٹہ کو ملا کر پیس لیں پھر شیر مدار ڈال کر ایک گھنٹہ تک کھرل کریں اس کے بعد سہاگہ ملائیں اور آخر میں رائی کا سفوف ملائیں مقدار خوراک دو چاول سے ایک ماشہ تک ہمراہ آب نیم گرم

۴۔ اعصابی غدی تریاق

ہوالشافی :۔ شیر مدار ایک حصہ ہلدی سرخی مائل ۱۵ حصے دونوں کو ملا کر صرف دس منٹ تک کھرل کریں مقدار خوراک دو چاول سے ایک ماشہ تک ہمراہ آب نیم گرم

۵۔ اعصابی عضلاتی تریاق

ہوالشافی :۔ افیون ایک ماشہ، لوبان کوڑیا ایک تولہ قند سفید ایک تولہ سفوف تیار کر لیں مقدار خوراک نصف رتی سے ایک ماشہ تک ہمراہ آب تازہ استعمال کرائیں

۶۔ عضلاتی اعصابی تریاق

ہوالشافی :۔ سرمہ سیاہ ایک تولہ ریٹھے کا چھلکا نو تولے

ترکیب :۔ اول ریٹھے کے چھلکے کا سفوف کریں پھر سرمہ سیاہ کھرل میں ڈال کر تھوڑا تھوڑا سفوف ڈالتے جائیں اور کھرل کرتے جائیں یہاں تک کہ تمام سفوف ختم ہو جائے مقدار خوراک ایک رتی سے ایک ماشہ ہمراہ آب تازہ یا نیم گرم

نوٹ :۔ تریاقات کے متعلق ہمیشہ یہ بات مدنظر رکھیں کہ وقفہ دوا صبح شام یا تین چار گھنٹے یا گھنٹہ دو گھنٹے کا نہیں رکھنا چاہیئے بلکہ ہر پندرہ بیس منٹ حد نصف گھنٹہ کے بعد مریض پر اس کا اثر دیکھیں اگر مریض صحت کی طرف آ رہا ہے تو جس قدر مناسب خیال کریں وقفہ بڑھا دیں لیکن اگر مریض کو تکلیف ہو تو دوسری اور تیسری خوراک بھی کم وقفہ پر دیں ایسی ادویات عموماً مریض کو موت کے منہ سے نکالنے والی ہوتی ہیں مثلاً ہیضہ کا مریض ہے اس کو اگر ۱۵ اور ۳۰ منٹ

کے بعد دوا کا وقفہ نہیں ہوگا تو وہ تین چار گھنٹے کے بعد کیسے زندہ رہ سکتا ہے اسی طرح دیگر خوفناک امراض یا شدید تکلیف میں بھی یہی عمل کریں

نوٹ :- نظریہ مفرد اعضاء کے فارما کوپیا میں جو ادویات استعمال کی گئی ہیں ان کو ضرورت کے مطابق یونانی مرکبات کی شکل میں بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے جس کا نمونہ مقویات میں دیا گیا ہے اسی طرح اکسیرات اور تریاقات کو بھی مناسب صورتیں دی جا سکتی ہیں

روغنیات اور ارواح

(لطیف ادویات)

اندرونی استعمال کی ادویات کی طرح بعض وقت شدت مرض کیلئے بیرونی طور پر بھی ادویات استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اگر بیرونی طور پر ان ادویات کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے درست ہو جاتا ہے اور ان کے افعال میں کمی بیشی اور ضعف پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ ادویات اپنے مختلف کیفیات و مزاج رکھتی ہیں اور جذب ہو کر اخلاط میں کیمیاوی طور پر اضافہ کر سکتی ہیں

اس مقصد کے لئے ہر مفرد عضو کے مطابق روغنیات کا ذکر کیا جاتا ہے ان کو بیرونی طور پر طلا و لیپ اور مالش کی طرح استعمال کیا جا سکتا ہے اور ضرورت کے وقت انہی سے مراہم تیار کی جا سکتی ہیں یا انہی روغنیات میں ان کے مطابق ادویات شامل کر کے یا آگ پر حل کر کے استعمال کی جا سکتی ہیں ان روغنیات اور ارواح کو اندرونی طور پر اپنی مقررہ مقدار سے دیا جا سکتا ہے

ان کے علاوہ اپنی مفرد اعضاء کے مطابق لطیف ادویات کا بھی ذکر کیا جاتا ہے جس میں لطافت و تیزی اور زود اثری کی خاص اہمیت حاصل ہے اس لیئے ان ادویات کو ارواح کا نام دیا ہوا ہے (جو روح کی جمع ہے) لیکن حقیقت میں ان کو ارواح کہنا صحیح نہیں لیکن اس نام کے علاوہ اور کوئی نام یا اصطلاح فن میں نہیں ہے

۱- عضلاتی غدی روغن اور روح

ہوالشافی :- روغن تلخ اس میں بعج کے طور پر روغن دارچینی ان دونوں کو تنہا بھی استعمال کر سکتے ہیں چودہ اور ایک کی نسبت سے ملا کر استعمال کیا جا سکتا ہے

۲- غدی عضلاتی روغن اور روح

ہوالشافی :- روغن تارپین روح کے طور پر روغن قرنفل ان کے مرکب کی نسبت چودہ حصے میں ایک حصہ سے ملائیں

۳- غدی اعصابی روغن اور روح

ہوالشافی :- روغن بیدانجیر روح کے طور پر ست اجوائن مرکب چوبیس حصے میں ایک حصہ ملائیں

۴- اعصابی غدی روغن اور روح

ہوالشافی :- روغن کدو روح کے طور پر ست پودینہ مرکب نو حصے میں ایک حصہ ملائیں

۵- اعصابی عضلاتی روغن اور روح

ہوالشافی :- روغن بادام روح کے طور پر کافور مرکب ۹ حصے میں ایک حصہ

۶ عضلاتی اعصابی روغن اور روح — ہوالشافی :۔ روغن کنجد روح کے عوض پہ روغن صندل مرکب سات حصے میں ایک حصہ ملائیں

نوٹ :۔ یہ چند روغنیات اور ارواح لکھ دیئے گئے ہیں اسی طرح اور بھی بہت ہو سکتے ہیں۔

کحل کاجل

(آنکھ میں لگانے کی دوائیں)

۱۔ عضلاتی غدی کاجل — ہوالشافی :۔ سادہ دھواں جو کڑوے تیل سے تیار کیا گیا ہو جمع شدہ نو حصے، نیلا تھوتھا ایک حصہ روغن تلخ میں کاجل بنالیں

۲۔ غدی عضلاتی کحل — ہوالشافی :۔ ممیراں چینی، معنبر تخم نیم مسلسل دو گھنٹے کھرل کریں

۳۔ غدی اعصابی کحل — ہوالشافی :۔ فلفل سیاہ ایک حصہ نشادر دو حصے [illegible] سات حصے عرق بادیان ایک پاؤ میں کھرل کریں

۴۔ اعصابی غدی کحل — ہوالشافی :۔ سمندر جھاگ سہاگہ ہم وزن دونوں کو ایک گھنٹہ کھرل کرکے سرمہ تیار کریں

زبدۃ الحکماء الحاج حکیم محمد یٰسین دنیاپوری کی

زیر طبع کتب

(۱) الرجی اور ری ایکشن شائع ہو چکی ہے
(۲) طبی ڈائریکٹری (حصہ دوم)
(۳) موٹاپا قابل علاج ہے؟
(۴) میرا مطب (حصہ دوم) شائع ہو چکی ہے
(۵) سمیات کے تریاقات
(۶) تاریخ طب واطباء (حصہ دوم)
(۷) طبی مشورے (حصہ سوم)
(۸) بواسیر کا کامیاب علاج
(۹) امرض مخصوصہ مردانہ
(۱۰) فالج کا کامیاب علاج
(۱۱) تشریح فارماکوپیا
(۱۲) طب نبوی ﷺ اور قانون مفرد اعضاء
(۱۳) نئے یقینی و بے خطا مجربات
(۱۴) ڈائیلسس اور قانون مفرد اعضاء
(۱۵) تھیلا سیمیا اور لیوکیمیا کیا ہے؟
(۱۶) وبائی امراض اور ان کا علاج
(۱۷) چارٹ اناٹومی و فزیالوجی
(۱۸) چارٹ حواس ستہ انسانی
(۱۹) چارٹ نظام اخراج بول
(۲۰) تشریح اعضائے انسان حصہ سوم
(۲۱) غذاؤں کے خواص بالمفرد اعضاء
(۲۲) A.B.C آف قانون مفرد اعضاء

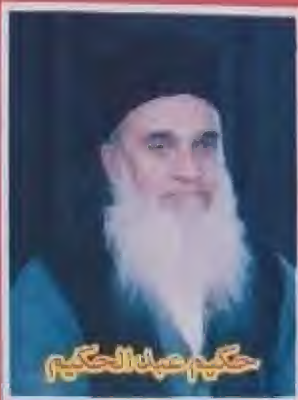
انہیں جلد ایک ایک کر کے شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ حکیم محمد یٰسین دنیاپوری

ناظم طباعت و اشاعت

حکیم محمد [illegible] ایڈیٹر ماہنامہ قانون مفرد اعضاء دنیاپور ضلع لودھراں

حکیم محمد الیاس سرپرست یٰسین دواخانہ و طبی کتب خانہ دنیاپور، لاہور







راولپنڈی میں حکیم محمد یٰسین صاحب حکیم کلیم اختر مرزا و دیگر حکماء کے ساتھ





حکیم محمد یٰسین کی عدم موجودگی
میں مطب کی نگرانی کے فرائض
حکیم محمد الیاس و حکیم محمد عارف
انجام دیتے ہیں

